دکنی نثر کا انتخاب

(ابتدا سے فورٹ سینٹ جارج کالج تک)

مرتبہ

ڈاکٹر سیّدہ جعفر

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند
ویسٹ بلاک۔1، آر۔کے۔پورم، نئی دہلی۔110 066

دکنی نثر کا انتخاب

(ابتدا سے فورٹ سینٹ جارج کالج تک)

مرتبہ

ڈاکٹر سیّدہ جعفر

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

ویسٹ بلاک۔1، آر۔کے۔پورم، نئی دہلی۔066 110

Deccanni Nasar Ka Intekhab
By : Dr. Syeda Jaffer

سنہ اشاعت:

پہلا اڈیشن : 1983 تعداد 1000

دوسرا اڈیشن : 1997 تعداد 1100

قیمت: =/45

سلسلۂ مطبوعات: 291

ناشر : ڈائریکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔I، آر۔کے۔پورم،
نئی دہلی۔110066

طابع : میکاف آفیسٹ پریس دہلی۔

پیش لفظ

"ابتدا میں لفظ تھا۔ اور لفظ ہی خدا ہے"

پہلے جمادات تھے۔ ان میں نمو پیدا ہوئی تو نباتات آئے۔ نباتات میں جبلت پیدا ہوئی تو حیوانات پیدا ہوئے۔ ان میں شعور پیدا ہوا تو بنی نوع انسان کا وجود ہوا۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ کائنات میں جو سب سے اچھا ہے اس سے انسان کی تخلیق ہوئی۔

انسان اور حیوان میں صرف نطق اور شعور کا فرق ہے۔ یہ شعور ایک جگہ پر ٹھہر نہیں سکتا۔ اگر ٹھہر جائے تو پھر ذہنی ترقی، روحانی ترقی اور انسان کی ترقی رک جائے۔ تحریر کی ایجاد سے پہلے انسان کو ہر بات یاد رکھنا پڑتی تھی، علم سینہ بہ سینہ اگلی نسلوں کو پہنچتا تھا، بہت سا حصہ ضائع ہو جاتا تھا۔ تحریر سے لفظ اور علم کی عمر میں اضافہ ہوا۔ زیادہ لوگ اس میں شریک ہوئے اور انھوں نے نہ صرف علم حاصل کیا بلکہ اس کے ذخیرے میں اضافہ بھی کیا۔

لفظ حقیقت اور صداقت کے اظہار کے لیے تھا، اس لیے مقدس تھا۔ لکھے ہوئے لفظ کی، اور اس کی وجہ سے قلم اور کاغذ کی تقدیس ہوئی۔ بولا ہوا لفظ، آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ ہوا تو علم و دانش کے خزانے محفوظ ہو گئے۔ جو کچھ نہ لکھا جا سکا، وہ بالآخر ضائع ہو گیا۔

پہلے کتابیں ہاتھ سے نقل کی جاتی تھیں اور علم سے صرف کچھ لوگوں کے ذہن ہی سیراب ہوتے تھے۔ علم حاصل کرنے کے لیے دور دور کا سفر کرنا پڑتا تھا، جہاں کتب خانے ہوں اور ان کا درس دینے والے عالم ہوں۔ چھاپہ خانے کی ایجاد کے بعد علم کے پھیلاؤ میں وسعت آئی کیونکہ وہ کتابیں جو نادر تھیں اور وہ کتابیں جو مفید تھیں آسانی سے فراہم ہوئیں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اچھی کتابیں، کم سے کم قیمت پر مہیا کرنا ہے تاکہ اردو کا دائرہ نہ صرف وسیع ہو بلکہ سارے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور پڑھی جانے والی اس زبان کی ضرورتیں پوری کی جائیں اور نصابی اور غیر نصابی کتابیں آسانی سے مناسب قیمت پر سب تک پہنچیں۔ زبان صرف ادب نہیں، سماجی اور طبعی علوم کی کتابوں کی اہمیت ادبی کتابوں سے کم نہیں، کیونکہ ادب زندگی کا آئینہ ہے، زندگی سماج سے جڑی ہوئی ہے اور سماجی ارتقاء اور ذہنِ انسانی کی نشوونما طبعی، انسانی علوم اور ٹکنالوجی کے بغیر ممکن نہیں۔

اب تک بیورو نے اور اب تشکیل کے بعد قومی اردو کونسل نے مختلف علوم اور فنون کی کتابیں شائع کی ہیں اور ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے یہ اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔ میں ماہرین سے یہ گذارش بھی کروں گا کہ اگر کوئی بات ان کو نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں نظر ثانی کے وقت خامی دور کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ
ڈائریکٹر
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، نئی دہلی

فہرست

مقدمہ

دکنی نثر کا یہ انتخاب دکن کے چودہ مصنفین کی تصانیف کے منتخبات پر مشتمل ہے۔ اس میں جہاں برہان الدین جانم، امین الدین اعلیٰ اور وجہی جیسے معروف ادیبوں کی نثر کے نمونے موجود ہیں وہیں بعض غیر معروف نثر نگاروں مثلاً معظم بیجاپوری، عابد شاہ اور شاہ سلطان ثانوی کی تصانیف کے اقتباسات کو بھی جگہ دی گئی ہے جس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ دکن میں زبان و طرز بیان نے کس انداز میں ارتقائی منزلیں طے کی ہیں۔

ان نثری نمونوں کے انتخاب میں اس نقطے کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ مصنفین کے ایسے نثر پاروں کو پیش کیا جائے جن سے ان کی عبارتوں کے مخصوص طرز کی ممکنہ حد تک نمائندگی ہو سکے۔ ابتدائی دکنی مصنفین کی تحریروں میں ایک طرح کی یکسانیت کا احساس ہوتا ہے جس کی وجہ موضوع کا اشتراک بھی ہو سکتی ہے۔

اس انتخاب میں ابتداء اس لیے برہان الدین جانم کی تحریروں سے کی گئی ہے کہ وہی دکن کے پہلے مصنف تھے اور تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ "معراج العاشقین" خواجہ بندہ نواز کی تصنیف نہیں بلکہ مخدوم شاہ حسینی کی نثری کاوش ہے جو گیارھویں صدی کے آخر اور بارھویں صدی کے اوائل کے مصنف تھے۔ خود مخدوم شاہ حسینی کی "تلاوت الوجود" کا انتخاب بھی اس کتاب میں شامل ہے۔

دکنی ادب کی روایات سقوط گولکنڈہ اور زوالِ بیجاپور کے بعد بھی جنوب میں ایک عرصے تک زندہ رہیں۔ ارکاٹ کے نوابین نے شاعروں اور ادیبوں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی اور ان کی اس علم پروری اور ادب نوازی کے باعث تامل کا علاقہ اس دور کا ایک اہم ادبی مرکز بن گیا۔ مدراس کے والا جاہی حکمرانوں اور بالخصوص ارکاٹ کے آخری نواب

ا

محمد غوث خان اعظم کا عہد اردو ادب کی نشو و نما کے لحاظ سے دورِ زریں کہا جاسکتا ہے۔

۱۸۱۲ء میں فورٹ سینٹ جارج کا قیام عمل میں آیا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی سرپرستی میں یہ کالج دکنی زبان و ادب کا ایک مرکز بن گیا۔ اس کالج کے مصنفین کی تعداد کچھ کم نہیں لیکن اس انتخاب میں صرف چند مشہور اور نمائندہ مصنفین کی تخلیقات کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کالج کے مصنفین میں داستان گوئی کے اعتبار سے منشی شمس الدین احمد اور ابراہیم بیجاپوری کے نام سرفہرست نظر آتے ہیں۔ ابراہیم بیجاپوری کی "دکنی انوار سہیلی" شمس الدین احمد کی "حکایات الجلیلہ" اور نامعلوم مصنفین کی "سنگھاسن بتیسی" اور "ملکہ زمان و کام کندلہ" زبان و اسلوب کے اعتبار سے دکنی نثر کی روایات کے آخری نقوش معلوم ہوتے ہیں۔ گولکنڈہ و بیجاپور کے ادیبوں کی مذہبی اور اخلاقی موضوعات سے متعلق سنجیدہ نثر کے نمونوں اور فورٹ سینٹ جارج کالج کے داستانی ادب کے درمیان، دکن کے ایک نامعلوم مصنف کا "طوطی نامہ" تسلسل باقی رکھنے والی کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔

آخر میں میں "ترقی اردو بورڈ" کے ارباب حل و عقد کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنھوں نے دکنی نثر کے انتخاب کا کام میرے سپرد کیا۔

سیدہ جعفر
نگر حوض۔ حیدرآباد۔ اے۔ پی۔

اگست ۱۹۸۰

برہان الدین جانم

جانم کے والد میراں جی شمس العشاق، شاہ کمال الدین مجرد بیابانی کے خلیفہ تھے۔ برہان الدین جانم کی صحیح تاریخ پیدائش و وفات کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔ ان کی کتاب "ارشاد نامہ" ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء کی تصنیف ہے اور اس کے بعد "کلمۃ الحقائق" لکھی گئی۔ جو غالباً برہان الدین جانم کی آخری تصنیف ہے۔ آپ نے ۱۰۰۶ھ میں وفات پائی۔ جانم کی تصانیف "سکھ سہیلا" اور "کلمۃ الحقائق" بھی شائع ہو چکی ہیں۔ "کلمۃ الحقائق" دبستان بیجاپور کی ایک ایسی تصانیف ہے جس کے مصنف کے بارے میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ یہ ہماری قدیم ترین نثر کا ایک مستند نمونہ ہے۔ عام طور پر مرید خدا، وجود، انسانی ذات وصفات اور دوسرے مختلف متصوفانہ مسائل سے متعلق جن سوالوں کے جوابات جاننا چاہتے ہیں انھیں جانم نے "کلمۃ الحقائق" میں سادہ اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ رسالہ اُس دور کے دوسرے رسالوں کی بنسبت ضخیم ہے اور اس کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مختلف نسخوں میں کوئی اہم اختلاف نسخ نظر نہیں آتا۔ جانم نے اپنی زبان کو "گجری" سے تعبیر کیا ہے اور سنسکرت کے تت سم اور تت بھو الفاظ بکثرت استعمال کیے ہیں۔ "کلمۃ الحقائق" میں حسب ضرورت فارسی نثر سے بھی کام لیا گیا ہے۔ کہیں کہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ مصنف اپنے مطلب کو دکنی نثر کا جامہ پہنانے پر زیادہ قدرت نہیں رکھتا اس لیے وہ فارسی نثر کی مدد سے اپنا ما فی الضمیر کو واضح کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور دکنی عبارتیں لکھتے لکھتے فارسی جملے تحریر کرنے لگتا ہے۔ عبارتیں کہیں کہیں ناقابلِ فہم اور گنجلک بھی ہو گئی ہیں۔ غیر مربوط

جملوں میں تسلسل بیان کے فقدان کا احساس ہوتا ہے۔ غالباً نثر کی اولین کاوش ہونے کی وجہ سے بھی یہ سقم پیدا ہوا ہے جانم نے مکالمے کے انداز کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے اور اپنے عہد کی عام فہم اور سلیس زبان استعمال کی ہے۔ ان کے بعض جملے خوبصورت اور دل نشین معلوم ہوتے ہیں۔ عبارت کے درمیان اشعار اور دوہے بھی نقل کیے گئے ہیں اور کہیں کہیں مقفیٰ جملے بھی موجود ہیں۔ بعض جگہ طالب کا سوال اور مرشد کا جواب دونوں نظم میں ہیں۔ برہان الدین جانم کی نثر میں ترسیل کی بعض کوتاہیوں کے باوجود انشاء کے محاسن کی جھلک کہیں کہیں ضرور نظر آتی ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ مصنف کے سامنے نثر کا کوئی ایسا نمونہ موجود نہیں تھا جو اس کی رہبری کر سکتا۔

کلمۃ الحقائق

اللہ کہے سو ہوے کہ قادر توانا قوی کہ او قدیم القدیم اس قدیم کا بھی کرنہار سہج سہج سو تیر اتھار۔ و سہج ہوا بھی توج تھے یار۔ جدھاں کچھ نہ تھا بھی تھا نہیں دوجا شریک کوی نہیں ایسا حال سمجنا خدا تھے خدا کوں۔ جس پر کرم خدا کا ہوے۔ سبب یو زبان گجری نام این کتاب "کلمۃ الحقائق" خلاصۂ بیان و تجلی عیاں روشن شود انشاء اللہ تعالیٰ کہ خدائے تعالیٰ قدیم القدیم کیوں تھا، ذات و صفات و کل مخلوقات ابتداء و انتہاء باقی و فانی، قدیم و جدید باہم و یے ہمہ بدیں سبب سوال و جواب روشن کر دیکھلایا ہے۔ انشا اللہ تعالیٰ کہ خدائے تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ خدائے تعالیٰ کی نظر اد اِک کرنہاری ہے۔ جملہ مخلوقات پر کہ وہاں وہماری نظر نہیں انپڑ نہاری ہے ذات قدیمی پر اگر کوئی اوس قدیمی بوجھے کو شریک کھڑا رہیا اس سبب فرمایا کہ قال اللہ تعالیٰ لاتدرک الابصار وھو یدرک الابصار وھواللطیف الخبیرہ۔ ایسا کسی کا مجال ہوے گا کہ پچھان ذات کا کرے گا کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تفکروفی صفات اللہ ولا تفکروفی ذات اللہ و لیکن جیسے خدا لوڑے اُسے راہ دیوے اپس میں کر یھدی من یشاء امید دیکھایا و مود کیا کہ قالہٗ تعالیٰ الذین جاھدو فینا لنھدینھمْ سُبلنا۔ تو جہد کشش کرے خدا ہیں خدا تھے کہ قال علی کرم اللہ وجہ کہ عرفتُ ربی بربیؔ۔

سوال:۔ کہ خدائے تعالیٰ اول تھے اول کیوں ہے ؟

جواب:۔ قدیم تھے قدیم اول تھے اول اپیں تھا۔

سوال:۔ کہ کیوں تھا و کہاں تھا۔

سواب:۔ بے چوں و بے چگونہ تھا و چوں و چرا نہ باید گفتن و لیکن ہستی باقی لاشک ولاشبہ۔

سوال:۔ او کہاں تھا کہیں تو تعلقات جاگا سوں دھرتا تھا بھی ؟

جواب:۔ تیرے بھی وقت سوں تعلق دھرتا ہے تو اس ہر شئی کا افریدہ گار دیچ جان اور اس جاگا کا سب

کاآخر یدگار وہی پچھان۔ اس تھے اول واول کا بھی اول وآخر قدیم و جدید سب
اس تھے بے زبان ہوتا اس تھے بول میں آیا کہ اول تھے اول ہے جملہ مخلوقات
تھے لامکان ہے کہ چنانچہ خواجہ رومؒ و خواجہ شبلی پرسیدؒ قال ماالتوحید؟ قال من
اجاب عن التوحید فھو مشرک ولم یعرف ذالک فھو کافر وسال عنہ فھو جاھل"

سوال۔ پس سبھی نہیں کیوں قرار دیتا و تحقیق کوں کیوں انپڑ ناکہ کچھ نہیں پس کیوں؟

جواب۔ اے عارف توں مخلوق ہے۔ تیرا تعلق ورہنا یک جاگا سوں تعلق دھرتا ہے کہ توں
بندہ عاجز بے قدرت و خدائے تعالیٰ کوں یہ آرزومندی نہیں کہ توں بے
قدرت و خدائے تعالیٰ باقدرت اپس سوں اپے تھا۔

سوال۔ جد کچھ نہیں کیا تھا! آپیں آپ تھا پس نور نبی کیا کیوں ظہور؟

جواب۔ سن کہ اللہ تعالیٰ مخفی گنج تھا در امر امنیت در خودی خود پنہان نہ اظہار نہ آکار
نہ نرنکار نہ جلال نہ جمال نہ شوق نہ ذوق نہ یاد نہ فراموش نہ رنج نہ گنج ولیکن
چہ گوید کہ امن امنیت المقصود، مقصود پس در خودی خود ارادت کرد مثل ہیچوں تخم در
زمین غبار گرفت بعدہ انگور جنا یا تخم تھے دکھایا کوم و آن غبار کہ در قدرت
پنہاں بود و چوں از تخم بیرون آمد و آں قدرت کہ پنہاں بود اظہار شد کہ رسم
اللہ در آگاہ خود۔ آگاہ وجے ذات کا آگاہ پنا سو قدرت جدید و در غبار اول ذات
قدیم۔ برائے آں عارفاں می گویند کہ قدیم و جدید اوست پس پوچھ بعدہٗ بوجھ
و مدانکہ رسم اللہ کہ من اللہ در خود اظہار کرد، ع

جوں کی لکڑی بھیتر آگ بھڑکا نیکلیا جیوں کی جاگ
باز د عشق تھے کرنے سار کیتا نور نبی کا بار

جان اے عارف! خدا میں واس کی قدرت میں کچھ فرق نہیں بلکہ او سو قدرت
قدرت سو او چنانچہ یکے است جیوں کی کافور ہور خوشبوی در گل یا شیرین جیوں کی
شکر یا بوئے در دو دو نی نہ کہتیں کھری تک نہ کہے جائیں دو۔ کیا تابش۔ جوہر کی جوہر
تھے جدا ایسا معو خلاصہ جزم رشد نہیں۔ ایسا ذات دو پنے بغیر کیسو۔ محمد نور اسی کا دیکھ
کر ان لوڑیا کہ اپسیں اپیں دیکھو کہ عشق کا غلبہ تو کرنے ہوا اسار تو قدرت سوں
نظر کیا اگوچر کی آرسی کیا۔ سن نرنکار کی۔ اس ہوا تھے وہ ہوا آدمی جہاں نور محمد

کیا شاد ہے۔ پس آں ہوئے صفارا آئینہ ساخت و مشاہدہ خود بخود دید۔ چوں ذات
اللہ شاہداست و ہم ثانی شاہد نور محمد آئینہ صفا کی امرارادت تھا کہ کن فیکوں وجان
اے عارف! نہ کاف و نون کون جاگا اس میں۔ اس بچے میں اظہار نور در صفا ہوا
ولیکن در کلمۂ کن فیکوں معذور ہے۔ پس دپر تو ذات کا سو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قدرت سوں چنیت کر شاہد کیا محمد کے نور کوں۔ پس از شاہد نور مور ہمہ نور آفریدہ
کہ انس و جن و ملک و ہمہ اشیاء پس آں نور در صفا شد ہد بود و ما زاں شاہد، شاہد
ہمہ عالم شد و آں ہمچوں چراغ از چراغ افروخت و آں نور را روح القدس گویند۔
برائے آں محمد نور را ابوالارواح گویند۔ پس ثابت شد کہ انا من النور اللہ وکل شیئ
من نوری سبحانہ، وتعالیٰ۔ اس نور کے عشق تھے لطافت کیا پس لوڑیا کی ظہور کروں
باذر اس صفا تھے ہو کیا و ہوا تھے باد کیا و باد تھے آگ کیا وہ آگ تھے پانی کیا و پانی
تھے خاک کیا کہ خبر ہوا باد کوں جاگا نہیں و جز باد آگ کوں پرورش نہیں۔ و جز گرمی
پانی کوں جوش اظہاری نہیں و جز پانی زمیں کوں وجود نہیں۔

سوال:۔ تحقیق کیوں؟

جواب:۔ قدرت میں کل موجودات اما چکھے حکمت دیکھایا سمجا لوڑے کہ خاک تھے سنگ
وشجر بارو لیکن ہمہ خاک است۔ جان اے عارف یکس میں یک چیز ہیں سب فنا بھی
یکس میں یک ہو نہارے ہیا زمین پگھلے تو پانی میں مل جائے۔ پانی کا ہیزم آگ میں
آگ کا ہیزم باد میں باد کا ہیزم ہوا میں ہوا کا ہیزم صفا میں صفا کا ہیزم قدرت
میں قدرت کا ہیزم ذات قدیمی میں۔ جان اے عارف جے چیز جہاں تھے آیا
وہانچہ فدا ہو نہارا ہے۔ دِستے ہیں دو آپس تھے فدا ہونے میں یک جیوں جل
ہوے کوں کیا جدائی، وجود دوسرا وے پانی تو یک بیت ع

تو ایسی قدرت بار

یو کے عناصر چار

پس وہ نور محمد و آں گوہر لطیف در صدف خاک نہاد با ترکیب چہار عناصر آمیختہ کرد۔
اللہ تعالیٰ اپس تھے و قدرت تھے ان دو کا بستار عالم آشکارا کہ یکس بھے۔ یک کہیں ین دو
کچ نہیں۔ قدرت و خدا یک میں دو تشبیہ جیوں یک قلم جز جیزے میں کیوں بھی ایسا رمز

زاد قدرت و خدا کے ملن میں عالم ہوا کہ جز دو تسرا نہیں۔ الثالث بالخیر۔

عجب قادر قیوم کہ در شکم قدرت عالم را بیرون آورد ہمچو فرزند از شکم مادر
زاید تو عالم فرزند خدا کا۔

سوال:۔ تو کلام ربانی خبر می دہد کہ لم یلد و لم یولد۔

جواب:۔ اے عارف! جیوں بکار مخلوق کا یو تشبیہ نہیں ملتا وہاں یہ عالم کیوں ہوا۔ کام نہیں
تشبیہ جیوں کی سریا آفتاب تھے پڑے آگ یوں قدرت تھے عالم اٹھے جاگ پس اینجا صحیح شد
نہ کسے زادش اور نہ کسے اور انہ کسے از وے زاد۔ ذات اللہ تعالیٰ منزہ ہے و تمام آفرینش
دوستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ خبر لولاک لما خلقت الافلاک۔ پس اے عارف نور محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اس خاک میں ظہور دیکھلایا تا کلام ربانی کہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ
فیہا مصباح۔ تا آں گوہر قدیم در خاک نمود۔ جز پچھان شناس نہیں و پچھان کیے نا اندھلا
کہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ پر دو چیز فرض کیا۔ اپسیں پچھاننا اور خدا کوں۔ حدیث
نبوی علیہ السلام۔ مَن عرفَ نفسہٗ فقد عرفَ ربہٗ۔

سوال:۔ اپنا پچھان کیوں؟

جواب:۔ کہ توں نور قدیم ازل ازلی اپنے وجود میں تفکر کہ میں کون؟

سوال:۔ میں خاک کہ خلق الانسان من طین۔

جواب:۔ کلام ربانی حق ہے۔ اما فکر کیا لوٹے کہ میں وقتِ میثاق تھے ہوں کہ حدیث
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلق الارواح من قبل الاجساد و پس جان تو ر گوہر کہنہ
قدیم است۔ ترا ظہور از خاک است۔ اس سبب کلام ربانی منِ طین واگر نطفہ
بدانی کہ خلق الانسان من نطفۃ پس فہم کن کہ آدم علیہ السلام را بیافرید ......

سوال:۔ تو اپیں کون؟ اگر دم کہوں تو باؤ ہے یو حرکت سب باؤ کا تن میں کہ شناس
جز دم جیوں کون ہے؟ اور سو کہنا؟

جواب:۔ دم ٹکڑا باؤ کا خدائے تعالیٰ حکمت و ستر گی بدل حرکت ساند ھیاں کا چلنا۔ اس
سبب دم یو سرشت چہار عناصر میں ہے تو فہم کر کہ دم پر تو کوی ہے دن کہ یو دم
تیرے فرمان میں ہے۔ وقتے یک جاگا دم مرتا تو دہان کا ...... بند ہونا پس توں
جا نہارا تو ہے قدیم۔

سوال۔ تو فہم سنہیں ہوتا کہ اس دم تے اور تن تھے خارج نہیں دستا ہوں ؟
جواب۔ اس منزل میں توں دیکھ اگر دست کسے ببرندویں کہ در دست دم کجا رفت
ہموں طریق اگر دست و پائے ہمہ اعضاء ببرند و دم ہم برباد رفت ولیکن تو ہم
دیدیان بوجھن ہارا قدیم ہے یہی طریق بہ فرمان رب العزت روح تن تھے کنارے
ہوتا تن تمام خاک در خاک شد لیکن روح نہ میرد کہ روح قدیم است فرمان شد
کہ الست بربکم و روح جواب داد کہ قالو بلیٰ۔
سوال۔ تو کچھ فہم سنہیں دیتا کہ تن میں حرکت کرنے ہارا روح ہے ولیکن کیوں بیان نئیں کیا۔
غفلت میں نظر پھوٹتا نہیں درکیں۔
جواب۔ اے عارف ! تیری نظر میں غفلت آتا سو تیرا تسرا تن غفلت کا بھی نودوزخ
ظلمات ہے ہور یو فہم داری ہے جیتا سو عارف الوجود یو عرفاں تیرے روح کے
مرکب کی ان کوں ہے ایسے تین تن غیب کے سو تیرے خاکی اس تن میں وہ توں گوہر
نور خدا تعالیٰ ترا در تن ہر چہار صدف اندر نہادہ است تا تو فہم کن کہ من
کدام ؟ ایتال یو فہم کرائے عارف اس کلمۃ الحقائق میں آسان کر دیکھلایا ہوں۔
برکت مرشد کہ وجود چہار یکے واجب الوجود یہ دستا ماٹی کا۔ ممکن الوجود
دستا وقت میثاق کا و ممتنع الوجود سنہیں آتا دکھلانے میں آشکارا۔ اشارت کل من
علیہا فان و عارف الوجود ہر شئی را شناس کنندہ با صحبت مرکب و روح است
و دریں بر سر محیط است۔ اما تمام یو معما جز انجن مرشد گمان دور ہوتا ہے۔ ایتال
کہ علم الیقین بے نہایت و جز عین الیقین تحقیق شود تا اے طالب علم تسلیم باش
و فہم نیک کن۔ ایتال تیرا تجھے دیکھلانا لگے گا لوڑے خدائے تعالیٰ تو توں ارے فکر
کر دیکھ یہ نکات قرار رکھ کہ جیتا رمز ہوتا و اشارت و فعل و حرکات و سکنات
وجود میں جیتے فعل پر اس کا محاسبہ لین ہارا کوئی ہے تو عارف اپس عقل کبیرا
اگر اسی خاطر خواب قرار کر سن اس وجود خاکی دیکھین ہارا ہو کہ میں تو اس کا جانہارا
گوہر توں خاک نہ ہوئے اس جان پنے کوں مرگ سنہیں۔ ایا تن میں جان سو توں سب
چیزاں پر دوکھ سوکھ مرنا و جیونا فانی یا باقی یا ہوتا و جاتا۔ اس کا جانہارا سو توں۔
یہ تن خاکی نہ ہوئے توں۔

سوال۔ کہ سمی نرالا دستا ہوں ہیں اس تن تھے ؟
جواب۔ اس کی آنکھیں تن تھے خارج بھی نظر کر دیکھ کچھ دستا یا نہیں ؟
سوال۔ یہ تن الادھا دستا لیکن جیتا بکار سو ٹوٹے نہیں بلکہ سنتتر بکار روپ دستا ہے۔ یک تل قرار نہیں جو کی مرکٹ روپ ؟
جواب۔ اے عارف ! ظاہر تن کے فعل تھے گزریا و باطن کرتب سب دستے اس کا نانوں سو مکن او وجود۔ دوسرا تن سو یہی کہ اس ایندرین کا بکار د چیشٹا کرنہارا سو وہی تن نہیں تو یو خاک دسو کھ دوکھ بھوگن ہارا جیتا بکار روپ وہی دوسرا تن تو توں نظر کر دیکھ یہ تن فہم سوں گزریا تو گن اس کے کیوں رہے۔
سوال۔ جبوں باد آیا و نکل گیا و لیکن جھاڑ کا ڈول تو رہیا۔
جواب۔ صحیح و لیکن پت جھڑی ہوی جھاڑ کوں تو باد نا رہی اس سبب تیرے نفس کے فعل کے پات تیری روح کے سات لگے ہیں۔ و بارا سو نفس اس سبب جھوٹے میں پڑیا تو پس وہاں کا بھی دیکھن ہارا ہو۔ وہاں کے بکار روپ کا جیتا چیشٹا ہوتا جہان تھے سورج دوسرا تن دہ توں اس کا الادا دیکھیں ہارا سو اس میں نکو گن ایسا بکار روپ سو روح کا مرکب و جیسا تن یہ ویسا چھ اسی کا عکس۔ وہ تن قدیم میثاق کے وقت کا۔ اول و تن باز دیہ تن اسی کا عکس یو ایتال کے دیکھنے میں اس کا عکس و یو تن دقتی و سیری و طیری کنارے ہوتا ہے۔ و روحانی تن و ملائکاں و حوراں بھی تن دھرتے ہیں۔ و بت و تو لیس بھی تن دھرتے ہیں جیسے چیشٹرنا پاک دیوانگی کے یہ جیتا اس تن سوں شہوت، حرص، ہوا، خمس کا مود چا اس کی صحبت سب اسی آزار ہوتا ہے جیوں لوہا صحبت میاں بھوگنا، سونگنا، چاکھنا، دیکھنا یہ فعل سب اس تن کئے کیا باز و کن سب رہے بلکہ زیادت دیکھلا آنے کی ایسے قدرت خدا کی فہم میں آتا و نظر میں نہیں دستا و لیکن دل کی نظر باطن اس میں آتا توں اس کا فہم دار ہو و دوزخ و بہشت کا حساب سب اس سوں تعلق دھرتا ہے کہ توں وتے سب فعل پر قادر ہو الادھا توں اس کا شاہد ہو و جواب دہ۔
سوال۔ صحیح اس کا بھی بکار دیکھنارا ہوں جیوں اس تھے جدا ہوا تیوں اس حرص کے پیر تھے یہی جدا دستا ہوں تحقیق ان دونہوں میں میں الادھا چھ ہون جیوں سیپنی میں کیڑا ہور سیپنی میں موتی ہور سیپی کا بن کیڑے سوں و کیڑے تھے اپست ہور نرا موتی۔

تینوں میں ان دونوں تن میں۔

سوال۔ یک اندیشہ کہ اس تھے میں الا دھا اپسین میرا رب انکھی دستا نین ان دونھوں تھے خیر از چپ تو مخفی منج میں جاگا نین۔ ظلمات کے کوے میں پڑیا اس سبب جاگا دستا نہیں۔ اس کا بھوں میت سمجھ ہوے تیوں۔

جواب۔ سبھی ظلمت اندھارا سو ممتنع الوجود۔ پس اے عارف دہاں توں کوں سو دیکھ۔

سوال۔ ان دو کا شاہد سو وہاں میں دستا نہیں۔ میرا منجے گمان کی یں دہاں نہیں۔

جواب۔ اے عارف یوں غفلت میں سجا کر اپسیں کی چھپاتا۔ اس غفلت کا خبر توں کہتا ہوا تو ایسے دیکھتا۔ دیکھن ہارا دستار سو نخوے۔ جون کی انکھیاں ہور آرسی کوں تفاوت ہے خوب فہم کر اے عارف۔

سوال۔ صحیح ہیں دیکھتا سو دستا کیوں ہوے گا و لیکن کمی کہ عقل کوں فراموش اپنے حال میں نہ بیداری و نہ خواب دستا جوں غائب۔

جواب۔ اگر توں نہیں تو خبر کہن ہارا کون ؟ اس مکی کا یہ جے کچ یا دو بسر ہوتا ہے سب جاگا ہیں وہی عارف الوجود۔ نخواص کر سنہارا توں اس غفلت کا شاہد ہو۔

سوال۔ اس غفلت کا بھی میں دیکھن ہارا۔ اپے غفلت میرا گھر اس کا ج ہوں سو۔

جواب۔ توں عارف د

سوال۔ عاقل میں منج تے دسرا منج میں کوئی نہیں دستا ایسا فہم کر سنہارا سو میں۔

جواب۔ آرے۔ یہ عرفاں تجھ میں آنخوں تینوں وجوداں کوں سمجھنہارا سو یو عارف الوجود حو تھا تن اسی کا نانون یو عقل بھی تج سیر بار کی رکھے یاد کہے بسر توں عقل نہ ہوئے۔ اس عقل کا بھی شاہد سو توں جوں کی کشتی پہ کا دیدبان اچھتا۔ دیدبان کشتی نخوے خوب فہم کر۔

سوال۔ صحیح عقل پہ ہیں شاہد جن۔ چند بار عقل تے عقل جاتا ہیں کوئی گواہ دار تو ہوں صحیح عقل نخوے و لیکن اقرار نہیں آتا ؟

جواب۔ اے عارف! سبب کیا خوب دیکھن ہارا ہو عقل تو توں نہیں ہے کہ توں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر سر تو عقل بار گیر دارلہی باشد۔

سوال۔ تو ایسی عقل پہ میں گواہ دار سو دہ گواہ جز عرفان تو نہیں ا دگواہ داری یہی عارف الوجود۔ اس وجود کا عرفان بیچ کیا تفاوت ہوئے گا۔

جواب:۔ تو تیری عقل کیا قدیمی ہے۔

سوال:۔ قدیمی صحیح؟

جواب:۔ از شکم مادر وقت زادن ترا عقل نہ بود اما تج میں تو گمان نہیں کہ توں ہے یا نہیں۔

سوال:۔ صحیح ولیکن اس کا بھی شاہد توں ہوں۔

جواب:۔ تو توں شاہد نور ستھانہ کی عقل۔

سوال:۔ شاہد گواہ دار و اصل شاہد سوچ عقل۔

جواب:۔ صحیح۔ وہ ہدایت قدیم مستقیم سو یو فہم سے اما عارف الوجود نہوے۔

سوال:۔ تو عارف الوجود میں شاہدی میں کیا تفاوت سمجاؤ۔

جواب:۔ فہم کن اے سالک۔ اینجا ارادت لوڑے خدا فہم ہونے تیوں نہیں چرخ ہے۔ اے عزیز ایں دو نکات فہم کن کہ چہ نشان می دہیم یکے عقل مقیم است و یکے عقل دلالت کر نہاری ہے۔ ہر باب کا یو عقل مقیم سو شاہد یو عقل دلالت سو عارف الوجود عقل دلالی کا اپچنا عقل مقیم میں ھتے ہے۔ مثلہ جون کی انگاری تھے بھڑکا تو توں سدھ جان، واصل فہم مقیم سو تو عارف الوجود کا عارف سو شاہد سو توں تج شاہد و عقل و تفاوت جیوں کیوں پکلیا اور سمجیا پکلیا سو عارف الوجود سمجیا سو شاہد۔

سوال:۔ صحیح میں شاہدیت ع۔

یہ چار و ٹوٹے بند۔ منجے ہوا سہج انند
اس سب پر میں شاہد۔ نہ گھٹے نہ ٹوٹے یوں منج میں مینچہ اصل۔

جواب:۔ یو شاہدی۔ یو میں پنا یو لنکار عقل دلالت کا کہ عرفان تھے شاہد ہوا جیوں آرسی تھے دیکھنا۔ اگر آرسی نہیں تو کیا دیکھتا۔ اگر عرفان نہیں تو شاہدی بھی نہیں تو میں یو پنا عارفی کا باقی ہوا تجھ میں اس تھے تیرا ناتوں یک شاہد نہیں تو یو میں پنا جھوٹ بھی اوپنے میں لوٹ یو شاہدی عارف الوجود کا گن۔ پس یو عارف الوجود جھوٹ تو شاہدی بھی نہیں کہ کاؤ نچہ نہیں وہاں سیوں کیا جو گھر نہیں دہان انگن کہاں جہان توں نہیں وہاں میں کہاں تو توں نور بینی کا۔

سوال:۔ اصل نور کا حال اصل کے نور سہج کا یہ شناس کیوں چاکھنا؟

جواب:۔ اصل حال وہ کہ جس وقت تیرا تج میں سماؤ۔

سوال:۔ تو شاہد و نور میں تفاوت کیا؟

جواب:۔ شاہد بر کار یعنی عرفان سو کار و بے کار نور اصل نور نہ جان نہ انجان۔ نہ یاد نہ بسر نہ میں نہ توں۔ اصل نور میں نہ ہیں رہ سی نہ جاسی۔ کہ فرمان از دیوان میں پناہ نہ رہ سی وے میں کہنہارا نہ جاسی۔

سوال:۔ اصل نور کا حال کہ اصل نور کچہ بے شناس کیوں؟

جواب:۔ اصل حال وہ ہے کہ جس وقت تیرا تج سماو و جاگنے کا انتہا مور نیندر کا ابتدا ہر دو کے میاں آں حال اصل نور یعنی دوسرا جنس نہیں۔

سوال:۔ تو میرا رہن کہاں بتاؤں مور کہاں سماؤ مور کہاں آپاؤ۔

جواب:۔ تجھے قدرت میں سماؤ مور قدرت میں اپاؤ۔

سوال:۔ پر چو کیوں؟

جواب:۔ اپنا پرچیت اپس میں دیکھ۔ تہیں بول پر پرچو لیکھ۔

سوال:۔ تو عارف الوجود میں تھے کاری و شاہدی بھی چھوڑا۔ پس یہاں تو عقل دلالی بغیر فہم نہ ہوسی و عقل مقیم تو ہے۔

جواب:۔ جو عقل کہیں سچ کوں جاگا نہیں۔ تو عقل عقل سوں پکڑ و فہم فہم سوں چھوڑ۔ بو عقل دلالی جان۔ مقیم کے نزدیک دیوا ہے۔ اس دیوے کا چار جے کچھ کھووے سو دیوے سوں جو وے کھویا سو پایا۔ پس دیوا بجھایا تو دیوا۔ اکت گتن کہیا نہ جائے۔ فہم فہم لیہ سمائے تو تیرا کہاں جاگا؟ کس ٹھانوں لاگا بیگ ہو جاگا کہنا لگے۔

سوال:۔ تو میں کوں منج میں نظر کر دیکھتا ہوں؟ چار و جود تھے خیرز ہو کر مینچہ منج میں ڈھونڈ دیکھتا ہوں کہ کہاں رہن میری ہے تو میرا جاگا سن نرانکار ہے۔ ڈھونڈ کار اپرم پارسیتپ پور (سنپور) نرنکار درشت اگوچر سینکار اس میں مرالیوں ہے روپ جیوں کہ خش خش دریا میں چوب۔

جواب:۔ توں اس میں یک ہو جاتا کی جدا رہتا اس تھے؟

سوال:۔ جس وقت شاید ہوتا اس وقت اس تھے جدا دستا تھیں وہی سپورن رہتا و لیکن اس نور میں سن نرنکار میں کچھ تفاوت نہ دیسے جوں کہ دریا و موج۔ تو وہی نرنکار سو میں بے انت بے گنتا بے نہایت۔ یہ جیتا کبھوت اکار سب مری ادر

منہار۔ اٹھارا ہزار عالم میرے پیٹ میں نہ مجھے نشان نہ منجے مثل نہ آنا نہ جانا نہ کچھ روپ نہ رنگ مانند نہ نشان میں ہوں نرانکارسن سہجیں سہجا کار۔

جواب:۔ اے عارف بھی پھیر ظلمات و غفلت میں پڑیا توں۔ اس ہوا صفا کا دیکھتا اس کا بوجھنہارا وتوں کیوں۔ اگر توں سن میں مل گیا تو یہ شکل کر گواہ داد کوں ہو آیا مثل جون یک اندھارے میں نہ اپس کوں اپیں سوجتا و نہ دوسرے کوں دیکھتا ولیکن میں تو کوں ہوں کر جانتا۔

سوال:۔ صحیح ولیکن اوس وقت میں اپس نہیں جانتا البتہ جدا کبھی ہوں اوس وقت تو دیسچ ہیں۔

جواب:۔

توں توں گوہر نور — یہ سب غفلت کرنا دور
توں نہ دیکھیا آپیں آپ — جی گھڑتا نا یہ پاپ
آرے توں اس صفا میں نور — کہ جیسا آکاس سور
آرے تو اپسی دیکھ — ظہور کوں کرتا لیکھا لیکھ
جیسا توں ہے ویساؤ — کیا وہ سنا کار ہے ایساو
وخیالی دستا تھاؤں — وہ کیسا اپنا ناؤں
اس کا بھی تو درشنا — وہ جوں چھاج میں سکا
یا جوں ہوا میں تارا — یا تھال ڈھلے جوں پارا
یا دریا میں جوں موتی — یا دیپ اندھیاری جوتی

سوال:۔ آتال میں یو نچہ دستا ہوں جو لک فہم ہے جہاں تے کھیر میں کھیر دوسرا اپنا دستا نہیں سب سنا کار دستا۔ اس کا بھیت کھولو۔ سمجا کر بولو۔

جواب:۔ توں اپس دیکھ۔ کیا جیسا توں سن نرنکار ویسا تو او نھوے کہ توں نور منور اے عارف تو اس ہوائے صفا میں مل صفا ہوتا کی اس میں دوسرا رنگ نہیں دستا۔ جز ہوائے صفا تمام ہور نظر میں آوے وخود ہم ہوا نماید۔ سبب اس یک متشابہہ دیک کہ روشن ہوا آوے ہیجوں تخم جن کی در خاک باشد در ہنگام دھوپ کالا فاک در خاک نماید و تخم در خاک باشد ہر جنس اپنے روپ سوں جو نیچے تو جز خاک

لوڑے نظر میں نہ آسی الاّ خاک تو در فہم دیکھ ۔ کیا تخم سو خاک نہ تخم نرالا و ہم خاک بھی نرالا۔ ولیکن دیکھن میں خاک میں خاک دستا و ہنگام پر موں باہر آتا۔ تخم جنا یا کہ در خاک منزہ و اپیست تھا۔ یہی نمونہ تخم مشاہد و زمین ہوائے صفا دیکھ۔

سوال۔

یو غفلت میری ٹوٹی　　جی نظر ایسی پھوٹی
یہ صدقے مرشد چھوٹا　　یہ کو ہارا اندھارا لوٹا

جواب۔

وخالی کچ نہ کچ　　یہ جس کا اسیج پوچ
جیسا خالی پھول　　یا دیکھن جیسا ڈھول

سوال۔

کہ میں منو روشن　　کہ ماہر تھا فن
اس ہوا صفا کا بیچ　　سما پر جوں سورج
و صفا میں میرا گھر　　و خلوت خانہ کر
یہ میرے میرے پاس　　یوں دستا خاص الخاص

منج ستنتر آنکے پاچیں　　کہ دُوسرا کوئی نا ٹاکیں
میں بیچوں بیچگونہ لامگاں　　لاصورت و لانشاں
نہ مج پر کس کی سکت　　نہ منج کس کی ہے ہیبت
میں ایسا آنند کند　　سب ٹوٹے بکار جھند

جواب۔ اے عارف!

یہ جیتے تیرے بول　　سب اپنی پچھان کھول
یہ جیتا کیا عرض　　اے پچھان اپنی غرض

کہ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ ۔ اے عارف ثبوت باید کرد فقد عرف ربہٗ کہ خدائے تعالیٰ بر کمال قدرت کہتا یہ کچی نظر کیا دھرتا و لیکن فہم نہ کئی کہ صحیح توں بیچوں و بیچگونہ قادر توانا بر باب سکت دھرتا۔ ایسے نہ جان کر اپیں ستنتر دیکھتا و بیچوں دیئے

بچگونہ کہ اللہ تعالیٰ بیچوں و بیچگونہ اس کا عکس وچھانوں سوتوں کہ پر تو ذات باری تعالیٰ کا
اے عارف اجوں تو نور اس مہواصفا میں ہژدہ ہزار عالم بہ جیتاں شاہدیاں برنہایاں
سو تیرا روپ اور سب عالم کا روپ و کل جمیع الارواح دیکھ، تجہ میں اور اس میں
کچھ تفاوت ہے یا نہیں۔

سوال۔ کل صفتاں خارج کیا تو سب یچ ذات دوسرا چیز نہیں دستا جیون کی یک آگ
بھورو پ سوں اما در صفات تفاوت ولیکن ذات در تیزی میں یکچ چیز کا اس میں
شک نہیں۔

جواب:۔ اے عارف نہ فکر کر دیکھتا کہ یہ کل شاہدی کس تھے بارہوئی واس کا چکان بارا
کون کی جس کا پرتیو عالم کل۔

سوال۔ سب مینچہ منج میں دوسرا دستا نہیں۔

جواب۔ تو جے آشکارا کوں کیا وجملہ عالم کون۔

سوال۔ ع

نہ کرے کوئی آشکارا   یہ سہجیں سہج پکارا
سہجیں ہوتا سہجیں جاتا   سہج ہمارا ستھارا

جواب۔ جہاں سہج تو کرنے کیا سہج اس کا ناتوں جے نر آشکار پر کار اس سہج میں خبر
محیط کے کندہ باشد۔ دیکھیا لوڑے فہم مرشد سوں لودر حکم حکیمی کہ جز کنندہ کچ نہ
ہوسی۔

سوال۔ تو مجھ تے دوسرا کوئی نہیں؟

جواب۔ تو کیا یہ سکت تیری ہے۔ کیا جے توں کرے سو ہونہارا ہے؟

سوال۔ تو سہج سیں کچھ کرنے نہیں سہج تو سہج کا محیط میں دستا ہوں اگر میری کرنی نہ ہوئے
ہور سہج بھی نہ ہوئے تو تسرا کرتا کون کہنا؟

جواب:۔ اے عارف یوں اول فہم کر دیکھ کہ سہج سیں کچھ نہیں کرنے نہ منج میں کہ تو مجرد
بنیدہ و کنندہ کسے دیگر است۔

سوال۔ علم الیقین میں آتا۔ اما عین الیقین دستا نہیں کہ قدرت پر نظر پڑتا ہے ولیکن
ذات پر نہیں یہ معما اس فکر میں خلاصہ میرا مجھ تھے دور ہوا۔ مقام حیرت کا آہ

کھڑیا۔ میرا چارہ کچھ نہیں جز دستگری مرشد۔

جواب۔ کہ تو نور خود را بہ بیں کہ چہ نشاں صورت واز ادراک دل خود را دید پس آں ذات منزہ بیچوں و بیچگونہ را چگونہ خواہی دید۔ پس آں ذات را بر خود بہ بیں کہ تو پیرا اوست ہمچوں در آئینہ رو نماید و توں آں روئے کہ در آئینہ است در آنجا تو ہم محیط است و در آئینہ روئے و از آئینہ ہر دو متصل و منفعل نماید ہموں نمونہ خدا را در خود شناس کن۔

سوال۔ طالب اشتیاق راچنداں سرگرداں کنی از کرم خود ایں نما مارا۔

جواب۔ یہ چرا جب قدرت تیری ہوئے نہ ہوئے۔

سوال۔ سیں دیکھن ہارا، میری کچ قدرت مج پہتے نہیں یہ تمام کیوں کہوں۔

جواب۔ یہ کیا صحیح دل میں تیرے آیا تو حق کوں پایا الیقین و ایمان سوں۔

سوال۔ تحقیقی آئی کی کوئی کنندہ اہے؟

جواب۔ اے عبد شاہد تسلیم باش و ایں سخن حقیقی بشنو و اگر ارادہ خدائے تعالیٰ و شفاعت محمد رسول اللہ ہوئے گا تو روز می گردو نہیں تو محال۔ محال و اللہ محال است کہ قولہ تعالیٰ انک لا تھدی من احببت ان اللہ یھدی من یشاء۔ اے عزیز نہیں جانتا کہ تجھے ارادت کرنہارا کون ہے۔ نظم

و مشاہد کس تھے — دیکھتا تیرا جس تھے

وہ تج میں چیتن ہارا — کرتا سب سینگارا

و تجے جگاوے دے تجے سلاوے۔ تیرا محیط و تجے تھے منزہ اپنی قدرت میں آپیں اپے وجس تھے۔ توں دیکھتا آپ وہی جان سکتا نظم

یہ شاہد یاں جس میں بار — یہ سبھوں سرجن ہار

اس ہوائے صفا میں ظہور — وہی اس کا نور

قدرت سون انگے کار — اس ہوا کا بھی سرجن ہار

جیسا تیرا روپ — ہے اس کا ویچ سروپ

وہ فہم کا بھنڈار — اس قدرت انتھ نہ پار

خدائے تعالیٰ بذات خود روشن جوں دیوا۔ و تو نور بذات خود نہ چوں خانہ کہ

خانہ جز چراغ روشن نہ دیکھلاسی تو اے عارف اگر اس ہوائے صفا میں نظر کرے تو نہ آئے ولیکن فہم میں اپس میں دیکھ چیتن ناتہ کون کہ سب جگ جس کا چیلا مثلاً پانی میں جوں باؤد بے پانی میں پانی دستا ولیکن باؤ نہیں دستا ولیکن باؤ اس پانی سوں ہے اما تول پر شناس ہے کہ جے دم پانی کا نہ ہوئے اما باؤ کا صحیح یوں پانی سو صفا ہوا و ذات کرن باری محیط۔ اس ہوا سوں بھی ہوا کی آرسی تے منزہ بھی۔ جوں باؤ پانی میں و باؤ نرالا بھی اس محال بیان کرنے نہیں آتا کر گنگ ساز و زبان۔ ایں آں نشاں است کہ قولہٗ تعالیٰ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ خدائے تعالیٰ کوں اپس میں دیکھنا ہمچوں کہ آفتاب و بر آن نظر کرون تواند۔ از شعاع آفتاب باید کہ خود را پیش آب بنہد و از آب نظر کند برائے آنکہ قولہ تعالیٰ نحن و اقرب الیہ من حبل الورید وہوائے صفا کی بھی آرسی قدرت سوں بار کیا و قدرت اپس میں رکھیا و شاہد پر تو ذات کا عکس ہموں است بلکہ اوست کہ الانسان سری و انا سرہٗ کہ الانسان بنیان ربہ و دیگر منقول خلق الانسان من صورت الرحمان ثابت شد کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ خدا تعالیٰ کی ذات قدیمی اس قدیمی میں تھے، اصل قدرت و خدا جدا نیست ایں ہمہ مخلوقات فعل قدرت است ولیکن آں قدر نیست اول ذات خدا و بعدہٗ قدرت و آں قدرت کہ منی اوست در خدا و در قدرت جائے میان ہر دو عشق پیدا شد و عشق را جائے دریں جا میان ہر دو ہمچوں امت نہ عشق خدا کا و نہ قدرت کا عجب حکمت نہ ذات کا و نہ صفات کا عشق شعلہ درمیان جون کی ہلد و چونہ ان کے سیوک میں رنگ عشق لیلیٰ و مجنوں و عشق میان ہر دو بود وصال مابین بود عشق درمیاں یک رنگی لال پیدا شد نہ تقسیم پہلی کی نہ اجلی کی قضا درمیان ہر دو موقوف شد۔

سوال: عاجز بندہ شاہد است و اصل شاہد عبد حق است اما بو شاہدی ذات میں فدا ہوی و بعدہ پھیرنا آوے خدا ایسا حال کہو وصال۔

جواب: خدائے تعالیٰ کی ذات پر تحقیق اپس پر یہ بعدہ تسلیم شود در ذات و یہاں تیرا بھاوتا نہیں کہ دائم یک حال وصال ہوئے مگر یک ساعت اگر او خواہد و دائم قرار یت نہیں کہ بعبت وجود و عارف الوجود و چار و وجود خدا عقل میں ہوتے ولیکن ان قرار رکھیا ہے۔ قدرت تجھے اپنا بھاوتا نہیں مگر ارادہ پر خدائے تعالیٰ۔ اے شاہد بندہ خدا کوں نہیں جاننا کہ تجے کیوں جگا یا مخفی گنج تھے جون کی چپکی ہے کا زسار تھے

جن سے بغیر کعت نہ لگ سی و قرار یت نہیں گئی ہوتیاں و گئی جاتیاں جز کعت ظاہر روپ نہیں نہیں تو مخفی گنج میں چھپاں یہ کعت سو عارف الوجود و شاہد نور جن کی یہ معرفت پر تیو شاہد نور کا و شاہد جملہ روح در صفا ہوائے نہاد۔ اس صفا میں کندن کر چھوڑیا جوں آسمان میں تارے یوں ہوا صفا میں سارے شاہد روشن عرفان تھے و عرفان عکس شاہد کا و شاہد عکس عرفان کا ایں دو آشکار قدرت تھے ہنلہ شاہد جوں آرسی و آفتاب ذات و آفتاب کے شعاع سے تھے آرسی کا بنب کنارے ہوا و تب چھپایا سو عارف الوجود تا وہ آرسی اپنی چھایا پر دیکھیں ہارے تو شاہد و آرسی کی روشنائی آفتاب سے تھے آئینہ نہ انپڑ نہارے اجت کوں کہ اجت در عالم کبیر است و آرسی در عالم صغیر است و صغیر عالم سو ہوئے صفا و آن صفائی نور و کبیرا عالم کہ قدرت کمال و در عین الیقیں صغیر و کبیر یکے است اما یہ ہوا آسمان و زمین کے میانہ یہ ہوا ماؤ کچھ نہ کچھ د ہوائے صفا نوران ہوا مقیم۔

سوال:۔ اماؤ کیوں یہ ہوا اور وہ ہوا دسنے میں تو یک۔

جواب:۔ یہ جھوٹ و سب دسنے میں یک و لیکن انپڑے منہ معلوم پڑتا کہ جھوٹ تشبیہ جوں کی پانی و سراب یہ سب ماؤ دیکھ بھاؤ اندھارے میں عالم پنے کے وقت آیا آرسی میں بار نماید۔ ہوا نظر میں آتا سر کیاں آنکھیاں سوں حاصل۔ اما ہوائے صفا جز ادراک باطن نیابد۔ یہ ہوا کھشا آکاس و سچا آکاس سب میں ہے اما و ہوا بے نہایت یہ ہوا اس صفا کے پیٹ میں وہ ہوائے صفا نکتہ و یہ ہوا حرف نکتے کے پیٹ میں نکتہ قلم میں یعنی قدرت میں چونکہ ہوائے صفا کا باطن تھا آرسی میں تو اس ہوا کوں دخل ہوا و کشادگی آرسی منہ باطن تھا۔ یہ کشادگی تو دخل کیا و عالم کا عکس آرسی میں دیکھلایا و آرسی سو قدرت کا تشبیہ جان تو اس قدرت میں ہوائے صفا دیکھلایا شاہد نور کوں و جملہ جان جہانیاں کوں و عالم علوا کبیر او عالم باطن ان دونوں تھے جدا یعنی دین و دنیا تھے کفر و اسلام تھے امادہ وجود خدائے تبارک تعالیٰ کا واجب الوجود بقایا قدرت حقا کہ واجب الوجود کا کہ بیچوں و بیچگونہ ابتدا و انتہا ایں است اینجا ہمہ فانی نماید کہ کلُ شئٍ ھالک" الا وجہہ و دیگر منقول کہ کلّ من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام و ممکن الوجود خدا کا وہ ہے کہ اس میں تھے حرکت قہر اور لطف بندیاں پر

نازل ہوتا ہے۔ یہ صفتیں ممکن الوجود و ممتنع الوجود۔ اس قہر اور لطف کے درمیانی مقیم دغنی کہ واللہ غنیٌ حمید و عارف الوجود۔ کہ سب چیزاں پر محیط۔ داناتر کہ ان اللہ علی کل شیئٍ علیم و برین ہر چہار وجود شاہد است و شاہد بر قدرت است۔ قدرت عکس شاہد کا، قدرت کا ہار عارف الوجود لگ، وآں شاہدی خدا کی بر ہمہ شاہداں جان خدا است کہ کلام ربانی فلک تیا سومن روح اللہ ایں چہار وجود ذاتی است و صفاتی بیان کنم۔ جی کچھ کھوتا کار نظر میں آوے ظاہر کی جیتا سب واجب الوجود ممکن الوجود جیتا کھول میں چیتن ہارا یعنی تمام توں میں جملہ روح حرکت کرنہاری سو خدا تعالیٰ کا ممکن الوجود ممتنع الوجود۔ یہ جیتا حرکت ہو کر قرار پکڑ نہارا ہے ایسا کچھ قرار عالم کا سو ممتنع الوجود اللہ کا و جملہ عالم کا معرفت سو عارف الوجود و جملہ شاہد را ہمہ یک شاہدی خدا کی واللہ عالم۔

سوال۔ خدا تعالیٰ بچوں و بچگونہ کیا صورت دیکھنا اچھے۔

جواب۔ خدا تیری نظر میں و صورت قید میں و عین میں و آ سنہارا تھوے اگر جیسا دہم کرے گلہ تیرا ج و ہم کا ہار دسے گا و لیکن وو سب وہم تھے کنارے جان۔

سوال۔ تو یہ حدیث کیوں کہ اِنّ اللہ جمیلٌ و یحب الجمال۔ یہ سب صورتاں و خوبی وہاں تھے بار ہے کی اپیں و جمیل ہے۔

جواب۔ یہ صورتاں وہاں تھے بار ہیں و لیکن وہ کیسی صورت جیسا نہووے جوں کی بیج میں پھل و پھول و کانٹے سب کچھ بیج تھے ہوا و لیکن بیج اس ہوتے ایسا نہ ہوئے۔ اس چیزوں تھے بے روپ و کر روپ بیج کا تو پھول تھے اور نہیں وہ سب روپ تو اسی کا و لیکن بیج سوں پھول اور پھول سوں بیج اس خاطر بے شبہ و بے نمونہ جز انسان اور صورت نہیں کہ انسان کا صورت خدا کے لطف تھے ہوا ہے منقول چنانکہ خَلَقَ الانسان من سورۃ الرحمان "کہ رحمان کی صورت انسان ظاہر نمود جز صورت انسان و گر صورت رحمان کجا باید تسلی نہ شود جز انسان کہ وے بے شبہ و بے نمونہ و گر صورت کند جز انسان دگر نباشد لاشک اینجا یقین باید کرد و لیکن بذاتہ انسان یہ وہی رحمان ایں درست نہ باشد کہ خدائے تعالیٰ۔ یہ ذات قدیم قائم است و انسان را بدیل است و خدائے تعالیٰ بے صورت و گر صورت کند جز انسان دیگر نیست

وگر فہم کنی ہمہ جہاں صورت خدا است و لیکن بر ہمہ صورت افعل انسان است تا جز انسان خداشناس آں را دگر صورت نیست کہ خلق آدم علیٰ صورت اصلہ کہ بے شبہ و بے نمونہ چنانچہ تمثیل اگر آسمان و زمین بیند گوید کہ قدرت است و اگر شمس و ماہ بینند گویند قدرت است ایں چنیں ہر شئی را و لیکن قدرت تو یہ نہ ہوئے کہ قدرت منزہ ہے یہ تمام کام قدرت سے ہے و لیکن قدرت نظر میں نہیں آتا، تو قدرت کا شناس فعل پر کہ قدرت لامکاں و فعل بر مکاں نماید۔ دریں معنی فہم کن صورت انسان و رحمان۔

سوال۔ قدرت کس پر بار ہوا ؟

جواب:۔ نور پر نور باطن کوں قدرت سوں ظاہر کیا۔ نور بے روپ و قدرت سوں روپ۔ بجز نور قدرت کا بار نہیں۔ اگر نور نہیں تو قدرت کس پر تصرف کرے ؟ و صورت دیکھلائے تو اس بوجھے کون ؟ علم ثلاثی لوڑے کہ الثالث بالخیر۔

سوال: علم ثلاثی کیا ؟

جواب: یکے خدائے تعالیٰ و دوم نور سوم قدرت ایں ثلاثہ را علم ثلاثی گویند۔ در نزد محققاں علم ثلاثی در ہر شئی باید شناس۔

سوال:۔ نور کون ؟

جواب:۔ کہ نور بے روپ مخفی باطن فہم میں آتا و لیکن نظر میں نئیں دستا۔

سوال:۔ قدرت کون ؟

جواب:۔ کہ روپ ناؤں نشاں کر دیکھلاتا۔

سوال:۔ خدائے تعالیٰ کون ؟

جواب:۔ دونوں کو ظاہر کر دکھلایا سو خدا دونوں کا کرتا تو یہ علم ثلاثی عارف را باید شناس در ہر شئی۔ اگر تمام نظر میں یوں آوے پس در ہر شئی محیط او را نماید۔

سوال:۔ ہر شئی میں یہ علم ثلاثی کیوں روشن ہوئے ؟

جواب:۔ نور باطن تھا قدرت سوں، قدرت وہی ہے باطن کوں ظاہر کر دکھلایا ہے۔ دستا ناؤں روپ سوں وہی قدرت، نور و قدرت کو ملا ظاہر کیتا کرنہارا سو خدا۔ تشبیہ جون سونا کو سونار کرنے سونا سو نور و قدرت سو زیور ہائے گوناگوں

وکرنے میں ہور نانوں دیکھلایا سونے کا وکرنے سونے پر بار ہوا سونے کا روپ ہوا یا دسنے میں سو چہ قدرت اگر کرنے نہیں تو سونا بے روپ باطن تھا کرنے تھے ظاہر ہوا و ظاہر روپ سو قدرت نہیں تو سونے کوں سونا کیا جز روپ سونا و کرتوت کو ملا۔ بار کیا سو گھڑ سنہارا تو ظاہر سب قدرت باطن نور و محیط ذات باقدرت باری تعالیٰ کہ بر ہر دو دگر نور نہیں تو قدرت کا ہے پر بار تمثیل علم نہیں تو عالم کیا ؟ جوہر نہیں عرض کہاں ؟ ملوک نہیں بادشاہ کیان ؟ مال نہیں خرچ کہاں ؟ تو یوں تمام عالم نور تھا قدیم و نانوں نانوں ور روپ روپ ہوا سو قدرت در دو کفو کا کرنا سو خدائے تعالیٰ ان دو تھے تیسرے کا پچھان کہ علم الیقین تھے عین الیقین ہے تو خدا ظاہر باقدرت خدا باطن با نور عجب حکمت احکم الحاکمین۔

سوال:۔ خدائے تعالیٰ کا دیدار جائز ہے کہ دیکھنا ؟

جواب:۔ ایں جا دو قوم اندو دو وہم گرفتہ اند و بعضی کسان یک می گویند خدائے تعالیٰ را دیدنی جائز نیست و بعضی کساں می گویند کے جائز است ایشاں ہر دو راست ہم می گویند و در فکر دیگرے بر ہر دو خطا لازم آید کہ ایشاں می گویند کہ خدائے تعالیٰ بے شبہ و بے نمونہ لا قید، اگر صورت و قید میں آیا تو مخلوق ہوا تو اس کا بھی کر سنہارا خریز کوئی ہے کہ نظر کی قید میں آیا اگر صورت ہے تو تبدیل ہے کہ صورت قدرت میں سنپڑ یا قید منہ آیا کیا تو یہ نظر انپڑن ہاری ہوئی ذات کوں تو خدائے تعالیٰ بے نہایت کیا چیونٹی کی نظر میں دریا سمان ہاری ہے۔ لامکاں قدرت پر تھے دل سوں انپڑنا ہے نہ کی صورت و شکل و بعضی کہتے سر کیاں انکھیاں سوں دیکھیں کے یک شئی سوں صورت شکل سوں بعضے کہتے ہیں کہ چنانکہ در دنیا ہموں طریق در آخرت عین الیقین در دل پیدا شود چوں کے اپنا روح اپس کوں دیکھنے کا کچ آرزو ہے کہ روح بے صورت دل کے علم سوں جاننا ہے واگر روح اپس تھے خیر یز کر دیکھنے کی تو وہ روح نہ ہوئی یوں اللہ تعالیٰ کا ذات کل صفات سوں موصوف ہے جو نکے تن میں روح، پس سوئے یا طرف ہوا

تو یکجا ہستی لازم و یکجا ہستی و خدائے تعالیٰ یکجا ہست و یکجا نیست آں دو باتاں تھے منزہ ہے برائے آں قید کردن نہ تواند۔ الیقین بدل سوں خدا ثابت ہے۔ ایشاں ایں چنیں گویند۔ یہ قوم یہ اپنے وہم پر لیکیا ولیکن کمال قدرت راندانند و بعض کہتے کہ دیکھنا ہے سر کیاں انکھیاں سوں یک شئی کا صورت شکل سوں خدائے تعالیٰ قادر ہے۔ بے شبہ و بے نمونہ تحقیق ہور اسی کا قول کہ قال اللہ تعالیٰ وُجُوہٌ یَومَئِذٍ نَاضِرَۃٌ اِلیٰ رَبِّھَا نَاظِرَہ۔ پس کیا عجب کہ اپس میں صورت ہو دیکھلایا کہ تو قادر توانا سکتا ان دیکھلاؤں کا کہیا ہے۔ آخرت کوں دیکھلائے گا۔ انن کا یقین یوں ہی سوئے و طرف حق ہے کہ کلام ربانی ہے و بعضی کہتے کہ سوئے و طرف دل کے فہم سوں ہے۔ پس نزد عارفاں و محققاں ایں ہر دو کمال قدرت راندانند کہ یہ ہر یکے اپنی اپنی فہم سوں پکڑتے ولیکن اس کا خواست نہ جانتے و در کلام سوئے طرف می فرماید کوئی سیر کیاں انکھیاں سوں کوئی دل سوں اور اے کلام معما کہ قول علیہ السلام القرآن علیٰ اربعۃ وجہۃ العبادات والاشارات والحقائق واللطائف العبادات للعوام والاشارات للخواص والحقائق الاولیاء اللطائفین الانبیاء لا انبیاء و اللطائف العارفین۔ ولیکن فہم خاصاں نہ یوں دم زونی ہے نہ اداون و کر سکے تو صورت دیکھلاوے وگرنہ تو دوسرے کا کیا مجال۔ درمیانی کے سب صورتاں اس تھے بار سکلیاں کوں جن روپ کر دیکھلایا پس کیا عجب اپنی قدرت سوں یک تنا کھڑا کر سکے تو آں روز وگر خواہد تا امروز کہ قادر توانا ہے مَن کَانَ فِی ھٰذِہٖ اَعمیٰ فَھُوَ فِی الاٰخِرَۃِ اَعمیٰ وَاَضَلُّ سَبِیلاً۔ اصل مقصود اول اندھلا وہی کی جس کے یقین میں شک اچھے کہ خدا کی ہستی میں گمان دھرتا بر قدرت نہ شناسد۔ پس چوں کہ اعمیٰ کر شناس حق تعالیٰ پر یقین باید در دل و کر سکے تو صورت بھی۔ یک اپنی قدرت سوں با وجود کر دیکھلاوے۔ درمیانہ کہنے کے کیا زہرہ ہوئے کہ یک اپنا امر کا قطرہ ظاہر کر دیکھلایا ہوے وگر تمام بذاتہ اپیں وہی وہی ہے کہیں گے تو نہ ہوئے کہ باقدرت سوں یک وجود کر دیکھلایا۔

سوال۔ ہور متصل ہیں منفصل کیوں ؟

جواب:۔ جوں تن میں جیو یا خوشبوئی جوں پھول میں۔

سوال:۔ خدا تعالیٰ ایک اچھے سب میں کیوں ؟

جواب:۔ جوں ہمیں اپنے اعضاء اپنے ہر یک اپیں محیط۔

سوال:۔ یکچ سب میں کیوں ؟

جواب:۔ ع

جوں یک اندھارے سٹھار ایک بھانڈا لیا سنوار
اس بھیتر ہاتی یک کروڑوں لاکھوں دیکھ
یہ سب میں ویسے محیط پن دیوا تو البت
یا کھٹہ جوں بھانڈے سارا ایک اچھت لاکھوں سٹھار

سوال:۔ خدائے تعالیٰ اپنی قدرت میں محیط کیوں ؟

جواب:۔ جوں ہمیں اپنی معرفت میں۔

(کلمۃ الحقائق ۔ مطبوعہ)

امین الدین اعلیٰ

امین الدین اعلیٰ برہان الدین جانم کے فرزند اور شمس العشاق شاہ میراں جی کے پوتے تھے۔ شاہ امین کی ولایت ان کے والد کے انتقال کے بعد یعنی ۲۲ رمضان ۱۰۰۸ھ میں ہوئی۔ بچپن ہی سے انھیں علم اور زہد و تقویٰ سے غیر معمولی شغف تھا لیکن والد کے انتقال کی وجہ سے اُن سے کسب علم نہ کر سکے۔ برہان الدین جانم نے اپنے خلفاء اور خاص مریدوں کو امین الدین اعلیٰ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کرنے کی بطور خاص ہدایت کی تھی۔ ان کی وفات کے بعد اُن کے مشہور خلیفہ محمود خوش دہان نے اپنے مرشد کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے امین الدین اعلیٰ کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفید کیا۔ امین الدین اعلیٰ نے قادریہ اور اس کے بعد چشتیہ سلسلے میں بیعت حاصل کی تھی۔ شاہ امین کے فرزند بابا شاہ حسینی تھے جنھیں ۱۰۸۷ھ میں خرقہ خلافت عطا کیا گیا تھا۔ راقم نے "من سمجاون" میں بابا شاہ حسینی اور اس سلسلے کے دوسرے بزرگوں کے حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ امین الدین اعلیٰ نے بمقام چوکھنڈی ناگ چھری پر ۱۰۸۵ھ میں وفات پائی اور اسی جگہ دفن ہوئے۔

صوفیاء دکن میں امین الدین اعلیٰ کی شخصیت ایک امتیازی شان کی حامل نظر آتی ہے۔ شاہ امین اور ان کے مریدوں نے نظم و نثر کی ترقی میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ ایک ایسی زبان جو "گھر بھا کا" کہلاتی تھی رشد و ہدایت کا موثر ذریعہ بن گئی جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ اس زبان میں فکر و فن کے اظہار کی اچھی صلاحیت پیدا ہوتی گئی۔ امین الدین اعلیٰ نے نثر میں بہت سے رسالے سپرد قلم کیے ہیں۔ "گنج مخفی" "رسالہ وجودیہ" "گفتار امین الدین" "ظاہر و باطن" "عشق نامہ" "شرح کلمہ طیب" اور "کلمۃ الاسرار"

میں انھوں نے اپنی تعلیمات کا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ "گنج مخفی" میں وجود کے مراتب اور تنزلات کی مفصل شرح کی گئی ہے اور اس رسالے کی نثر مربوط و مرتب ہے۔ زبان کی قدامت کے باوجود کہیں اشکال پیدا نہیں ہوتا ایک ایسے دور میں جبکہ زبان ابھی عالم طفولیت میں تھی اور اپنے تشکیلی دور سے گذر رہی تھی اتنی اصطلاحات وضع کرنا اور انھیں عوام کے لیے قابل قبول بنا کے پیش کرنا آسان کام نہیں تھا۔ شاہ امین الدین کی عبارتیں سلجھی ہوئی اور ان کے فقرے برجستہ ہیں۔ "رسالہ وجودیہ" میں مصنف نے اپنے مخصوص تصوف یعنی پانچ عناصر پچیس گن سے بحث کی ہے۔ ان کے اکثر بیانات میں استعارے کا لطف پیدا ہو گیا ہے۔ "گفتار امین الدین" میں ذات باری تعالیٰ اور نور محمدی سے متعلق تشریحات موجود ہیں۔ زیر بحث مسائل کی تائید کے لیے جگہ جگہ استدلال اور معقول توضیحات سے عبارت کو مدلل بنانے اور زور بیان پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عناصر کی خصوصیت ان کے "گھروں" وجود کے "جوہروں" اور "دریاوں" کے بیان میں۔ مصنف کا شاعرانہ تخیل بروئے کار آیا ہے۔ رسالہ ظاہر و باطن کی عبارتیں روانی اور دلچسپی سے خالی نہیں۔

شاہ امین کے رسالے "کلمۃ الاسرار" میں اُن کے دوسرے رسالوں سے زیادہ ادبیت موجود ہے اور یہ رسالہ شاہ امین کا سب سے طویل نثری کارنامہ ہے۔ مراتب وجود کی تفہیم کے لیے انھوں نے تمثیلی اسلوب سے مدد لی ہے اور ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن میں تشبیہ اور استعارے کا پیرایہ دلکشی پیدا کر دیتا ہے بحیثیت مجموعی شاہ امین کے نثری رسائل کے بارے میں یہ رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ ان میں متصوفانہ اصطلاحات کی بہتات ہے۔ پانچ عناصر پچیس گن کے نظریے کی تکرار ہے اور کہیں ناصحانہ عنصر بھی اپنی جھلک دکھاتا رہتا ہے۔ امین الدین اعلیٰ کی عبارتوں میں روانی، سلاست اور ربط و تسلسل کی کمی نہیں اور کہیں کہیں تشبیہات و استعارات سے بھی مفہوم کی وضاحت کا کام لیا گیا ہے۔ کہیں وہ نور محمدی کی حقیقت بیان کرنے کے لیے سکندر اور نوشابہ کا قصہ سناتے ہیں تو کہیں "لا" کی اشاریت کو واضح کرنے کے لیے سمندر اور مچھلیوں کی علامت سے کام لیتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ برہان الدین جانم کی زبان پر "دیسی الفاظ" کا غلبہ تھا لیکن شاہ امین کی تحریریں عربی اور فارسی سے اثر پذیری کی غماز

ہیں۔ انھوں نے فارسی اضافتوں اور ترکیبوں سے بھی کام لیا ہے۔ اپنے رسائل میں وہ دکنی نثر کے درمیان فارسی جملے لکھتے جاتے ہیں۔ ان کا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے والد کی قائم کی ہوئی روایات کو آگے بڑھایا اور اردو نثر کو اس منزل تک پہنچانے میں مدد دی جہاں اس کے منفرد خد و خال ابھر سکے اور اس کا مخصوص مزاج اور انفرادی آہنگ اور لب و لہجہ متعین ہو سکا۔

کلمۃ الاسرار

عجب دریاے بیچوں کا کہڑا ہے لانہایت۔ یو اوسے انکھیاں سے عرفان کی تمیں اے عارفاں دیکھونہ اوس کا تہاؤ کچہ دستا بہو گہرا او دریا الہ کا ہے جسے حد ہور نہایت نئیں سولا اللہ کا موتی اوسے دریا میں دہونڈو۔ اُوس موتی میں عجائب جوت سوت نور محمد ہے۔ تجلی نور کی اوسکوں اب رسول کر بوجو۔ ایتا کلمہ کے معنیٰ کوں ذرا چت لائے کر ستو۔ رحیمی پر سوں پوچھیا ہے اوسکوں دل اوپر لیکھو۔ لا اللہ الا اللہ محمد الرسول اللہ باطن تھا سو ظاہر او محمد رسول بن کر آیا باہر۔

اومرید نے پوچہا مرشد کامل سوں۔ اے مرشد رہنما واے ہادی صاحب زماں کلمہ کا معنا کیا ہے سو بولو ہور مہربانگی کر کے یو رمز مجہ پر کھلولو۔ تب مرشد نے فرمایا کلمہ کا ظاہر کا معنا یو ہے کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ ہے ہور محمد بھیجے گئے اللہ کے ہمیں اس معنیٰ کوں برحق کہ جاننا اور اللہ کو ایک کر ماننا تب ظاہر کا مسلمان ہوئے۔ لیکن کلمہ کا باطن کا معنیٰ ہور ہے جب تلک اس باطنی معنیٰ کوں نئیں سمجھا تب تلک باطن میں مسلمان نہیں ہوا۔ مثال اس کا یو ہے کہ سورج کی دھوپ دیکھ کر معلوم کیا کہ سورج کو دیکھا نہیں یو محمد صاحب کے معجزے ہوئے ہیں۔ لیکن اللہ نا ہوتا تو محمد صاحب کو کون بھیجتا؟ ہور محمد کے معجزے کہاں سے پیدا ہوتے۔ ظاہر یو کلمہ کا معنا بوج کر اتنا معلوم کیا ولیکن خدا کوں نئیں دیکھا ہور محمد صاحب کوں نہیں سمجیا کہ اللہ محمد میں کتنا تفاوت ہے۔ ہور اللہ کس کا ناؤں ہے۔ ہور محمد کس کا ناؤں ہے یو رمز نہیں معلوم کیا تب تو مسلمان باطن میں نئیں ہوا۔

تب مرید نے یو بات سن کر عاجزی سوں کھڑا رہ کر مرشد کو سجدہ کیا اور کہا

اے مرشد برحق شتابی کلمہ کا معنا باطنی بولو ہور یہہ نکتہ مجھ پر بیگی سوں کھولو۔ وگرنہ مجھ پر بہوت بیقراری ہے ہور یو دن نہیں سب رات اندھیاری ہے۔ کلمہ میں "لا" کیا ہے۔ ہور "الہ" کیا ہے۔ ہور "الا اللہ" کیا ہے۔ ہور "محمد رسول اللہ" کیا ہے۔ کیونکہ اللہ پاس سوں آیئے ہیں۔ یو سب کیفیت بتلاؤ ہور سب کی حقیقت مجھے دیکھلاؤ۔ تب مرشد رہنمائے مہربانی ہو کر کہیے کہ اے مرید صادق اب تک چت لاکر سن ہور خطرے کوں جمع کر کر یو معنا دہیاں میں لیا کر خاطر جمع ہو کر سنے گا تو اوس معنا سوں تیری خاطر جمع ہوئے گی وگر نہیں تو دھیلے کے انگے ٹکی بجائے تو دھیلا کہا میرا بہاؤ ہوتا ہے۔ وہ کیا جانے کہ کیا ہوتا۔ یوں اگر میں تیرے انگے بوجوں گا ہور تو نا سننے گا تو تجے کیا فائدہ ہوئے گا۔ اگر یوں نکتہ سنا چہتا تو ایک دل ہو کر ایک چت ہو کر سن لاکوں سمجھ کر لا ہچ ہو کر رہ۔ اس واسطے کہ لوکاں کہتے ہیں کہ جیسے سوں تیسے ہونا تب اوس کی کیفیت کوں پایا یونچہ سلطاہیں لا ہونا تب اوس لا کی حقیقت معلوم کرنا۔

ارے بھائی لا کہتے ہیں نہیں کوں اونہیں کیا ہے اوسے سمجنا کہ لوکاں بولتے ہیں کہ اول عدم تھا سو اوس عدم سوں سب عالم وجود ہوا ہور نابود میں سوں سب جہان بود میں آیا تو اتنا معلوم کرنا کہ جس شئی میں سوں یو سب عالم پیدا ہوا تو اوس شئی کوں نابود عدم کس وجہ جاننا۔ ارے بھائی چھلکا اچھا ہے تو اوس میں البتہ مغز نکلتا ہے اگر چھلکا نہ ہوئے تو مغز کہاں سوں باہر نکلے۔ کسی بزرگ نے کہا خوب بولے ہیں اسے خوب سمجنا۔

اول کچھ نہ تھا وہ نرنکار تھا
دونوں جگ کا پیدا کرن ہار تھا

یہی حدیث قدسی اس بات پر شاہد ہے۔ کُنت کنزاً مخفیاً۔ یعنی حق تعالی کہتا ہے۔ تہا میں گنج مخفی میں گنج خفی کیا ہے۔ اوسے سمجنا سو عین لا ہے۔ لا یعنی نہیں سو اونہیں سب جاگا موجود ہے۔ ارے بھائی۔ نیچے زمین ہور اوپر آسمان ہے۔ اس زمین ہور آسمان کے درمیان جو چیز نہیں ہے اس نہیں بیچ ہمیں اور تمہیں چلتے پھرتے ہیں۔ ہور کھاتے پیتے اور ہور سوتے جاگتے ہور جو کچھ کرتے ہیں سو اُسی نہیں بیچ کرتے ہیں۔

ہور اُوس نہیں نیچہ زمین ہور آسمان کھڑا ہے۔ اگر ہمیں فرض کیے کہ سات طبق آسمان ہور کرسی ہور عرش کے اوپر گئے تو انگے بولتے ہیں کہ لامکاں سے لا تو کہتے

ہیں نہیں کوں پس معلوم ہوا کہ نہیں جسے کہتے ہیں وہ ہیچ نہیں عرش اوپر ہے اوس کا تھاوں پایا نہیں جاتا کہ اونہیں کہاں تلک ہے۔ اس وضا سوں اگر ہم سات طبق زمین کے تلے گھوسے تو سات طبق زمین کے نیچے بی نیچے ہے بتیں جسے کہتے ہیں و ہیچ بھریا ہے۔ او نہیں نیچے کہاں تک بھریا ہے اوس کا نیں کا تھاو نہیں معلوم ہوتا کہ کہاں تک بھریا ہے۔

یہی اس جہاں کے گرداگرد ہوا اس پاس زمین ہے ہور زمین اوپر دریا ہے۔ اگر گر ہیں فرض کیے کہ زمین ہور دریا کے پیلاڑ گئے۔ پھر اس کے حد نہایت کوں انپڑے تو اس کنارے کے پیلاڑ گئے تو بھی جیسے نہیں کہتے و ہیچ نہیں دیسے گا۔ او نہیں کہاں تلک ان کے ہے سو اوس نئیں کا نیں نپا تا پایا جائے گا۔

ارے بھائی۔ علماں بولتے ہیں کہ قیامت کے دن ساتوں طبق زمین ہور آسمان ہور جو کچھ اس دونوں کے درمیان ہے اوسب (ٹوٹ کر) نابو ہوئے گا تو اس وقت یہاں سے تا وہاں سے جیسے لا کہتے ہیں ہور جیسے نہیں بولتے ہیں و ہیچ اچھے گا تو یہاں بھی اتنا معلوم کرنا یوں سب عالم کوں کہاں سو آیا تھا ہور کہاں جاگے گم تو یہاں بھی اتنا بوجیا چاہیے کہ جس شئ میں سوں یہ سب عالم باہر آیا ہور بھی اوس شئ میچ گم ہوا تو اوس شئ کوں نہیں کیوں کر جانتا ہور اوس شئ کو نابود ہور عدم کیوں کر بولنا۔ یہاں تک عقل کے انکھیاں سوں دیکھ ہور کچھ دل سوں سمجھ کے چراغ کا نور کہاں سوں پیدا ہوا بھی کہاں گم ہو گیا ہور یہ اتی باؤ کہاں سوں نکلی ہور کہاں جا کے سماتی ہے۔ ہور یہ سب اواز کہاں سوں نکلتی ہے ہور بھی کہاں جا کے سماتی ہے ہور فانی ہوتی ہیں۔ " کل شیئ ھالک الا وجھہ " کل من علیھا فان ویبقیٰ وجھہ ربک ذوالجلال والاکرام "۔ یعنی زمیں ہور آسمان جو بھی کچھ ہے اس دنیا میں دونوں کے درمیان اوسب فنا ہونے کے جو ذات بیچوں بے شبہ بے نموں ہے سو اوجوں کا تیوں ہے۔ الآن کما کان اسے بھائی اس نکتہ کوں نیکی سوں سمجھ اوس لاکوں ہور اس بیچوں بے چکوں کوں ایکچہ ہور یہ نکتہ اپنے دل پر یقین کر لکھ " لا الہ الا ھو الحی القیوم " وہی بیچوں جسے لا کہتے ہیں و ہیچ زندہ اچھ کر قائم کھڑا ہے۔

حضرت عین القضاۃ ہمدانی فرمائے ہیں جو پیش استاد تو میرود سر فرو بروں تو نرگس وار

ارے بھائی انکھیاں جہاں کو نکو اوس لاکوں عین بیچوں بے چکوں بے شبہ بے نموں تحقیق کر جان۔ ہور یو بات ہماری جھوٹ ہور خلاف کر نکو جان سمجھ کر سانچ کر مان۔

اگر کچھ تیرے میں ہے عقل توں اپس کوں بھی لاج سمجھے کر لاج دل میں لیکھ۔ اس محل میں ایک حکایت یاد آئی ہے۔ اس حکایت کوں خوب دل سوں سمج کر لا کے معنیٰ دھیان لیا ہور مچھلی تمن لا کا دریا سب جاگا پایا جاتا ہے۔

نقل ہے مچھلیاں نے اپس میں پانی بچہ اچھ کر فکراں کیاں کہ لوگوں کہتے ہیں کہ مچھلیاں کا جیو مول سو پانی ہے ہور ہمیں تو پانی کیا ہے کر دیکھیاں نہیں پانی کوں دیکھا کہ پانی کیا ہے۔ ہور پانی ہمارے سوں کیتک دور ہے کدھر ہے اپس میں اپیں بہوت فکراں کیا ہور پانی کوں بہت دھونڈیاں ولیکن پانی اوتو کوں نہیں دستا۔ پیچھے دونو میں سوں ایک مچھلی بولی کہ پانی ہمنا کوں کہاں دلیسے گا چلو فلانی بڑی مچھلی پاس اوہمنا کوں پانی بتلائے گی ہور کہاں کتک دور ہے سو دیکھلائے گی۔ تب اس بڑی مچھلی پاس او سب مل کر گیاں ہور اپنی حقیقت بیاں وار کھیاں کہ توں سب مچھلیاں سوں بڑی ہور ہم سب مچھلیاں کی سردار ہے۔ تجھے پانی معلوم اچھے گا ہور توں پانی کوں اچھے گی تو خدا واسطے پانی ہمنا کوں دیکھلا۔ کس واسطے کر لوگاں کہتے ہیں کہ مچھلیاں کا ٹھاؤ ٹھکان ہے ہور پانی مچھلیاں کا جیو مول ہور مچھلیاں ہمیشہ پانی بیچ رہتیاں ہیں ہور پانی نہ ہوئے تو مچھلیاں تڑپڑا مر جاتیاں ہیں۔ ہمیں تو پانی کیا ہے کر دیکھیاں نہیں ہور یو بات کیا کہ اپنے جیو مول کوں نا دیکھیا ہور جس مکان میں رہتے بستے ہیں اوس مکان کو نا جاننا بڑی بے دقوفی ہور احمقی ہور نادانی ہے بلکہ جو کوئی اپنے جیون مول کوں نا پہچانے تو اوس پر کھانا پینا حرام ہے ہور سب زندگی اوسکی مردار ہے۔

پیچھے اوس بڑی مچھلی نے تعجب کر کر ہنسی ہور بولی کے تمنا کوں پانی کیوں دستا نئیں۔ تمہاری انکھیاں پر کا یکا پردا پڑیا ہے تمارا دل کدہر کوں گیا ہے ہور تمنا کوں کیسی غفلت نے گھیری ہے۔ جو ایسا پانی تمنا کوں دستا نہیں ؟ ارے دیوانیاں ہو۔ پانی تمہارے نیچے اوپر، دادے، بادے۔ انگے پیچھے تمہارے مومیں تمہارے کان میں انکھیاں میں تمہارے سینے میں دل و جان میں بھریا ہے ولیکن تمنا کوں دستا نہیں ایسا پانی کیوں نہیں دستا سو تعجب بات ہے۔ حضرت عین القضاۃ صاحب بولے ہیں کہ ع

از درون تا بیروں نشیب و فراز
از پس و پیش تا یمین و یسار

شاہد لا الہ الا ہو

پیش تو پردہ کرد از رخسار

پیچے اوس بڑی مچھلی نیں یو سب کیفیت کہہ کر ٹلمانی ٹلمائی کنارے پاس اون سب مچھلیاں
کوں ہور ایک جھکولا ایسا دی کہ جو ساریاں مچھلیاں پانی میں سوں ساریاں جا کر باہر
پڑیاں ہور تڑپنے لگیاں۔ پیچے پکاریاں کے بیگی سوں ہمنا کوں کچھ لیو و گرنہیں تو ہیں تڑپڑا
کر مر جانیاں ہیں اب حقیقت پانی کی ہمنا معلوم ہوئی کہ ہمیں پانی باہر پڑیاں ہیں جو پانی بغیر
تڑپڑاتیاں ہیں۔ پیچے اوس بڑی مچھلی نے دوسرا جھکولا مار کر سب کوں پانی میں کھینچ لی تب
اون مچھلیاں نے پانی کی حقیقت معلوم کر کے سب شہور پانی کوں سمجھیاں ہور پانی کوں
اپنا جیو مول یقین کر بوجیاں حضرت برہان الدین الٰہی فرماتے ہیں کہ

اے ہمہ جا و تو ہمہ جا ہمہ
غیر کجا چونکہ تو یکتا ہمہ
غیرتش غیر در جہاں نگذاشت
لاجرم عین جملہ اشیاء شد
دریائے ہست و نیست نمار از چشم جاں
بنگر کہ موج ہاتش گذشت است لامکاں
بر تحت و فوق بر ہمہ آفاق شد محیط
در چشم جاں و خلق نہاں است ہم عیاں

ارے بھائی " وھو کل شئی محیط " کا معنا ہور لا کا معنا اس محل میں ایک نظر
آتا ہے۔ یعنی اوس اللہ نے سب چیز ظاہر ہور باطن احاطہ کیا ہے۔ کوی چیز اوس کے
احاطے بغیر خالی نہیں۔

" وھو معکم اینما کنتم " کا معنا اس ٹھور ایچ دستا ہے یعنی او اللہ تمہارے سب
جا کا سات ہے ہور جہاں کہیں تمیں جاتے ہیں او سو تم سے ایک تل بھی جدا نہیں قولہ
تعالیٰ "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" کا معنا اس جاگے خوب زیب دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ
کہتا ہے میں تمہاری رگ جاں سوں نزدیک تر ہوں۔ اللہ حاضر اللہ ناظر اللہ شاہد اللہ معی
یعنی اللہ حاضر ہے اللہ ناظر ہے۔ اللہ شاہد ہے یعنی دیکھتا ہے ہور ہر وقت سات ہے ہور ہمارے

جیوسوں اقرب تر ہے۔ جاں کوں ہور جس مکاں میں خطرہ نکلتا ہے اوس مکاں ہور لاکوں ایک کر دیکھ۔ تینوں مل کر ایک دستے ہیں۔

اوس معنی کو خوب سمجھ کر خاطر میں لیا کہ اوس لا کے درمیاں ہمیں تمہیں آتے جاتے ہیں کہاتے پیتے سوتے جاگتے ہور جو کچھ کرتے سواد سیج میں کرتے ہیں۔ سوا د لا ہم سے تم سے کہیں بی جدا ہے؟ اس بات کوں خوب سمجھ اسیکوں بھی لاج سمجھ کر اچھ اِلّا کی کیفیت بوجو چاہیئے ہور الہ کیا ہے۔ سو کیچھے میں آوے۔ ارے بھائی الہ اوس لا میں ایک کہنہ حقیقت ہے کہ جس میں عاقلاں کی عقل گم گشت ہے۔ ہور سب داناؤں کی دانائی گم ہے ہور پست ہے۔ یہاں کوئی بولے ہور کیا چالے۔ یہاں بولنے چالنے کی بات نہیں۔

"ما عرفناک حق معرفتک" یعنی محمد صاحب نے اس محل میں بولے ہیں کہ نہیں بولے ہیں کہ نہیں پہچانے ہم تیرے تئیں جو کہ حق پہچانے تیرے کا ہے حضرت محمد صاحب نے یوں فرماتے ہیں تو ہماری کیا قدرت ہے۔ ہور کیا مجال ہے جو ہمیں یہاں کچھ بولیں مگر ایک مثال اس جاگا خوب یاد آئی ہے۔ اُسے چت لا کر سن۔

نقل جیونکہ ایک معشوق خوب صورت خوب سیرت صاحب ناز صاحب کرشمہ کہ جمیع صفتاں اوس میں معشوقیت کیاں ہور تمام خصلتاں جس میں محبوبیت کیاں جیونکہ قرص آفتاب میں کرن ہوا جیونکہ موتی میں جوت ایسا صفتاں اوس معشوق میں بھریاں اچھیں تو ایسا محبوب صاحب کمال ہور صاحب جمال و جلال ایک خلوت میں با جاہ و جلال بیٹھا اچھے ہور وہ محبوب سرمست یک بیک اوس خلوت میں اپس کوں مشاہدہ کر نزاپی صفتاں کوں دیکھے ہور کہے کہ یہاں دوسرا کوئی نہیں یعنی لا کی خلوت میں سب الہ چ بھر یا ہے کیوں بھر رہا ہے۔ جیوں پھول میں باس ہور جیوں دود میں گھیو ہور دود میں کوئی جاگا خالی نہیں کہ جہاں گھیو نہیں ہے۔ یوں اوس لا میں الہ بھرا ہے ہور بھر پور معمور ہے یعنی او لا ہو کر اپس کوں اپسیں میں جانیا ہور کہا کہ یہاں میرے سوائے دوسرا کوئی نہیں ہور میرے بغیر اس خلوت میں "کنت کنزاً" مخفیاً میں کوی دو جا بتا نہیں جو کچھ ہوں سو سیچ ہوں تب او لا الہ ہو کر اس محل میں الا کہہ کر اپنیاں صفتاں سب اپس میں پایا۔ ہور جیوں بیج میں جھاڑ ہے ہور جیوں دریا میں لہراں ہور بڑ بڑے ہیں تیوں صفت کمال ہور صفت جلال ہور جمال اپس میں دیکھا ہور اپنی خوبصورتی اوپر خوشحال ہوا۔

ہور تب اس محل میں اولا الہ تھا سو الا کہوا کر اللہ ہو کر رہیا ہور اپنی صفت کوں دیکھنے لگیا ہور ہر صفت کوں دیکھ دیکھ اپس کوں اپ بسرانے لگیا۔ نظم ع

مجھ بن کوی نہیں جگ ماہاں
جس رے سہاگن کوں تس نایاں
مجھ بن کوئی نئیں مجھ میانے
دوجا کہاں ہے مجھسے بیگانے
جو کچھ چاہوں گا سو کروں گا
گو ہٹ کوں پرگٹ لیا کے دھروں گا
لاکھوں صفتاں مجھ میں بھریاں
کروڑ تجلیاں مج میں دھریاں
کھیل بہروپے مجھ کو بھاویں
میرے کاماں مج کو شہاویں
سب کھیلوں سوں ہوں عالا
ہور سب رنگوں سوں ہوں نرالا
پاک منزہ میری ذات
مجھ میں لاکھوں بھرے صفات
بیج ایک میں دوجا نہ پایا
ڈالیاں پاتاں اوپر ہوایا
لاکھوں کروڑوں روپ ہیا میرے
اپ میں کروں گا بھاؤ گھنیرے

اس محل میں وہی لاالہ بے نام ونشاں تھا سو الا اللہ ہوا اسم ذاتی اپنا ناوں اللہ رکھیا ہور دو نہہ نام اسمائے صفاتی اپس میں دیکھیا نو دو نہہ نام کیا مقرر دیکھا عرش سے لی تا تحت الثری میں جتنے ناو ہیں سو صفاتی نام ہیں۔ اوس اللہ کچھ ہیں۔ حضرت سرمد لے ہیں کہ

بنام آنکہ او نامے ندارد بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

ارے بھائی یہ عجب نکتہ باریک ہے۔ہور باریکی عجب تاریکی ہے۔اس باریکی کو خوب سمجھ کر اسے خوب سوں سمجھے گا تو دل کی حیثیت کوں پائے گا دگر نہیں تو سب جنسم کھوئے گا۔

ارے بھائی جسے دل کہتے ہیں سواو اسم ذاتی اللہ ہے۔ارے بھائی دیوانے ہیگی مجھ ایک دریا ہے ہور جیو دریاؤں میں سوں ہزاراں لہراں ہور ہزاراں بڑے بڑے بیگنت آتے ہیں ہور بھی اس دریاؤ میں گم ہو جاتے ہیں۔یونچہ اس دل کے دریاؤ میں سوں کڑوڑوں قطرے آتے اور گم ہو جاتے۔کڑوڑوں فکراں لاکھو خطرے بے شمار کھڑے کھڑے کو برسوں آتے ہور کدھر جا کے سماتے ہیں۔یوں نہیں تو سمجھتا ہوا بوجتا ارے بھائی جہاں نیّں آواز راگ کا ہور کیا آواز یا جیوں کا او سب اوزان دل میں سوں نکلتے ہیں۔اگر توں پوچھے گا کہ سب آواز دل میں سوں کیوں کر نکلتے ہیں۔اوس کا مثال کہتا ہوں خوب سمجھ جس کے دل نے چاہا کہ نقارے کا آواز ڈھول کا آواز یا تو تارے کا آواز یا ہر یک باجے کا آواز سنو تو نقارے یا ہر ایک باجا اوسے بجایا ہور اس سے آواز نکلیا تو یہاں بوجا چاہیے کہ یو آواز دل سوں نکلیا یا ہور کہیں سے نکلیا؟

ارے بھائی یو سب کمیں اُس لا کیچ ہیں کہ جیسے نیّں کہتے ہیں اُسی لا میں سوں یوں نکلتے ہور اوس لا میچ سماتے اوس لا میں سوں آواز خطرے ہور فکراں ہور تدبیراں ہور خیالات طرہ طرہ کے نکلتے ہور اسی لا میچہ گھوس رہتے ہیں تو اوس لا کوں جان ہور اُسے نہیں کر نکو ماں او عین بیچوں و بیچکوں ذات اللہ کیچ ہے اوس اللہ نے جب اپس میں اپ تجلی کیا ہور" فَاَحببتُ ان اعرف" کی ذات بھریا تو او ہی لا الہ الا اللہ تھا سو احمد ہو کر کھڑا رہیا ہور اپنا نور آپس میں بکھرا اپنے نور کا اپے عاشق ہوا۔یہاں خوب سمجھنا چاہیے کہ احمد عین نور اللہ چہ ہے۔حدیث بنی "انا من نور اللہ تعالیٰ کل شیٔ من نوری" یعنی حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے نور اللہ کا ہوں ہور تمام شیٔ میرے سوں ہے حدیث دوسری" اول ما خلق اللہ نوری" یعنی حضرت صاحب نے فرمایئے ہیں کہ اول جو کچھ پیدا کیا اللہ نے نور میرا تھا اوسی نور کا ناؤں لقین اول ہور اوسی نور کا ناؤں روح کل ہور اوسی نور کا ناؤں عقل کل جیسے حقیقت محمدی کہتے ہیں اس حقیقت محمدی نے دل ہو کر سب جاگا ظہور پکڑیا ہے۔یہاں یہ نکتہ بوجیا چاہیئے کہ اول احدیت پیچھے وحدیت یعنی احد تھا

سو ہچے احمد ہوا۔ ارے بھائی جس وقت تیرے دل میں کچھ خیال ہور خطرے نہیں ہے اوس وقت توں اپنے کوں اپنے عین منزل آحد میں جان ہور جس وقت تیرے دل میں خطرہ اوٹھا تو اس وقت خطرے توں عین احمد کو پہچان بیچھن اوس احمد نے کہ جیسے عقل کل کہتے ہیں ہور جسے عرفان بولتے ہیں اونے وجود ہو جسم پکڑیا تو یہاں اپنا ناؤ محمد کہا کہ بیت ؎

وجود محمد وجودِ الہ

ظاہر نہ بینی تو باطن کجا

ارے بھائی یو جہان جسم جسے تو تن بولتے ہیں اینوں کوں عین موجود محمد کو جان ہور شئی جیسے دل میں بچتے' بوجتے بولتے چالتے دیکھتے ہور اوس شئی کوں تو عین احمد کر جان ہوا احمد یعنی عرفان جہان سوں نکلتا ہے اوسے عین احمد کر پہچان اور او احد جیسے لا بولتے ہیں ہور جیسے کنتُ کنزاً مخفیاً" بولتے او سچ سب جاگا بھر پور ہے ہور معمور ہے او ہی احد احمد ہوکر اربع اناصر کا جامہ ہور لباس پہنا ہور محمد ہوکر ظاہر ہوا۔ ہور گونا گوں رنگ برنگ خلعتاں پہن کر جیو دریاؤ میں تر بڑے اچھے ہین تیوں اوس دریائے کنت کنزاً مخفیاً نا جبتُ ان اعراف" سوں "فخلقتُ الخلق اعراف" ہوکر باہر آیا یعنی اول عالم غیب الغیب باہوت تھا سو عالم باطن لاہوت ہوا۔ ہور پیچھے عالم ارواح یعنی عالم جبروت ہوا ہور ناسوت یعنی عالم ملک ہور عالم جسم ہوکر سب کو اپیچ بنا . . . .

یہاں ایک مثال اوس کا بولتا ہوں ٹک کان دھر کے سن اے یار اے برادر برف میں ہور گار میں ہور پانی میں ہور سیاہی میں ہور سیاہی کے حرف میں سونے میں ہور سونے کے گہنے میں ہور دریا میں ہور دریاؤ کے لہراں میں ہور جھاڑ میں ہور جھاڑ کے بیج میں، سورج میں ہور سورج کی دھوپ میں شکر میں ہور شکر کی لذت میں کچھ بھی تفاوت ہے۔ یو اوس احد نے احمد ہوکر محمد ہو جلوہ کیا ہے اس محل میں بھی او ہی "لا الہ الا اللہ" تھا سو محمد رسول ہوکر آیا ہے ہوا اپنا پیغام اپیں پونچایا ہے۔ اس جگہ ایک حکایت یاد آئی ہے ٹک اپس چت لا کر سن۔

ایک نقل ہے کہ نوشابہ کی سکندر نے تعریف سن کر اپیچ ہرکارے کا لباس پہنا ہور قاصد ہوکر نوشابہ کے پاس گیا ہور جو کچھ پیغام تھا سو روبرو نوشابہ کے کہا۔ تب نوشابہ نے سب حقیقت سن کر بولی ہور کہی کہ توں پیغام کس کا پہنچایا ہے ہور تو کون ہے

کہ یو لتا ہے کہ میں ہرکارہ ہوں ہور پیغام سکندر بادشاہ کا پہنچاتا ہوں۔ ہور کہتے ہیں کے نوشابہ بڑی صاحب عقل ہور فراست ہور داناتھی اونے سب بادشاہاں کیا تصویراں ہور سکندر بادشاہ کی بھی تصویر لکھ کر آپنے پاس رکھی تھی۔ سو اس تصویراں سوں ہور اپنی دانائی سوں معلوم کی کہ یو ہوں ہور ہرکارہ نہیں یوں سکندر آپچ ہے۔ پھر پوچھی کہ سچ کہو توں کون ہے ہور پیغام کس کا پونچاتا ہے۔ سکندر نے وہی بولیا کہ میں ہرکارہ ہوں ہور پیغام سکندر بادشاہ کا پہنچاتا ہوں۔

تب نوشابہ بولی کہ توں رسول ہور قاصد نہیں معلوم ہوتا مگر سکندر بادشاہ چہ ہے کہ اپنا پیغام اپچہ پہنچاتا ہے۔ ردو بدل بہت ہوا۔ تب پیچھے اس کی تصویر اوسے بتلائی ہور مین سکندر کو معلوم کی اس روش حضرت نبی الکریم شاہ علی گاڈدھنی کے خواب میں آیئے ہور حضرت شاہ علی نے ان کوں مین اللہ کر سنپاتے ہوا وسی وقت یو سکا شعر بولے

بھیدوں سیتی بھیس نہ لیا جائے
جسے لیائے تو جائے نہ پائے

جو توں اسے رسول کہاوے اپنی بھی ہر ادب بوجا جاوے راجا پرجا پیادہ سوں ہوکر کیئے گا سے کا ستی سوں چھ

آج پیا تجہ جانے نہ دیسوں
پائے پکڑ گلے لاگ رہی سوں
ہوکر ایکا یک سیلی سوں

ارے بھائی یو محمد رسول توہے۔ اپس اللہ چہ ہے جو تعریف سن کر سکندر بادشاہ نے قاصد کا سونگ لے کر نوشابہ پاس گیا ہور نوشابہ نے اوسے مین سکندر پچہ جانی۔ یوں توں بھی اپنی عقل نوشابہ صفت جان صاحب فراست ہور دانا ہوکر یا موافق اوس حدیث کے "انا احمدؐ بلا میم" ہور انا عربؐ بلا عین"

ارے بھائی محمد کوں رسول نہ جان مین اللہ چہ ہے کر مان ہور اوس اللہ سوں لگا دہیان ہور یو بات ہماری سانچ کر مان۔ ہور جہاں میں یو دو جو ہور جسد نظر آتے ہیں اونو بیچے گے اللہ کے رسول پہنچان بلکہ بے شک بے شبہ صفات اللہ چہ کر بوجھ۔ ارے بھائی جیوں کہ اول دریا لبالب تھا پانی پیچھے دریا و جوش میں آکر لہراں لو بڑبڑے پر بڑے لایا ہور کف

جم کرلون کے ڈے ڈے بے شمار ہوئیے تو کیا ادیہاں دوسرا ہوا۔ وہی دریاؤ کا پانی جو تھالون کھڑا رہیا۔ یو بات تحقیق سمجھ جب کلمہ کے باطنی معنے تجھ پر ثابت ہوں گے ہور تو باطن میں ہور ظاہر میں پاک وصاف مسلمان ہوئیے گا۔ ہوا لا اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" صدق دل سے کہے گا۔ یعنی وہی لا الٰہ الا اللّٰہ بیچوں بیچگوں بے شبہ بے نموں عالم باطن تھا سو محمد رسول ہوکر عالم ظاہر میں آیا۔ ارے بھائی۔ مثال دو دوسرا سمجھ لا بیج ہے ہور الٰہ باطن اوس بیچہ کا ہے ہور الا اللّٰہ پیڑ ہور محمد رسول ڈالیاں پاتاں پھول پھل ہے۔ ہوا کلمہ میں آخر کوں لفظ اللّٰہ ہے جو سوا دہی اصل کا بیج ہے ہوالاول ہوالاخر ہوا لظاہر ہور لباطن۔ ارے بھائی اگر اس روش باطنی معنی کلمہ کے دل جان سوں بوجھے گا تو برحق مسلمان ہوئیے گا اوس وقت شرک خفی ہور جلی سوں باہر ہوئیے گا۔ وگرنئیں تو طوطا مینا بھی کلمہ بھوت زبان سے پڑتے او کیا مسلمان ہوئیے سو بولے۔

نقل اے بھائی اس کلمہ کے معنی خوب سمجھ یک دل یک من یک چت ہوکر خاطر جمع سوں بیچ ہور خوب رہیاں لا ہور رات دن اوس معنی میں رہو۔ اگر خوب بیجے گا اس معنی کوں تو اپنی حقیقت کوں انپڑے گا ہور اپنے کو معلوم کرے گا۔ نئیں تو سب ناچیز کھوے گا۔ ہور ناحق مرے گا۔ ہور جس نے کلمہ کے معنی سمجھا ہور اس کلمہ کے معنی حقیقت سے تیوں بوجھا تو اوس پر دوزخ کی انچ حرام ہوتی ہے ہور عضاب جاں کندن سوں ہور عضاب گورسوں بلکہ سب عفاباں سوں خلاص ہوا۔ ہور بچا بلکہ موت اوس کی موئی ہور اد جیوں کا نیوں رہا۔ کلمہ کے معنی میں ایسا کہو سنا سراپا کلمہ جیو ہور رہتا۔ نظم۔

کلمہ مومن دل سوں پڑتے
ہور معنی تئیں اوسکے کرتے
کلمے میں سب بھریا ہے راز
کلمے سوں ہے درست نماز
کلمہ پڑکر حج کوں جاوے
تب او حج کی بھید کوں پاوے
کلمہ پڑ کر روزہ رکھنا
پیچھے عید کی لذت چکھنا

کلمہ پڑ کر زکات دنا
خاص مسلماں تدہی کوں آنا
کلمہ پڑ ایسا اے بھائی
جیو کی کارن اپس گنوائی
اپس گنواکر فانی ہووے
خودی سے اپنی اپس کھووے
کلمہ پڑ کر ہو تو فانی
چونکہ برف سب ہوئے پانی
عبدیت سوں باہر آنا
ربو بیت میں ٹھانا دینا
پہلے بورے سوں گذر کے جانا
ہور دیوانہ اپس گنوانا
جو ملے سو چپ کھاوے
لذت اوپر دل نہ لاوے
روکھا سوکھا ٹوکا ٹاکا
چونی بھوسی کنکیاں کھانا
قلیا مانڈے پولاد منظفر
زبر بریانی طاق بھر بھر
سب کھانے یکساں جانے
مزہ نہ ڈھونڈے ان کے میانے
جیسا کھارا املی سو پینا
اچھی خاطر ہرگز نہ لانا
لنگ لنگوٹا کھاوے کنڈا
شال دوشالہ مشروع مینا
سب کے تئیں دو یکساں بوجے
تب وہ کلمہ کے معنی سوجے

کلمہ میں سب نور بھرا ہے
گویا چندر سور دھرا ہے
جب او نور ظہور بتاوے
اپنا مکھڑا خاص دیکھلاوے
تب میں توں سے گذر کے جاوے
دھونڈن ہار او وہی پاوے

تب مرید نے پیر اپنے کو عبودیت کا سجدہ کیا ہور وجود پیر کوں عین وجود محمد کر جانا بلکہ عین نور حق کر جاتا ہور پہچاناں ادب سوں گذارہ کر عرض کیا کہ اے ہادی رہنما وائے مرشد زماں جو کچھ تم نے فرمایے سو او سب کلمے کے معنی تمہارے فضل و کرم سے ہو اتمہاری مہربانی سے میرے دھیان میں آتے ہور میں نے خوب چت لاکر سنا دل و جان سوں اوسکے معنی کوں بوجہا اب دعا کرتا کہ وہ سب کلمہ کے معنی میرے دل پر ثابت ہوئے ہور میں اوس معنی پر ہمیشہ قائم رہوں اور درویش اوسی کے مشاہدے میں اچکر دہی معنی پچہوا رہوں۔

تب مرشد نے مہربان ہوکر کلمہ کا مشاہدہ اس روش فرمائے بہوت ہور فضل و کرم سوں کہے کہ مرید صادق اب شوق کے کانوں سے سن اگر کلمہ کا معنی کے مشاہدے کا عاشق ہوا ہے تو سراپا عشق ہوکر اوس کا مشاہدہ اس روش سوں سن۔ اول لا الہ زبان سوں بول کر دل میں یقین کرکے بوجھ کہ عرش سے تا تحت الثرا میں کوئی نہیں ہور کچھیں الا اللہ کہہ کر اپنے وجود کوں ہور جہان میں اس عرش کے ہور تحت الثرا کے درمیان جیوں دریاؤ میں بگڑ بڑے ہیں۔ سو او سب وجود کوں اپنے تصور میں لا ہور یہاں سے تا وہاں سیں کلیج دریا بے چون بے چگوں بے شبہ بے نموں کا بوجھ کر کہو کہ کوئی دوسرا نہیں ایکچہ ذات دریاؤ کنت کنزاً مخفیاً کا بھرا ہے کہ جسے حد ہور نہایت نہیں ہور جیسے اول ہور آخر نہیں سو او چہ دریاو جیسے رنگ ہور بوئی نہیں جیسے صورت ہور شکل نہیں سو او چہ دریا میں ایک شاہد باقی جو میں کوی ایک ہوں کر کہتا ہے پوچھے او میں ہوں کر کوں کہتا ہے سو کون ہے۔

ارے بھائی او حقیقت محمدی سراپا نور ہے کہ اوس دریاؤ میں جیوں گلاب میں پانی ہور جیوں دود میں گھیو ہے۔ یو او نور محمد اوس دریاؤ بیچوں بیچکوں میں بھرپور ہے۔ یوں لا الہ الا اللہ کہہ کر اپنے وا

میں بوجھے ہور پیچھے محمد الرسول اللہ کر اکھیاں مرشد کے تصور سے کھولے
ہور اپنے کوں ہور جہاں میں یو سب وجود جدا جدا دستے ہیں اونو کوں
لہراں ہور بڑ بڑے اوس دریا کے جان کر رسول اللہ کر تصور کرے ہور کہے
کے عجب دریا لانہایت ہے کہ جس کے لہراں ہور بڑ بڑے کوں بھی نہایت ہور
شمار نہیں۔ او لہراں کڑ روڑں آیتاں ہوا کرور ڑوں جاتیاں۔ ہور بھی جیوں
کیاں تیو نچہ موجود ہیں۔

ندانستم کہ ایں دریائے بے پایاں چنیں باشد
بخارش آسماں گردد و کف دریا زمیں باشد

جب پیر نے مرید کوں کلمہ کے معنے کا مشاہدہ بتائے تو مرید کے دل کے
گھر میں آنند ہوا ہور مرید نے اوس انند کی خوش حالی سوں مست ہوا۔
ہور اپنے بھی سراپا انند یچہ ہور ہیا ہور اوس انند کی مستی سو بدمست ہو کر رہیا
ہور یو بیت کہا ؏

چونکہ دریا عین آب است قطرۂ او عین آب
قطرہ دعویٰ میکند من عین دریا یافتم
گم شدم در خود نمیدانم کجا پیدا شدم
شبنمے بودم ز دریا غرق در دریا شدم

جان این خاکپائے کہ ان بود حباب شکست دبحر گشت و شدم بے
نام و نشاں پیچھے مرشد صاحب نے کلمۃ الاسرار اس رسالے کا ناؤں رکھے
ہور کہے کہ جو کوئی اس رسالے کوں صدق دل سوں پڑھے گا یا سنے گا
ہور اوس کے معنیٰ یاد کرے گا تو اوسی وقت وصل کو پہنچے گا ہور اصل اپنے
کوں انپڑے گا۔ ؏

الٰہی تو کلمے کے معنیٰ کا نور
شتابی سوں کر سب دلاں پر ظہور
جو اس نور عرفاں سوں دیکھے تجھے
ہر اک شئی میں اون کوں محمد سجھے

(کلمۃ الاسرار۔ مطبوعہ)

گفتار شاہ امین

این گفتار حضرت شاہ امین الدین علی ولی صاحب الکرم شمس العشاق احمد اللہ پیغمبر کوں شب معراج ہوا تو پیغمبر اللہ کوں پوچھے یوں سات طبق آسمان ہور سات طبق زمین کیا قدیم ہے کیا جدید ہے۔ قال اللہ تعالیٰ! اے نبی سب جدید ہے۔ پیغمبر نے پوچھے یارب العالمین پر کچھ نہ تھا۔ قال اللہ تعالیٰ منج سوں میں نے تھا پھر پیغمبر نے پوچھے اس وقت میں کہاں تھا قال اللہ تعالیٰ منج میں کائیں سویوں تھا۔ پھر پیغمبر نے پوچھے یا رب العالمین جس وقت کچھ نہ تھا تو توں کہاں تھا۔ قال اللہ تعالیٰ "کنت کنزاً مخفیاً" میں تھا پھر پیغمبر نے پوچھے جس وقت کنز کہاں رکھیا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ میں خفا میں تھا۔ پھر پیغمبر نے پوچھے یارب اللعالمین خفا کیا شئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ماتیے خفا میرا سایہ ہے پیغمبر نے پوچھے توں اپس میں کیوں گذراں کرتا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ یا نبی پانچہ ذکراں سوں گذران کرتا تھا۔ پیغمبر نے پوچھے اس گذراں میں کہاں کہاں تھا؟ قال اللہ تعالیٰ قدرت کو منج میں رکھیا تھا تو ذکر خفی میں تھا۔ اندیشہ تو ذکر سدی میں تھا۔ اس اندیشے میں دیکھیا سو تو ذکر روحی میں تھا۔ اس میں جاں پنا آیا تو ذکر قلبی میں تھا۔ کل قدرت کوں ظاہر کیا ہو .... چلے سوں کیا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "انا من نور اللہ وکل شئیٌ من نوری لا نفرق بین احدٍ من رسلہ" پس تحقیق عشق نے کیا لطافت پایا ہیں نور کہ ظہور کروں۔ بعد از صفاتی ہوگیا۔ اس ہوائی باد کیا؟ اس باد تے آتش کیا اس آتش تے آب کیا اس آب تے خاک کیا۔ جز ہوا باد کوں جاگا نہیں۔ جز باد آتش کوں جوش نہیں جز آتش پانی کوں جیوں نہیں جز پانی خاک کوں وجود نئیں ایک مل جاتے ہیں خاک کا حزم پانی میں پانی کا حزم باوی میں۔ بادی کا حزم آگ میں آگ کا حزم ہوا میں

ہوا کا حزم صفا میں صفا کا حزم قدرت میں قدرت کا حزم نور میں نور کا حزم۔
تن کیا ہے اللہ دیگر آدمی کے تن میں اس پانچ جنساں کے پانچ گھر پانچ دروازے۔ ماٹی کا گھر تلے اس کا دروازا تالو پانی کا گھر کیجا اس دروازہ آنکھ۔ آنکھ کا گھر پیشانی۔ اس کا دروازہ کان۔ بارے کا گھر پھیپسا اس کا دروازہ ناک۔ ہوا کا گھر نڑڑا، حلق اس کا دروازہ یا رخ دیگر آدمی کے تن میں اس پانچ جنساں کے پانچ پھل پانچ رنگ پانچ لذت ہے۔ مائی کا پھل چاکنا پانی کا پھل لگنا، آگ کا پھل دیکھنا، بارے کا پھل سونگنا ہوا کا پھل سُنا۔ ماٹی کا رنگ پیلا آگ کا رنگ کالا پانی کا رنگ لال بارے کا رنگ ہرا۔ ماٹی کا لذت کھارا، پانی کا لذت میٹھا، آگ کا لذت کروا، بارے کا لذت کھٹا، ہوا کا لذت پھیکا۔ دیگر آدمی کے تن میں پانچ موذیاں۔ اول موذی چیل آنک، اوموذی بدی کا کام دکھاتا، دوسرا موذی کان میں ہے اس کا ناؤں سانپ اوموذی بدی کا بات سناتا، تیسرا موذی ناک اس کا ناؤں بھنورا بری باتیں سنگاتا۔ چوتھا موذی .... ناؤں کتّ اوموذی بری بات کراتا پانچواں موذی اندام شہوت اس کا ناؤں .... موذی برا فعل کراتا۔ آدمی اس پانچ موذیاں کوں قید کرنا بندہ کے کرنا۔ دیگر آدمی کے تن میں پانچ چور ہیں اول چور طمع او چور ذکر میں حرکت کرتا۔ دسرا چور کاہلی او چور نماز میں حرکت کرتا۔ تیسرا چور غصہ او چور عقل میں حرکت کرتا۔ چوتھا چور بخیلی او چور سخاوت میں حرکت کرتا اس پانچ چوراں کوں آدمی قید کرنا۔ دیگر آدمی کے تن میں چھ غفلت ہیں۔ اول غفلت طمع دُسرا غفلت غصہ تسرا غفلت شہوت چوتھا غفلت بیماری پانچواں غفلت بھولنا ہور بسرنا چھٹا غفلت پیری۔ اللہ پار کرے اس غفلت سوں۔ دیگر آدمی کے تن میں سات مستیاں ہیں۔ اول مستی ذات کی۔ میں ذات وتا کہتا۔ دُسری مستی خوبصورتی کی میں خوبصورت کہتا، تسری مستی ہر ایک انسان کوں بدصورت ہی کہتا چوتھی مستی آپ ہنر مند بھوت کہتا، پانچویں مستی مال کی، چھٹی مستی وصل کی، ساتویں مستی بادشاہی کی، آٹھویں مستی اللہ کی یاد کی۔ سات مستیاں فنا اللہ کی مستی بقاء ہے۔ اس سات مستی میں آدمی نا رہنا۔ دیگر آدمی کے تن میں بقا، مستیاں آٹ ہے اول مستی اللہ کو اس تن میں پہچاننا۔ ای مستی بقا ہے۔ دوسری مستی محمد کا وسیلہ رکھنا ای مستی بقا ہے۔

تسری مستی اللہ کا نور ہے۔ اس تن میں اس نور کوں ہر روز دیکھنا ہور عاشق ہونا ای مستی بقاء ہے۔ پانچویں مستی لدنی کا پہچانت کرنا ای مستی بقاء ہے۔ چھٹی مستی اللہ کی یاد کی اس یاد پر عنی ہوکر رہنا ای مستی بقا ہے۔ ساتویں مستی آپ کوں اللہ میں رکھنا ای مستی بقاء ہے۔ آٹھویں مستی آپ کا ہور اللہ کا پہچانت کرنا بقاء ہے۔ ہر کدام کا کام نئیں پہچاننا اللہ کا۔ دیتا ایسا سمجھ اللہ دنیا با نصیب باد۔ یا دالہی ہے۔ دیگر اس وجود میں چار جوہر ہے۔ اس چار جوہر کوں چار چور ہیں۔ اول جوہر ایمان اس کا چور جھوٹ، دُسرا جوہر عبادت اوس کا چور کاہلی۔ تسرا جوہر عقل اوس کا چور غصہ چوتھا جوہر شرم اوس کا چور طمع۔ اس چار جوہر کوں جتن کرنا۔ دیگر وجود میں چار طبق ہیں۔ اس چار طبق میں دو بدی کا میل بھرتا ہے۔ آدمی اس چھار میل سوں پاک رہنا۔ اس چھار . . . . اول طبق دل، حرص ہوا کے میل سوں پاک رہنا دُسرا طبق شکم حرام طعام کے میل سوں پاک رکھنا تسرا طبق زبان جھوٹ غیبت کے میل سوں پاک رکھنا چوتھا طبق طاعت او ریا کے میل سوں پاک رکھنا. . . . اس چار میل سوں پاک رکھنا۔ دیگر آدی کے تن میں پانچ دریا ہے۔ اول دریا دل اوس کا جھرا زبان، دل کا پانی زبان میں سوں نکلتا ہے۔ کھٹا تیسرا اور یا کیجا اس کا جھرا آنکھ کلیجے کا پانی آنکھ سوں نکلتا ہے کھارا۔ چوتھا دریا پتہ اوس کا جھرا کان پتے کا پانی کان میں سوں نکلتا ہے کردا۔ پانچواں دریا اس کا جھرا تارق۔ حلق کا پانی تارق میں سوں نکلتا ہے۔ پھیکا آدمی نے اسی پانچہ دریا ہے۔ دیگر آدمی کے وجود میں سات طبق زمین سات طبق آسمان عرش کرسی لوح قلم ہے سمجنا۔ آدمی کے دنداں سو عرش کے کنگورے ہیں، کرسی سو پیشانی ہے دست چپ کوں لوح بولتے، دست راست کوں قلم بولتے، اول زمیں تلوا دُسری زمیں پندری تسری زمیں ران، چوتھی زمیں کمر پانچویں زمیں پیٹ وشکم، چھٹی زمیں سینہ۔ ساتویں زمیں گردن۔ اول آسمان مون، دوسرا آسمان ناک تیسرا آسمان انکھیاں، چوتھا آسمان پیشانی، پانچواں آسمان بھواں چھٹا آسمان تالو، ساتواں آسمان سرکی کھوپری۔ دیگر آدمی کے وجود میں مانٹی، آفتاب، چاند، تارے، بادل، بجلی ہے سمجھنا۔ تلے کوں مانٹی بولتے، کلے کوں آفتاب. . . . . کوں چاند بولتے کر دیکھوں تارے بولتے . . . . کوں بادل بولتے۔ سھوں کوں بجلی بولتے۔ آدمی ماں کے پیٹ میں چودا جنس سوں پیدا ہوتا ہے سمجنا۔ باپ کے چار جنس ھدک،

بھیجا آب منی، ماں کے چہار جنس بال چمڑا گوشت۔ ہور اللہ کے چھ جنس ....
دل خطرا ..... پہچانت یعنی نفس دل روح، سر، نور، ذات، چودا ٹکڑے سوں..
.... ہے۔ دیگر آدمی کے وجود میں تین سو ساٹ گوشت کے ٹکڑے ہیں تین سو ساٹ
ہڈی تین سو ساٹ رگ ہیں۔

(گفتار شاہ امین۔ مخطوطہ نمبر ۹۲۲ (جدید) / ۸۸۳ (قدیم)
ادارۂ ادبیات اردو۔ حیدرآباد۔ اے پی)

وجہی

وجہی دکن کا ایک مایہ ناز شاعر اور بلند پایہ نثر نگار تھا۔ قدیم ادب کے کسی تذکرے یا ادبی تاریخ سے اس کے حالات زندگی پر روشنی نہیں پڑتی وجہی نے اپنے فارسی دیوان میں اپنے حالات زندگی کی طرف بعض اشارے کیے ہیں۔ اس کا نام اسداللہ تھا۔ وجہی کے اشعار میں وجیہی، وجیہہ اور وجیہا تخلص موجود ہیں۔ وجہی نے اپنا آبائی وطن خراسان بتایا ہے۔ مثنوی "قطب مشتری" میں اس نے دکن اور تلنگانہ کی بڑی تعریف و توصیف کی ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ ممکن ہے یہ خطہ اس کا مقام پیدائش ہو۔ وجہی کی تاریخ پیدائش کا پتہ نہیں چلتا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ابراہیم قطب شاہ (۱۵۵۰ تا ۱۵۸۰) کے عہد میں پیدا ہوا تھا۔ وجہی نے چار بادشاہوں، ابراہیم قطب شاہ، محمد قلی قطب شاہ، محمد قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کا عہد دیکھا تھا۔ وجہی کی زندگی کا دورِ زریں محمد قلی قطب شاہ کا زمانۂ حکومت تھا۔ وہ بادشاہ کا منظور نظر فنکار بن چکا تھا اور قطب شاہی دربار میں اس کا طوطی بول رہا تھا۔ وجہی نے اپنے ایک فارسی شعر میں روح الامین کو اپنا استاد کہا ہے ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں اس تخلص کا ایک فارسی شاعر ضرور موجود تھا لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ اس شعر میں وجہی نے خود کو فارسی شاعر روح الامین کا شاگرد کہا ہے — یا روح الامین سے اس کی مراد جبرئیل ہے۔ محمد قطب شاہ کا پندرہ سالہ دورِ حکومت وجہی نے گمنامی میں گزارا اور نہایت عسرت و تنگ دستی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ وجہی اپنے بعض اشعار میں اشارتاً کہتا ہے کہ مفسد درباریوں اور بعض "ناخداترس" ہم نشینوں کی سازشوں اور فتنہ پردازیوں نے اسے شاہی قرب سے محروم کر دیا ہے۔

جب عبداللہ قطب شاہ تخت نشین ہوا تو وجہی کے عروج کا زمانہ شروع ہوا اور وہ درباری شاعر کے مرتبے پر فائز ہوا۔ "سب رس" میں اس نے عبداللہ قطب شاہ کے دربار میں اپنی باریابی کا ذکر بڑے پر لطف انداز میں کیا ہے۔ وجہی کی وفات ۱۶۶۰ء اور ۱۶۶۵ء کے درمیان ہوئی۔ وجہی پیر شاہ متقی سے ارادت رکھتا تھا۔ کتب خانہ ادارہ ادبیات اُردو میں "سب رس" کا جو نسخہ موجود ہے اس کے کاتب محب اللہ چشتی نے ترقیمے میں چشتیہ سلسلے سے وجہی کا تعلق ظاہر کرتے ہوئے اسے پیر شاہ علی چشتی کا مرید تحریر کیا ہے۔

وجہی نے اپنی مثنوی "قطب مشتری" ھ میں مکمل کی تھی۔ اس مثنوی میں شاعر نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے اپنے پیش رو اور ہمعصر شعرا کے برخلاف ایک اپچی اور طبع زاد قصہ نظم کیا ہے اس مثنوی کے ہیرو کا نام قطب مشتری ہے لیکن محمد قلی قطب شاہ کی زندگی سے مثنوی کے قصّے کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہیں کہ "قطب مشتری" میں محمد قلی کی داستان عشق بیان کی گئی ہے۔ اس مثنوی کا پلاٹ سنسکرت شاعری کے ایک مشہور و مقبول قصّے "نواسا ہاسانا (۱۱۰۰ ھ) سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔

گارساں دتاسی نے اپنے خطبات میں وجہی کی ایک اور شعری تخلیق "ماہ سیما پری رخ" کا ذکر کیا ہے لیکن تاحال اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا ہے۔ ایک نثری تصنیف "تاج الحقائق" بھی وجہی سے منسوب کی گئی ہے لیکن قطعیت کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ وجہی ہی اس کا مصنف تھا۔ وجہی نے فارسی کے علاوہ چند دکنی غزلیں اور مرثیے بھی اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ ھ میں وجہی نے عبداللہ قطب شاہ کی فرمائش پر اپنی معرکۃ الآرا کتاب "سب رس" تصنیف کی تھی اس کا قصہ سیبک فتاحی کی "دستور العشاق" سے ماخوذ ہے۔ دیوی سنگھ چوہان قصہ حسن و دل کا ماخذ ایک سنسکرت ڈرامے "پربودھ چندرودیم" کو قرار دیتے ہیں قصہ حسن و دل نہ صرف مشرقی ممالک میں مقبول رہا بلکہ مغربی مصنفین نے بھی اس کے ترجمے شائع کیے ہیں۔ یورپ میں سب سے پہلے آرتھر براؤن نے ۱۸۰۱ء میں اُسے ڈبلن سے شائع کیا تھا پھر ولیم پرائس، ڈاکٹر آرڈرورک اور گرین شیلا (۱۹۲۶ء) نے اسے ترجمہ کرکے طبع کیا۔ ترکی میں لامعی، آہی، واکی اور صوفی نے اس قصّے سے دلچسپی لی۔ فارسی میں قصہ حسن و دل کو پیش کرنے والوں میں محتشم کاشی کے شاگرد صلاح الدین، حرقی، املی، ملا جامی، خواجہ محمد بیدل اور نعمت خاں عالی کے نام

بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ دکن میں "قصۂ حسن و دل" پر حسینی، ذوقی، ولی اللہ قادری، خیرالدین اور حاتم دکنی نے طبع آزمائی کی ہے۔ "سب رس" وجہی کی انشا پردازی کا زندہ جاوید کارنامہ اور دکنی نثر کا بے مثل نمونہ ہے۔ عبداللہ قطب شاہ کی فرمائش پر کہ "انسان کے وجود میں کچھ عشق کا بیان کرنا" وجہی نے ایک پامال مضمون کو اچھوتے انداز میں پیش کر کے اپنی انفرادیت اور عظمت کا سکہ بٹھا دیا ہے۔ "سب رس" اردو نثر کی تاریخ میں وہ پہلی تصنیف ہے جو پر تکلف اسلوب میں لکھی گئی ہے اور اپنے طرز بیان کے اعتبار سے ہماری انشا پردازی کا پہلا کامیاب نقش ہے۔ عبداللہ قطب شاہ نے "سب رس" کے لیے جو موضوع منتخب کیا تھا وہ علمیت، سنجیدگی اور غور و فکر چاہتا تھا۔ ایسے خشک موضوع کے لیے وجہی نے شاداب اور رنگین طرز ادا کا انتخاب کیا ہے۔ عبارت میں نظمیہ سرور پیدا کر کے اس نے مضامین کی متانت کو شگفتگی سے بدل دیا ہے۔ فقروں کا ارتباط اور تسلسل بیان وجہی کی عبارتوں کا خاص وصف ہے۔ جملوں میں کہیں جھول نہیں۔ وجہی نے عبارت آرائی کے جس طرز کو اپنایا ہے اس میں قافیے کے التزام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ وہ ہم قافیہ الفاظ کو جملوں میں اس طرح بکھیر دیتا ہے کہ ان سے پوری عبارت ایک خاص آہنگ (CADENCE) میں ڈوب جاتی ہے مخصوص حروف کی تکرار جملوں میں ترنم اور موسیقیت پیدا کر دیتی ہے۔ وجہی نے "سب رس" میں کہیں کہیں شاعری کے محاسن سے بھی استفادہ کر کے ان سے اپنی نثر میں صوری حسن اور صوتی دلکشی کا بھی اضافہ کیا ہے۔ تجنیس، ایہام، مراعاۃ النظیر، تضاد اور تکرار ایسی صنعتیں ہیں جن کی جھنکار اور نغمگی سے انشاء پرداز نے بڑی چابک دستی کے ساتھ کام لیا ہے۔ وجہی کنایہ اور مجاز مرسل کی ایمائیت اور تکرار صوتی (ALLI TERALION) کا دلدادہ ہے اور حروف و اصوات کی مسلسل ترنم ریزی کے سہارے پوری عبارت کو خوش آہنگ اور دلفریب بنانے کے گر سے بخوبی واقف معلوم ہوتا ہے۔ آیتوں، حدیثوں، مقولوں اور کہاوتوں کے ساتھ ساتھ ہم قافیہ جملے لکھ کر نہ صرف ان کی توضیح و تشریح کرتا جاتا ہے بلکہ غنائیہ لئے اور سنگیت کی مود سے اپنے بیان کو دلآویز بھی بنا دیتا ہے۔ وجہی کی قافیہ بندی اکثر ردیفوں کے سہارے آگے بڑھتی ہے۔ "سب رس" میں بعض جگہ موزوں جملے بھی موجود ہیں ایسے دو دو مسلسل جملے اگر بطور شعر لکھے جائیں تو یہ سمجھنا مشکل ہو جائے کہ

یہ مصرے ہیں یا دو مسلسل جملے؟ بالخصوص چھوٹے جملوں کے استعمال میں اکثر جگہ یہ صورت پیدا ہو گئی ہے کہ نثر میں اوزان اور ارکان سمٹ آئے ہیں۔ وجہی تشبیہات و استعارات کا بادشاہ ہے، برجستہ موزوں اور اچھوتی تشبیہات "سب رس" کی نثر میں لطافت اور گھلاوٹ کا اضافہ کرتی ہیں۔ دانتے نے اپنے طرز ادا کی انفرادیت کو برجستہ تشبیہات و استعارات کا رہین منت قرار دیا تھا۔ جب ہم وجہی کے اسلوب بیان کا تجزیہ کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کے طرز خاص پر بھی دانتے کا یہ قول صادق آ سکتا ہے۔ وجہی نے انھیں دکن کی ہند اسلامی تہذیب اور اس کے مختلف عناصر سے اخذ کیا ہے ان کی صورت گری میں بھی یہی ثقافتی میلانات کار فرما نظر آتے ہیں۔

وجہی نے جا بجا برج بھاشا، دکنی اور فارسی کے بلیغ اور خوبصورت اشعار اور دوہوں سے اپنی نثر کو مالا مال کر دیا ہے۔ آیات و احادیث سے استفادہ تو کتاب کے موضوع اور مزاج کا تقاضہ ہی تھا۔ اس نے عربی، فارسی، دکنی، مراہٹی اور برج بھاشا کے بیسیوں مقالے اور کہاوتیں بھی متن میں شامل کر دی ہیں اور اس سے مصنف کی ہمہ گیر علمیت اور وسیع مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اردو میں انشائیہ نما (PROTO ESSAY) تحریروں کی سب سے پہلی جھلک ہمیں "سب رس" میں نظر آتی ہے۔ آر۔ جی۔ مولٹن کا خیال ہے کہ کہاوت اور ضرب المثل نے آہستہ آہستہ ایسے (ESSAY) یا مضمون کا روپ دھارا ہے۔ انشائیہ نما تحریریں ضرب المثل اور "ایسے" کی درمیانی کڑی ہیں جن کا پہلا نقش ہمیں وجہی کی سب رس میں دکھائی دیتا ہے لیکن اپنی جداگانہ حیثیت میں نہیں بلکہ یہ قصہ حسن و دل کے سہارے ابھری ہیں مخصوص موضوعات جیسے شراب، ریا، آنسو، عورت، از بعد نظر اور عقل کی تعریف و توصیف میں وجہی نے جو عبارتیں لکھی ہیں یہ ان کے پیکر میں نمودار ہوئی ہیں۔ یہ تحریریں باقاعدہ ایسے کا ابتدائی روپ ہیں۔

"سب رس" اردو کی پہلی داستان ہی نہیں بلکہ پہلی تمثیل بھی ہے جس کے ذریعے سے مصنف نے حسن و دل کے معاشقے کو علامتی انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے وجہی کو اپنی اس نثری کاوش کے ایمائی طرز اور رمزیاتی اشاروں کا احساس تھا چنانچہ ایک جگہ وہ کہتا ہے۔ "ناموس بولیا کہ اس تازہ آب حیات کا قصہ ایک تا دیل دھرتا ہے،

ایک تمثیل دھرتا ہے،، سب رس میں عقل اور عشق دو طاقتور بادشاہوں کی جنگ اور باہمی کش مکش کی جو داستان بیان کی گئی ہے وہ دراصل انسانی فطرت کے دو بنیادی تقاضوں کی آویزش ہے اور انہی کی ہم آہنگی سے متوازن شخصیت صورت پذیر ہوتی ہے۔ دل اور حسن کا تصادم ایک عامۃ الورود تجربہ ہے جیسے وجہی نے ایک نئی معنویت کے ساتھ اپنے قصے میں پیش کیا ہے اس تمثیل کی دو سطحیں ہیں ایک داستانی دوسری صوفیانہ۔ تمثیل میں قصے کی اُس تکنیک سے کام لیا جاتا ہے جو قصے کو دو سطحوں پر متحرک کر سکے،، سب رس میں حسن و عقل، دل، ناز، غمزہ، زلف، رخسار اور نظر کو کردار بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ تمام کردار اسم با مسمیٰ ہیں۔ ان کی صفات اور ان کے اعمال ناموں سے ظاہر ہیں۔ غیر مجسم کیفیات کو مجسم اور جاندار بنانے میں وجہی کو اس لیے بھی دقت پیش آئی کہ وہ اُن میں جان ڈالنے کے لیے دیو مالا سے استفادہ نہیں کر سکتا تھا، اس لیے اس کو ناموں کی بلاغت اور رمزیت پر تکیہ کرنا پڑا۔ کرداروں کے نام ہی سے ہم سمجھ جاتے ہیں کہ وہ کس سیرت کا حامل ہوگا اور قصے میں اس کا رول کیا ہوگا اور اس طرح قصے کے اصلی لطف اور تجسس کو ٹھیس پہنچی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ وجہی نے سیبک فتاحی کی "دستور العشاق" (نظم) اور قصہ حسن و دل" (نثر) سے خوشہ چینی کی ہے لیکن اپنی اس تمثیل میں کیفیات کو کردار کا روپ عطا کرتے ہوئے اس نے اکثر جگہ اپنی جودت طبع اور انفرادیت کا ثبوت دیا ہے۔ وجہی جیسا جادو بیان انشا پرداز قصہ گوئی میں براہ راست انداز کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا تھا تمثیل نگاری کی لطیف اور دلکش فضا، جو سامع کے تخیل کو تحریک میں لاسکتی تھی وجہی کی ادبی مزاج سے خاص مناسبت رکھتی تھی۔ کرداروں کے سراپے پیش کرنا یا مکالمے کے وسیلے سے تمثیل کی رمزیت کو اجاگر کرنا وجہی کا اپنا کارنامہ ہے۔

"قصہ حسن و دل" کی سادی فضاء داستانی معلوم ہوتی ہے اس میں بوالعجبی اور حیرت زائی کی کمی نہیں اس کے باوجود "سب رس" میں قصہ پن زیادہ نہیں اور مصنف قصے کے مرکز سے اکثر دور نکل جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وجہی کا مقصد داستان گوئی نہیں تھا اس نے ایک تمثیلی قصے کے سہارے متین اور سنجیدہ تصورات کو دل نشیں پیرایے اور قابل قبول انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ داستان کی حیثیت سے سب رس میں یہ نقص موجود ہے کہ اس میں مصنف نے اکثر جگہ پند و موعظمت اور خطابت کو راہ دی ہے جس

کی وجہ سے داستان کی دل چسپی میں کمی واقع ہوئی ہے اور اس کا طلسم باطل ہو گیا ہے۔ داستان پر موعظمت کا غلبہ ہے اس لیے اجزائے داستان سے توازن و تناسب غائب ہو گیا ہے۔ وجہی کے طویل اصلاحی بیانات نے "سب رس" کی افسانویت کو نقصان پہنچایا ہے۔

وجہی ایک کامیاب داستان گو نہ سہی ایک معجز بیان انشا پرداز ضرور ہے جس کی رنگین بیانی، اپج، زورِ قلم اور ژرف نگاہی سے انکار ممکن نہیں۔ عبارت آرائی میں منفرد طرز اور ندرت اسلوب کو وہ "نوی باٹ" سے موسوم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کے سامنے پُر تکلف نثر اور مرصع سازی کا کوئی نمونہ موجود نہیں تھا۔ وہ نہ صرف اپنے کمال انشا پردازی پر ناز کرتا ہے بلکہ اپنی زبان کو بھی سرمایۂ افتخار سمجھتا ہے اور اُسے "گوالیار کے جا تُران" کی زبان سے موسوم کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ اُردو نثر میں "سب رس" سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

سب رس

ایک شہر تھا اس شہر کا ناؤں سیستان اس سیستان کے بادشاہ کی ناؤں عقل، دین و دنیا کا تمام کام اس تے چلتا۔ اس کے حکم باج ذرا کیں نئیں ہلتا۔ اس کے فرمائے پر جنو چلے ہر دو جہان میں ہوئے بھلے۔ دنیا میں خوب کہوائے، چار لوگاں میں عزت پائے۔ جاں رہے کھڑے واں قبول پڑے۔ نہ آفت دیکھے نہ زلزلا اپنے بھلے تو عام بھلا کسی کو بُرا بولنا یو واسوس ہے۔ بھلائی بُرائی سب اپنے پاس ہے اپے چل نئیں جاتے دُسراں پر بُرا مانتے تادل اپنی خبر میں اپے رہنا پیچھے دُسریاں کوں بُرا کہنا۔ جنے اپس کوں پچھانیا انے سب جانیا۔ جدھر ڈھلتا ہے، ادھر عقل کے اجالے میں چلتا ہے۔ آدمی نے عقل چھوڑیا دیوانہ ہوا ہور اپنا سر اپے پھوڑیا۔ عقل میں جو کا کلوت ملتی تو حرمت میں نقصان ہوتا۔ مدعا دور پڑتا۔ دل تے اگر منگتا ہے جو دل کو تازہ رکھنے مدعا پاوے تو بھلا ہے جو عقل میں کا کلوت کوں نا ملاوے سکت ہے تو عقل میں ہمت کوں کر شریک، یو پند ہے اگر تجہ میں کچھ سمج ہے تو بیک۔ جکوئی یو چلنت چلتا ہے دو کام ہوتا ہے، روشن طبیعت زندہ دل ہوتا ہے عقل میں کا کلوت جوں ریشم میں سوت جوں دود میں چھاچھ، جوں پاچ میں کانچ، جوں ہیرے میں میرا، جوں اچھلے زیرے میں کالا زیرا۔ جنے دل کوں جلایا انے کچھ پایا۔ جنے قدم انگے دھریا انے کچھ کریا۔ مردی دنامردی یک قدم ہے۔ مرد کوں یہاں بڑی فکر نامرد کوں کیا غم ہے۔ انجانتا بچارا بھلا۔ جانتے پر پڑے بلا کا کلوت تے جو دل موے گا تو پھیں بچارا کیا کام کرے گا۔ دل اس کا جیتا ہے جس میں عشق ہور ہمت ہے جیو نابی اسیچ کا ہے۔ اس پر رحمت ہے۔ جیوں حافظ بولیا ہے، دل کے گھر کے دروازے کھولیا ہے۔ بیت

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر عالم جریدہ دوام ما

خاص اچھو یا عام آخر عقل کے حکم سوں لگیا ہے کام۔ اس کے حکم باج کوئی کسی کام میں جاوے۔ اپنا کیا اپے پاوے۔ بیت ؎

عقل ہے باز وے بازیے بلند پرواز
شکار گاہ ہے اس کا حقیقت ہور مجاز

عقل نور ہے۔ عقل کی دوڑ بہوت دور ہے۔ عقل ہے تو آدمی کہلواتے، عقل ہے تو خدا کوں پاتے۔ عقل اچھے تو تمیز کرے بُرا اور بھلا جانے۔ عقل اچھے تو اپسکوں ہور دوسرے کوں پچھانے۔ عقل تے میر، عقل تے پیر، عقل تے بادشاہ عقل تے وزیر، عقل تے دنیا عقل تے دولت تے چلتی سلطاناں کی سلطنت، عقل تے رہیا ہے یو عالم کھڑا جس میں بہوت عقل دو بہوت بڑا، عقل سوں چلتی خدا کی خدائی جتنی عقل اتنی بڑائی۔ عقل نہ ہوتی تو کچہ نہ ہوتا کچہ رچہ نہ ہوتا بیت ؎

عقل کے نور تے سب جگ نور پایا ہے
جتے جو علم سکھا سو عقل تے آیا ہے

عقل بغیر دل کوں نور نہیں عقل کوں خدا کھنا بی کچھ دور نہیں۔ ذات ذات تے صفات ہے۔ ذات تے جو کچھ نکلیا سو بی ذات ہے۔ جوں آفتاب ہور اس کا نور اگر آفتاب بیچھ نا اچھے تو نور کیوں ہوئے مشہور۔ اگر آفتاب بیچھ میانے نے جاوے، نور آفتاب میں تے نکلیا تھا سو بی آفتاب بیچھ میں سماوے۔ سو ہا کوں نور کہتے ہیں نور ہے تو سور کہتے ہیں۔ نور تے آفتاب ہے نئیں تو آفتاب کو آفتاب کوں کتا۔ اثر تے شراب ہے نئیں تو شراب کوں شراب کوں کتا۔ باس تے پھول نے شرف پایا۔ باس نے پھول پھل کھوایا۔ جوت تے جوہرنے پایا مول، معنے تے میٹھا لگتا بول۔ جوں خدا کے رسول امین نے محبوب رب العالمین نے صاحب آسمان زمین نے فرمائے کہ تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ۔ یعنے ذات کوں صفات میں ڈھونڈیں گے تو پائیں گے۔ صفات کوں چھوڑ دیئے تو ذات لگ کدھر تے آئیں گے بعضے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ آخرت کوں ایک معنیٰ سوں اپنا دیدار دکھلائیں گے۔ مسلماناں کا دل اس وقت روشن ہوئے گا۔ مسلماناں کے دل کا شک جائے گا۔

بعضے کہتے ہیں کہ خدا کوں دیکھیا جائے جو کوئی خدا کوں ڈھونڈے سوں خدا کوں پائے جنوں نتیں دیکھے جنوں کو دیکھنے کا قدرت نئیں انو شک لیا جائے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کوں اس نظر سوں دیکھیا نا جاسی۔ نظر سوں خدا کوں دیکھیں گے تو خدا نظر یں ناآسی، سچ کے انکھیاں سوں دیکھے تو دیکھیا جاتا ہے۔ نظر سوں کوئی کیوں دیکھے گا۔ کیا خدا ظاہر صورت پکڑ کر آتا ہے۔ بعضیاں کو اس جاگا یو سوال ہے اگر خدا کوں جہت نئیں۔ خدا کوں مکان نئیں خدا کوں کچھ صورت کا نشان نئیں۔ خدا کوں دیکھنا محال ہے۔ بعضے کہتے ہیں خدا سمجھا جائے تو بس، خدا کوں دیکھنے کا کیسے کس۔ یو دل کے دلچھ میں رہے ہوس، خدا تحقیق ہے اتنا جانیا تو بہوت سرس۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے وے حیران ہوئیں گے کچھ نا سکیں گے کہ یو کچھ ہے یو چھ ہے یا ایسا چ ہے یوں کہے تو اس کے دسنے وضا سوں یاں ہی دستا ہے۔ وے بولنے میں نئیں آتا کیا بولوں تماشا چ ہے خدا کی عجب بے شوکت ہور شان بچارا انسان یاں بی حیران واں بی حیران۔ اسیتج جو مرداں ہیں نازک نام کے عاشق ہوئے اس کے نام کے۔ اس کے نام پر جیو دیئے ہیں۔ اپنا کام کیے ہیں ایک کچھ ہے جو دستا ہے نئیں دستا تیوں یو عقل نے بیلا رہے آدمی سمجھتا کیوں۔ اگر سچ وجہہ مطلق کچھ نا دستا تو ہرگز خدا ہے کرنا کتے۔ اس کی عبادت چھوڑنے اس کی یاد میں نا رہتے۔ خدا ہے کر تو بولیا جاتا ہے کہ کچھ بی دس آتا ہے تو انسان اس سوں جیو لاتا ہے اس پر توکل کرتا ہے آسرے پتیاتا ہے کہ مجھے تو کچھ ہے۔ میرا کام تجہ سو نچہ ہے۔ بارا باریکی وضا سوں دستا ہے تارا تارے کی وضا سوں دستا ہے۔ بارے کوں تارے کی وضا سوں دیکھیں گے تو کیوں دستے گا تارے کوں بارے کی وضا سوں دیکھیں گے تو کیوں دیسے گا۔ اس کا نور سب میں بھرپور ہے، وے اس کے دیکھنے میں قصور ہے۔ اگر اس کا تصور جاوے گا تو سب جاگا اس کا جلوہ دیتا ہے۔ نور دس آوے گا۔ اگر اسماں اگر زمیں اگر آب آتش خاک بارا ہے یو اپس کے آپے پیدا نہیں ہوئے انو کوں کوئی پیدا کر نہارا ہے۔ اگر یو عالم اپسے اپیچ پیدا ہوا ہے تو یو چہ خدا ہے۔ اس بھید کوں سمجھتا سو عارف جدا ہے۔ اپس کوں دیکھنا اپس کوں دیکھنا کہتے ہیں اگر اپس کوں دیکھے تو بی خدا کو دیکھنا مشکل ہے۔ خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے اما خدا کیسے حاصل ہے۔ خدا کچھ ایسا نہیں ہے کہ جیوں دیکھنا کہتے ہیں تیوں دیکھنا جائے۔ بات گفتار کی کوئی فرصت پائے۔ منصور جو اس بات میں آیا محبت کے زور سوں خدا کہوایا

نئیں تو بندہ کہیں خدا کہواتا ہے بندے تے خدا کہوایا جاتا ہے محبت کے عالم میں کوئی کہے کہ میں خدا ہوں خدا پرست لوکاں محبت کے عالم اپنو کہیا جائے۔ قادریت کے عالم میں کسے قدرت نئیں جو خدا کہوائے خدا ہوں خدا کے محبت کا عالم کتے سو جدا ہے۔ جتے اپس کوں صاحب عرفان کر جانے یہاں آکر زبان گرانے یعنے کہتے ہیں کہ عقل کے احاطے میں ذات حق تعالیٰ کما حقہٗ نئیں آسکتا۔ پچھیں جو عاشق ہوا اُنے اپس کوں عشق میں فنا کر بات کوں یہاں لیا رکھیا۔ خدا کے دوستاں نے یو بولے ہیں۔ اسرار کے موتیاں رولے ہیں کہ فنا فی اللہ بقا باللہ۔ بیت ؏

آیا جکوی خبر کوں یہاں وو خبر سٹیا
کھو لیا لہوا کرتے سرن آس پر سٹیا

خود بے خود ہوئے تو خدا کوں پاوے۔ خودی دور کرے تو خدائی دس آوے۔ جتے علاقاں نے عقل دوڑائے، آخر عشق کی بے آرامی میں آکر آرام پائے۔ عشق میں جاتوں عقل میں کی آتا سمجھنے کا تعین سو سجا کیوں جاتا جو لگن توں سب تے بی طمع نہ ہوسی، عشق میں آئے بغیر خاطر جمع ناہوی۔ اگر مرد ہے تو عشق اپنا کمال کوں انپڑا۔ فراق میں کی ہلاک ہونا۔ اپس کوں وصال کوں انپڑا۔ جو عشق تیرا نہایت کوں انپڑے گا۔ اس دھات پچھیں دل آپی بول اُٹھے گا ترے مراقب کی بات، قال حال ہوتا ہے۔ فراق وصال ہوتا ہے۔ جکچ بے اختیار دل میں تے آپی آتا ہے اپنی محبت کا قوت وہاں پایا جاتا ہے۔ خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کر۔ جو کوئی خدا کوا نپڑے ہیں انوں کی بات خام کر۔ ہمیں عاشق فدائی خدا ہونا ہمارا احتشام کیا تھا کیا ہے کیا ہوئے گا اس باتوں سوں ہمنا کیا کام۔ ہمنا خدا کوں ایک جاننا ہور اس کا محبت ہے فرض، خدا کے کاماں سوں ہمنا کیا غرض۔ اس کا کام وہ جانے کیسے کیا قدرت جو آوے میانے۔ ہمیں کوں جو اس کے نہایت کوں پانے کا فکر کرین ایسے کاماں میں آنے کا فکر کریں۔ ہمنا ہماری نہایت کی معلوم نہیں ہوتی خبر اس کے نہایت کی کسے خبر آس دریا کی کسے خبر نئیں ہوئی۔ حیرت تے گنگے ہوئے سب سوتی۔ موج پر موج آتی کس تے سجے جاتی۔ یعنے کہتے ہیں کہ موسیٰ نے خدا کوں دیکھنے کا سوال کیا۔ نئیں دستا سو دستا کر خیال کیا، فکر محال کیا۔ یہاں بات ہے، یہاں تحقیقات ہے۔ اگر دیکھنے کا نہ ہوتا ہور نا دیکھا جاتا تو موسیٰ دیکھنے کا بات ہرگز میانے میاں نالیاتا۔ کیا واسطہ کہ وو پیغمبر تھا اُسے یو اسرار روشن تھا موسیٰ کو جواب آیا کہ "لن ترانی"، یعنے نا دیکھ سی تو۔ یو انوار سجانی۔ یہاں واصلاں

کہتے ہیں صاحب حاصلاں کہتے نہیں نادیکھے تھے تو کیا دیکھنا نئیں ہے جاں محبت ہور خدائی ہے
واں یوں کہتے ہیں۔ جکوئی محرم راز ہے، اس سوں یوناز و نیاز ہے نا کہے تو نا چکوں کھینچ نا پکڑنا
ایک لطافت کی بات ہور تیوں وہاں نچہ نا اڑنا یو کام موقوف عاشق کی دلیری پر ہے۔ یو بی کیا خلا
کا گھر ہے۔ کانٹیاں کو الانگ جاتا تو باغ میں پھول پاتا۔ جکوئی دریا میں جاوے سو موتی لے
آوے جسے ہمت آسے تخت۔ دوہرہ ع

ساتھ سہیلی ایک پیو چوندھر پیو پیو ہوئے
جس پر پیو کا پیار ہے سو دھن بولی کوئے

عابد کا اسس ٹھار کاں ہات ہے۔ یو عاشق کے سمجھنے کی بات ہے۔ یو رمز ناز دیکھنے نیاز
دکھلائے سو جانے، عاشق کے معرکے میں آئے سو جانے۔ بندگی ہور رضا جی کی دھات ہور
ہے۔ عاشقی ہور معشوقی کی بات ہور ہے۔ ایک بات ہے لن ترانی، عاشق کو اس میں ہزار
نشانی۔ یو نادیکسی کہنا دیکھیں گا کہنے تے زیاست ہے۔ عاشق سمجھتا ہے کہ کیا معشوق کی خواست
ہے۔ عابد کوں کیا نسبت جو عاشق کے بات میں آکر دخل کرے۔ جیوں اپنے کام میں خلل کیا
تیوں دوسرے کے کام میں خلل کرے۔ عاشق بلند عابد پست۔ عابد ہوشیار عاشق مست
عابد دین خاطر جنم کھویا ہے، عاشق خدا خاطر دین دنیا تے ہات دھویا ہے۔ اس بات کوں
پایا کھوج کہاں گنگا تیلی کہاں راجا بھوج۔ معشوق دیدار دیکھلاتا تو ہے وے ٹک تپا کر
دکھلاتا ہے۔ گھونگھٹ میں سوں چھپا پا کر دکھلاتا ہے۔ عشق بڑھانے خاطر لذت پانے خاطر۔
بھیک دی سون کھوے دکھلائے یہاں بی تو ہوتا ہے دل نثار دوے ٹک ہاں ناں میانے
میان اچھے تو بہوت سواد۔ عاشق کوں تپانا معشوق کا کام۔ اپسکوں چھپا پانا معشوق کا
کام ہے۔ جاں معشوق کا ناز ہے۔ واں عاشق گداز ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کی ذات بغیر
جس شئے کا طلب ہے۔ وو طلب ہچ دیدار کا حایل ہے اس بات پر عاشق ہور عارف قایل ہے۔
اگر دل تے تمام طلب جاوے تو جاں نظر سٹے واں خداچ دس آوے۔ ایک دل اس میں
ایتا رکھ۔ اتنے پر جو خدا کو منگتا وو بڑا ہیچ۔ جس دل میں آیا یار، اس دل میں اپس کوں بھی
نئیں ٹھار۔ جاں اپے نئیں ماتا واں دسرا کیوں سماتا۔ جس میں سلوک و ہیچ سالک نئیں تو
"مذبذبین بین ذالک" اوہچ عاشقاں دین دنیا تے گذرتے ہیں جیوں عاشقی کرنے کا
شرط ہے تیوں عاشقی کرتے ہیں اسا دنیا آسے کہتے ہیں کہ بے عزتی ہور خواری سوں حاصل

ہوئے۔ سفلگی ہور شرم ساری سوں حاصل ہوئے۔ آدم زاد کوں دنیا مطلوب ہے ولے بے صفت آئے تو بھوت خوب ہے۔ جنوں نے کچ سمجکر کسے بے صفت دیئے ہیں وو دنیا یاں پاک ہے۔ عارفاں نے قبول کیے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کا حدیث یہاں سمجے کیا "رایت ربی فی صورت عایشا" یعنی امرد کی صورت میں دیکھا خدا ہی تجلیات، یو سمینا بہوت مشکل بھوت نازک ہے۔ بات جلکہ دستا ہے ہور جیکچہ سنتے ہیں آسے تو سب ناوں ہے۔ یہ تو سب صفت، اتال، ذات کسے کہنا ذات کوں گت، یہاں کی صفا تیج ہیں ذات ہے یہاں ایک بات ہے بلکہ بات ہیں بات ہے یو توحید درست ہوا ہمہ اوست ہوا۔ جتے اس اشناس کے پیالے سوں مَتے ہیں انو سب یو نچہ کہتے ہیں اس ستھار خوب بچار فارسی و اصلاں فارسی صاحب دلاں انو بی یو مخفی اسراریوں کیے ہیں اظہار۔ فرد ؎

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت

لاجرم جملہ عین اشیاء شد

ہور وصل عشق عاشق مطلق گجراتی شاہ علی، خدا کے لاڈے خدا کے خاصے، خدا کے ولی دایم خدا سوں مل رہے انو بی یو نچہ کہے بیت ؎

صب ماے چڑ چڑ کہوں سبھی سبھی

سب وو ہے وو ہے سب وہی وہی

اول جو سب جاگا خداچ تھا ہور کہیں کچھ نہ تھا تو یو سب کاں تے آیا۔ جان ہارا جانتا ہے کہ جاں تے آیا۔ پانی تے موتی گھڑیا موتی بی پانیچ وے صورت میں فرق پڑیا۔ یو موتی دو پانی کہوایا۔ اس پانی ہور اس موتی کوں جنے سمجیا سو گیانی کہوایا۔ بعضے صفاتوں کوں عین ذات کہتے ہیں۔ بعض نہ تو ذات نہ خارج ذات یو بات کہتے ہیں۔ کل ایک ذات وجود ہے حرص مراتب ہور مال تے جدائی پڑی۔ بے گانگی میانے آکر کھڑی یو بی ایک اس بات کی ہے۔ آنکس کہ نہ ما بود و شما باد شما شد۔ یو میرا دو تیرا ہوا۔ میانے میانے کو بچے بڑے گھر کوں جانے پھیرا ہوا اگر یو میرا ہور تیرا میانے میاں تھے جاوے تو بیگانگی جاکر تمام یگانگی آوے سب نیکچ ہو دسے، سب ایکچ ہو دسے دریا سیتی بھار پڑا تو قطرا ہوا نئیں تو قطرابی دریاچ تھا۔ دریا کوں بی عشق کا طوفان چڑیا نئیں تو دریا کوں جیسے کا ویساچ تھا "الان کما کان" ذات سے صفات ہے صفات تے ذات ہے۔ ذات ہور صفات ناؤں ہوئے

ایک دو دکھاون ہوئے۔ فرق مراتب ہوا ظہوریات میں، اجھوں کے معنیٰ ہیں اس بات میں، صفات خارج ذات نہیں اس بات پر سب قائل ہیں یہاں یہ بات نہیں۔ بلت بی کیا غیر ذات ہے بولکیا بات ہے اس تے بیلاڑبے جوں بے پنکھوں، واں کیا دیکھے گا چرا چوں دہاں سب خالی ہور لباب ہے، واں کچھ نئیں ہور سب ہے۔ واں کچھ نئیں ہور سب وان تے آتا جاں کچھ نئیں واں کیوں کوئی جاتا۔ اس کچھ نئیں میں ہے سب کچھ۔ اگر گیاں ہے تو سمجھ اب کچھ جان کچھ نئیں وان کے نور کا رنگ کالا۔ اس کالے میں کوں دیکنا آچلا فنا ہوئے باج دھاں رہیا نہ جائے۔ یو بات کسے کہیا نہ جائے۔ موذک کیا سمجھے گا، یو مت بمعنیٰ فنا ہونا ہے نہ بصورت دو تو جہاں تے گزرنا تو اس تھار آشنائی کرنا۔ خدا کے ذات بغیر بی کس پر نظر نہ اچھنا۔ اپس تے بے خبر اس تے باخبر۔ لازم یو آتا ہے عاشق پر حضرت کوں جس رات معراج کی بڑای دیئے خدا کوں دیکھے بغیر کس پر نظر نئیں کیے۔ جس سوں لگیا کام اس کا چھ اچھنا نام۔ یو فام تھا تو یو بڑای پائے۔ یو فام تھا اس حد لگن آئے۔ یو فام تھا تو حبیب کہوائے۔ یو نام تھا تو خدا کوں بھائے۔ رسول ہوئے قبول ہوئے صاحب ”مازاغ البصر و ماطغیٰ“ و صاحب ”ماینطق عن الھوا“ یعنے کس بات میں اپس کوں میانے میاں نئیں لایا وہی بولیا جکچھ خدانے فرمایا۔ رسول استیج ناؤں دیا ——— رب العالمین خدا کے امر امانت میں اپنی نفوں کو دخل نہیں دیا جو کچھ خدانے کہیا سو کیا۔ بیت ع

جسے ہے عقل دو ہر بات کوں سنبھال کہے
جو سو برس کو ہوئے گا سو دتا کال کہے

کرامت کتے سو عقل تمام، جکچھ دنیا میں ہوا سو سب عقل کا کام۔ عقل تے ہوا سب حلال ہور حرام، عقل نے پکڑیا فرق خاص ہور عام۔ عقل تے رکھے ہر ایک کا فام نئیں تو کاں تھا صبح ہور شام شیشہ ہور جام پستہ بادام، صیاد دام صاحب غلام جو کچھ عجب نقل ہے غرض جو کچھ سو عقل ہے۔ سو اس عقل پادشاہ کوں عالم پناہ کوں ظل اللہ کوں صاحب سپاہ کوں، ایک فرزند تھا کہ اس کا جوڑا دنیا میں کئیں نہ تھا۔ واصل کامل، عاشق، عاقل، عالم، عامل ناٹوں اس کا دل۔ دانش مندی، ترکش بندی، قبول صورتی، دلادری سب عالم تے اسے حاصل فرد ع

کرے نت دل یو نازش عقل جیسا
کہ فرزند نئیں کسے دنیا میں ایسا

تخت تاج کا لایق سب پر فایق، بات میں قابل، سب میں فاضل سو ایک دسیں اس عقل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ ظل اللہ حقیقت آگاہ کے دل پر کچھ آیا اپنا اندیشہ اپس کوں بھایا۔ سو اس دل شاہ زادے کوں۔ اس ماہ زادے کوں، اس مستغنی کوں اس سب علما کے دھنی، تن کے ملک کی بادشاہی دیا، تن کے ملک کا بادشاہ کیا۔ سرفراز کیا۔ ممتاز کیا بیت ؎

عقل دل کوں دیا ہے پادشاہی
عقل دل کوں دیا عالم پناہی

سر چھتر چھایا۔ تخت بسلایا۔ دل بادشاہ کے ہات میں تن کا ملک آیا۔ ٹھارے ٹھارے کوچے کوچے بازارے بانا راپنی درراعی پھرایا۔ تن دل کا فرمان بردار، جوں نفر خدمت گار۔ بیت ؎

خبر دلیچہ کوں معلوم ہر ایک منزل کا
فقیر تن یو بچارا مطیع ہے دل کا

جدھر جدھر دل جاتا، دل کے پیچھے تن بھی آتا۔ نوے نوے قانوں دھرنے لگیا، دل تن کے ملک کی پادشاہی کرنے لگیا۔ دل جان دل عاشق دل کوں شراب کا بھوت دھیان چتر سگھرول۔ شراب بغیر نئیں رہتا ایک تل۔ شراب اسے بھوت بھایا تھا، شراب پینا اسے آیا تھا۔ پاشاہاں کوں سعی کرنا واجب ہے عدل انصاف پر پادشاہاں کو شراب پینے کا ڈر۔ بادشاہ کو عدل انصاف بغیر ہور کچھ پوچھ بچار نہ ہوسی۔ پادشاہ شراب پیا تو گناہ گار نہ ہوسی۔ پادشاہاں کوں خدا نے پیار کرے کچھ دیا ہے دنیا کا سواد پادشاہاں خاطر پیدا کیا ہے۔ پادشاہاں دنیا کا سواد چھوڑنے پر آئے پیچھے دنیا کیوں رہا جائے۔ دوسریاں کوں دنیا کیوں بھائے۔ دنیا کوں لوگ منگتے ہیں سو دنیا کا ذوق کرنے خاطر نہ جھک جھک کر حسرت سوں مرنے خاطر۔ پادشاہاں نے دنیا کا حظ چھوڑے، خلق کا دل توڑے، خلق آزردہ ہوا دل پژمردہ ہوا۔ خلق میں نے گرمی گئی خلق افسردہ ہوا پادشاہاں خوشی پر آئے تو خلق کوں بی خوش بھائے۔ ہر ایک کوئی دو پیالے پیا پادشاہاں کو دعا دیا کیا

دودیس کی دنیا محظوظ ہو جیا بجان تازا ایمان تازا تو سب جہاں تازا پادشاہاں کے دل پر اچھتا ہے کہ اپس کے دور کے لوگاں اپس تے خوش خیال اچھیں اپس کوں بہوت منگیں اپنے خدا ہور دیں ہر ایک ہمارا اپنے کھوال اچھیں۔ اپنا دل پادشاہ کریں۔ اپس کوں دائم یاد کریں کہ ہمارا پادشاہ ایسا ہے۔ جیسی تعریف کریں گے اس تعریف جیسا ہے تادر قیامت اپنے دور کی بات ہونا۔ انگے کے لوکاں جکوی سنے تو شہ بات ہونا۔ شراب سب کیفاں کا پادشاہ کیف۔ جاں عاشق ہور معشوق اچھے وہاں شراب نا اچھی تو جیا حیف جوں نمک نئیں سو کھانا بے نمک، کھانے تے آدمی نے کیا سوادپایا۔ جوں جوت نئیں سو گھر جو مٹھای نئیں سو شکر۔ جوں معنی نئیں سو بات، جوں سخاوت نئیں سو ہات۔ جوں پانی نئیں سو لعوا جوں سبزہ نہیں۔ سو ہوا۔ جوں حسن نئیں سو نار کا جل نئیں سوں سنگار، دیوے میں بتی نئیں سو اُجالا کیوں پڑے شراب میں مستی نئیں دو شراب کیوں چڑے گا۔ جس کام میں نیت ثابت نئیں وو کام جس کیا وے گا۔ دل میں تقوا ج نہ اچھے تو مشقت کس کیا دے گا۔ پانی نئیں سو چشمے پر گئے تو کیا پیاس جاتی ہے۔ ہزار کیف کمائے تو کیا ہوا شراب کی کیف آتی ہے؟ یو بات خدا جانتا ہے اپیں آپ عاشقاں کو شراب منا کرنا بڑا پاپ عاشق مفلس عاشق کا ذخیرا سو یو ہے۔ عشق میں گناہ کبیرا یو ہے۔ عاشق کو شراب پلاتا عاشق کا دھرم ہے۔ یہاں عشق ہے عاشق کا عاشق پر کرم ہے۔ عاشق ہور دل سخت یو تو عجب تماشے کا ہے وقت۔ عاشق کا دل نرم اچھنا عاشق کا عاشق پر کرم اچھنا اگر عاشق کوں عاشق نہ پہچانے تو بے گانا بے درد بچارا کیا جانے۔ یہاں جانتا پھول مارتا تو پکارتے۔ ان جانتا پتھرے مارے تو دم نئیں مارتے جسے ظاہری زور ہے ان جان تے کا علاج کچھ ہور ہے۔ جون فارسی میں بولیا ہے کہ ؎

کر نبودے چہ بستر فرماں نبر دے گاو خر

شراب معشوق کا مشاطا، ایک حسن کوں سو حسن کر دکھلاتا محبت کوں بڈھاتا۔ جکوئی عاشق ہے آسے شراب بہوت بھاتا شراب عاشق اور معشوق کے دل کے شک دور کرتا، شراب دونوں کوں محبت میں چور کرتا۔ شراب پیے پچھیں دل میں کچھ خلاف نہیں اچھتا، شراب پیے بغیر دل صاف نہیں اچھتا۔ دنیا کا لذت تو یو شراب، شراب نہ اچھے تو عاشقاں کے انگے دنیا سب خراب۔ شراب ہرگز غم کوں نہیں آنے دیتا۔ شراب خوشی کوں دل میں تے جانے نئیں دیتا۔ شراب عاشقاں کا سنگاتی، جہاں شراب وہاں عشرت آتی دل کی تاریکی جاتی۔ دل

پکڑتا صفا شراب پیے تو عاشق کوں بہوت لفا۔ جس گھر میں شراب آوے اس گھر میں محنت کیوں رہنے پاوے۔ اگر منگتا ہے غم کوں مارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے جفا تیرے انگے ہارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے سخاوت پہ آئے تو شراب پی، اگر منگتا ہے رن میں گھوڑے بھائے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے معشوق سوں حظ پائے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے حسن کا نظارا کرے تو شراب پی، اگر منگتا ہے دل میں محبت بھرے تو شراب پی۔ اگر کچھ اونچا چڑنے منگتا ہے تو شراب پی۔ اگر خدا کوں اپنے منگتا ہے تو شراب پی۔ بعضے ولیاں بی شراب نوش کیے ہیں یو تیز آب خوش کیے ہیں۔ شراب مرکب ہے محبت کے باٹ کا شراب ہادی ہے اس گھاٹ کا۔ شراب آرائش بزم پادشاہی۔ شراب اسرار خلوت خانہ الہٰی۔ عین خوشی میں آسے بسرتا کی عمل برے نکو کر ڈرتا کی جہان خوب بست ہے وہاں البتہ منا کرتے ہیں۔ کم حوصلاں کوں ڈرلاتے کہ یو بدنیت دھرتے ہیں۔ اگر پاک ہوا ہے تو تیرا دل و جان ہور تو بی عاشق ہے تو عاشق کوں پچھان شراب کوں آتاں حرام کتے ہیں سخت، وے حلال تھا عیسیٰ پیغمبر کے وقت۔ ایتی شراب کی منائی آخر سہی فعل پر بات آئی۔ برا فعل منا ہے نہ کہ شراب، عارفاں سوں جھل منا ہے نہ کہ شراب، شراب نہ پی کر جو برے فعل کرتے وہاں نئیں ڈرتے بیت ؎

از حسد امروز زاہد میکند منع شراب
ورنہ کے ایں مسلماناں را غم فردائے است

عالم خارج شراب ہزار گناہ کرتا، جوں جیو کو بھاتا وہاں کوئی منا کرنے نئیں آتا۔ وہاں چپ رہیا جاتا۔ کیا تمام تاکید شراب پر کچھ آیا ہے۔ باقی گناہ سب آپیچ کرتا، دسریاں کوں ڈرانا ہور اپے نا ڈرنا۔ خدا نے بخشیا کیا کر۔ خدا کے فرمودے میں بی ایتے مکر۔ وو دیس کی دنیا میں یاں کوئی کیتا جوڑے گا۔ گناہ کرنے کوں نہیں چھوڑتے سوں شراب کرنے کوں چھوڑے گا۔ یو کاں لوکاں کے مال پہ اور جیو کھڑے ہیں۔ شراب تے کیا کیا شراب کے وبناں کی پڑے ہیں۔ اپے پینا دسریاں کو منا کرنا یاں انصاف ہے خدا کوں نا بسرنا۔ اپنے گناہ اپس کوں اچھنا خام دسریاں کے گناہ سوں کیسے کیا کام۔ دوسرے کی تقصیر کا حجت اپس پر نا آسی۔ کسی کے گناہ خاطر کسی کوں دوزخ میں نا بھاسی۔ ہر کوئی اپنا ثواب اور گنہ پچھانتا ہے۔ اپنا جواب اپے دے جانتا ہے۔ اگر کوئی دوزخی اچھو گر کوئی بہشتی تجے کیا کام آئے گی کسی کی خوبی کسی کی زشتی۔ تجے کاتب کوں دسرے کی

ذکر توں کچھ اپنے عاقبت کی کر فکر۔ غرض آدمی میں جتہیں نا اچھنا آدمی میں برا فعل نا اچھنا۔ صراحی کے گردن پر گناہ کا ماسنا دھرنا۔ آدمی برا اچھے تو شراب نے کیا کرنا۔ اگر کوئی پوچھے کہ شراب کیسا ہے توں بول کہ جیسے سوں ویسا ہے۔ یو بول یاد کیوں رہتا ہے۔ جون فارسی میں کہتا ہے مصرع ؏

از شیشہ ہموں بروں برآید کہ دروست

کیتا کہنا درا درا خوب سوں خوب برے سوں برا۔ اپے برے ہوکر کرتے برے کام، میاں نے میاں بچارا شراب بنام ہور بہانا کیا کہ شراب پیئے تو یوں ہوتا یو تلخ آب پیئے تو یوں ہوتا شراب پر ہزار ہزار تہمت کرتے اپنے برے فعل کوں سو بسرتے۔ اگر کوئی سمجھے تو اس سوں بات کیا جائے۔ ایک بات کوں سو دھات کیا جائے۔ شراب کے منا کرنے میں ایک رمز ہے کوئی پاوے یو بات کسے سمجانے کی نئیں مگر خدا سمجاوے۔ اگر دانا ڈریا دل پاک کر پیوے شراب تو ناداں دیکھا دیکھی پی کر اپس کوں عالم کوں کرے خراب، شراب تو خوب ہے وے مستی اے برا بول کر ڈراتے منا کرتے حرام کہتے توبہ کراتے۔ عام خاص پر منا کا حکم آیا یو عالم جانتا ہے پچھیں حکوئی راز جانتا ہے امر چھپانتا سو چھپانتا ہے۔ اگر اس میں کچھ خدا کا راز نا اچھتا تو اہل راز اس پر مائل نہ ہوتے اگر اس راز کوں نہ سمجھ کر یو کام کرتے تو کامل نہ ہوتے اگر کسی انسان میں کچھ خام ہے تو دل پاک کرنا بڑا کام ہے۔ خدا منا کیا سو برے فعلاں کے خاطر اس نامعقولاں کے جہلا کچہ خاطر۔ نیں تو کاملاں کے انگے [illegible] یک عرق ہے عرق اور اس میں کیا فرق ہے۔ دریا ایک بندستے آلائش نہیں پاتا وے دریا نیر یا سے آتا۔ جاہل سوں ایک بات عارف بولے گا تو وو بولے گا دس، شراب پیئے گناہ دیئے۔ خدا بخشے گا بولے تو بس نئیں تو اس حلال کو حرام نہ کرتے۔ عارفاں ہرگز ایسا کام نہ کرتے۔ افیم حلال ہور شراب حرام یو کیا عارفاں کا ہے کام۔ مصلحت کچھ ہے اس میں دسیچ سمجھے سچ ہے کچھ جس میں۔ تمام مستی کوں حرام کیے ہیں کیا جانے کیا نام کیے ہیں۔ یوں کہے تو ان مستی ہے نزور کیے منا اس مستیاں کو کیا کنا۔ یو نہ زید بولیا ہے نہ عمر، حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ "سکر الحکومتہ افضل من سکر الخمر" یعنی حکومت کی مستی شراب کی مستی تھی زیاست ہے۔ یو بڑیاں کا قول ہے الحق راست ہے۔ یہاں چپ رہنا کسے کچھ نئیں کہنا۔ کدھر کی بی بات برے فعل پر آتی ہے۔ بد نیتی ہور جھلیچ پر آتی ہے۔ برا فعل حرام ہے باقی سب حلال، کھاتا پینا انند کرنا

مخلوط اچھنا۔ نیکی کوں نہیں زوال۔ اگرچہ بحسب ظاہری میں شراب پینا گناہ ہے وے گناہ کوں بھی خدا کی بخشش کا پناہ ہے۔ خدا ناؤں غفار ہے۔ غفار کا کیا ماتا گناہ نا بخشے تو غفار کیوں کہوانا۔ یو سمجھے ہیں کہ بندہ گنہگار بخشنہار وے عاشقاں نے یو گناہ اختیار کیے ہیں اس گنہ کوں بہوت پیار کیے ہیں۔ عاشقاں کوں خدا پر جو اتنا پتیارا ہے کہ یو معقول گنہ خدا بخشنہارا ہے ناپاکاں کنے شراب جاتا تو ناپاک ہوتا ہے۔ پاکاں کنے آتا تو پاک ہوتا ہے۔ شراب بہوت بری لبست۔ پتھر پر کوئی سٹے گا تو پتھر ہووے گا مست۔ بجناک ہونا تو یو آگ پینا اس کام کو پولاد کا ہونا سینا۔ اپنے فعل بد کوں نہیں کر سکے منا شراب کوں برا کیا خاطر کنا۔ مرد ہونا جو اسے ہضم کرے اس سوں بزم کرے۔ جو کوئی پاک پورا ہونا۔ اسے یو چہ شراب شرابا طہورا ہونا۔ دانہ کوں یاں کیا چارا نادان کی سمجھ میں ہے اندھارا سمجا سو پایا نہیں سمجا سو گنوایا۔ جکوی اس شراب کی مستی نہیں سمجیا سو اس شراب کی مستی کیا جانے جکوی اس شراب کا بھید نہیں پایا سو اُس شراب کوں کیا پچھانے شراب کوں اپے پنیا نہ یوں اچھنا کہ شراب اپس کوں پئے جو شراب اُسے پیا خراب کیا تو یوں کیوں جیوے۔ گھاس آگ کھاتے جایئے تو جلنا' مچھلی خشکی پر پڑے تو تلملنا۔ چیونٹی ہتی کا بھار اُچا سکتی ہے۔ ٹیٹوری بہری کا زور لیا سکتی ہے۔ کنکر ڈونگر کی برابری کرے گا تارا چاند سوں ہم بھرے گا۔ دیوا آفتاب کے سنمکہ آئے گا۔ شرار شعلے پر منہ بھائے گا۔ شراب پر ہر کوئی نہیں سچا تا شرب پینا سب کسے نہیں آتا۔ شراب حسن کا زر پینا ہے۔ میخانہ عشق کا مدینہ ہے۔ عاشق کی عبادت حسن دیکھنا راگ سننا شراب پینا ہے۔ عاشق جیکچھ میخانے میں پایا سو کعبے میں زاہد کے ہات نہیں آیا۔ عاشقی مصاحبت ہور یاری ہے عبادت ہور بندگی خدمت گاری ہے۔ محبوباں ہیں سو صاحب کی گود میں سوتے۔ چاکراں ہیں سو ہات جوڑ کر کھڑے ہوتے۔ نفر جیتا بڑا ہوا اپی محبوبی کا ناز کچھ ہور ہے یو راز کچھ ہور ہے سو پچھاڑ لیتے ہیں تو بی کیا کچھ کسے دیتے ہیں۔ کتک محبوب ایسے ہیں جو دیئے بھی نہیں لیتے ہیں۔ بردر ہور در بر یاں آسمان زمین کا انتہ۔ یو یہ ایک مراتب کا ہے مقام اس مراتب کے آدمی کوں اس مراتب کا کیا کام۔ ہر یک کوئی اپنے مراتب کوں خوب سمجھ کر جانتا دسرے کے مراتب کوں یکایک نہیں مانتا۔ یو ظاہر کا مراتب نہیں جکوئی امامی بجائے باطن کی بزرگی ناداں کوں کیوں دکھلایا جائے۔ عاشق ہور عابد کا مراتب دستا قیامت پر موقوف ہوا۔ اجھوں بات

پردے میں ہے۔ روایت پر موقوف ہوا ہے۔ عاشق کے مراتب پر کون کھڑا، عاشق کا مراتب سب مراتب سوں بڑا۔ عاشقاں یو شراب بہوت نام سوں پیتے ہیں۔ بہت احترام سوں پیتے ہیں۔ جیوں شیشہ حلق لگن پیٹ میں شراب بھرتا وے بدمستی نئیں کرتا۔ جیوں پیالہ دسراں کو چڑتا وے اپے بدمست ہو نہیں پڑتا۔ جوں خم لبالب سوں بھریا ہے ہور مستی کم۔ شراب پیویں گے اس ومنا تو شراب پینے کا پاویں گے مزا۔ بارے جوں حقیقت کی شراب میں تے منصور ایک قطرہ پی کر انا الحق کہوایا۔ بعضیاں نے خاں خالی کیے وے کوئی راز سہار نئیں بھایا۔ جنے یو پیالہ پیا اونے یو اسرار چھوپایا۔ محمد صلعم کوں کیا یو پیالہ نہیں آیا محمد صلعم دریا تھا محمد میں سمایا۔ اتنا چہ اشارہ دکھلایا۔ "انا احمد بلا میم" یو بات عاشقاں میں چل آئی یو اسرار ہے قدیم۔ یعنے احمد تی جو میم کیا تو احد ہوا پاک ہوا صمد ہوا۔ یو راز کی بات جو مرتضیٰ علی کو وے میں سر بھاکر بولے تھے پنہانی، تو کہتے ہیں کہ اس وقت لہو ہوا تھا سب کووے کا پانی۔ یو سمائی یو گنبھیری انو چکوں سہاوے۔ کم ظرف آدمی کے ہات تے یو کام کیوں ہوا وے۔ یو حاصل اتھا تو انوکوں شاہ ولایت کہتے ہیں بزرگی انو کی بے نہایت کتے ہیں۔ جن ولی نے ولایت کی تشریف پایا، اس کی تشریف پر شاہ ولایت کا سکہ آیا۔ ولایت بغیر از شاہ ولایت کسے نئیں آتی یو بزرگی۔ بات میں نئیں پڑو ہر کسے دی نئیں جاتی۔ القصہ ایک رات دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کماچ، طنبور، قانوں، عود منگا کر مطربان خوش سرود بلا کر دف، دائرہ، چنگ رباب سوں، شہنا نواز، خوش طبعاں، لطیفہ گویاں، حاضر جواباں، گل رویاں، خوش خویاں سب حاضر تھے مجلس کیا تھا۔ جس کا راگ اسم ہے وو عشق کا جسم ہے۔ اس جسم میں عشق کا جان ہے، اس جان میں سبحان ہے اس بکار عاشق کوں شک لیا تا کافر ہے بے دردی، بے روشی بدگوہری ہے عشق کی صورت وے پکڑنے گئے تو بات میں نہیں آتی۔ عاشق کوں بہوت بھاتی دل کے انکھیاں سوں دیکھے تو دیکھی بھی جاتی۔ عاشق کوں آگ ہو جاوے۔ عاشق کا دل نرم یو تو باد سموم بہوت گرم۔ راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کوں یوں لگتا جوں تیر۔ بہتے پانی کوں کھڑا کرے اڑتے جناوراں کوں پاڑے، دانے کو دیوانہ کرے ہوشیار کوں مست کر پچھاڑے۔ راگ ہو نیچہ میں عاشق زار زار روتا، بے اختیار روتا، ہاکاں مار مار روتا، پکار پکار روتا۔ سینا پھوڑ دل کوں آگ لگتا دے سنتے سنتے جیوں نئیں

بھگتاں دلیاں کو حال آتا ہے۔ ہزار ہزار دل میں خیال آتا ہے۔ بیت ع

سرود چیست کہ چندیں فنوں عشق دروست
سرود محرم عشق است و عشق محرم اوست

یارے اس وقت یکایک عیں مستی میں بادہ پرستی میں، فراغ دستی میں اس کمال ہستی میں ایک قدیم ندیم لطافت سوں بہوت فصاحت سوں بہوت بلاغت سوں بات کا سر رشتہ کاڑ کر ایک تازے آب حیات کا قصہ پڑیا ولے پڑتے وقت اس قصے کے مستی چڑی سو اپے ہی تھک گر پڑیا، دل کموں لیا بات سنا تھا سو بولیا کہ جکوئی یو تازہ آب حیات پیوے گا دسرا خضر ہوے گا۔ اس جگ میں سدا جیوے گا۔

اس آب حیات کی ایک بات ہے۔ یو تو آب حیات ہے جکوی دھایا۔ ہرگز زوراں سوں کنے نیئں پایا۔ آب حیات کوں جو پیئے گا دنیا میں جیونا اسیچ کا ہے۔ جکوئی یو آب حیات پیا۔ نیئں تو دنیا میں عبث آیا کیا لذت دیکھا کچھ نیئں کیا عبث جیا۔ جس کے دل میں یو نیئں طمع کیا اس کا جیونا کس جیونے میں جمع جس کے آب حیات سوں تو ہوئیں گے لب حیران ہوے گا تماشے دیکھے گا عجب عجب اُن آب حیات نے اس آب حیات کا رکھیا ہے لاج۔ نبی ہور ولی سب اس آب حیات کے محتاج۔ اس آب حیات کی بات کا اثر بھوت دعات سوں دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے سر چڑیا، دل بادشاہ اس آب حیات کی بات پر مطلق عاشق ہوا بیتاب ہو پڑیا کام ایسا کھڑیا بیت ع

ناوں سنیچ دل ہوا بے تاب
باس آنیچ میں چڑیا یو شراب

دل بھو تیچ طالب ہوا۔ اشتیاق غالب ہوا۔ بات سنتے اس حال کوں انپڑیا، عاشق تھا بچارا بیچ سنپڑیا۔ اس فکر تے گھڈیا بادشاہی کا سکہ سٹیا۔ عاشق تھا تمام آخر اس مد لگن آیا کام۔ بات سنتے حال ہوا اس دعات کا تاثیر دیکھو اس آب حیات کا۔ دل اُس آب حیات کوں مطلق منگیتا ہے الحق بر حق منگتا ہے۔ ناؤں تے اثر چڑیا نیئں تو چپ ہلاک ہونا کسے کیا پڑیا۔ اس ناؤں میں ایتا زور ہے۔ تو دل کے دل میں یو شر شور رہے۔ جیو کوں محبت کے رنگ میں رنگنا تو کوئی کسی کو منگنا۔ کوئی کچھ بھی لطافت دھرتا ہے تو ایکس کے دل میں ٹھار کرتا ہے۔ پولاد کے ٹانکیاں سوں تن اپنا کھڑیا ہے۔ تو ہر ایک کوئی اُسے منگتا نیئں

توکیا منگنا مفت پڑیا ہے۔ یو بات کھیل نئیں بہوت مشکل کسی میں کچھ خوبی دیکھتا ہے تو ریجھتا ہے دل۔ نئیں تو دل جیسا دانا، دل جیسا عاقل ہوریوں ہوتا دیوانہ ع

ہوا دل بہوت اب بے دل کہ مشکل وقت آیا ہے
یو دل لانے کی جاگا ہے اگر دل دل لگایا ہے

ایسی دیوانگی سوں اس دل کوں کیا نسبت، ہی اپسکوں سنبھالیا ہے شاباش رحمت۔ دل میں تے آم اٹھے جہان کیونکر رکھے سنبھال بیت ع

عاشق ہے اس کوں عشق اپنا ہے
عشق جلنا ہے عشق تپنا ہے

بچارے عاشق کا دل بیگ لگ جاتا، آزما کر دل لگاتا۔ دغا کھاتا، آزمائے گئے تو سودا نٹنا لذت کم ہوتا، نئیں آزمائے تو یو بلا آتی دل در ہم ہوتا۔ بارے بولے ہے قام عاشق پر مجبوری ہے حرام۔ مجبوری کا ناؤں لیتے جیو جاوے۔ عاشق تی صبوری کیونکر آوے۔ بے صبری عاشق کی صفت، بیتابی عاشق کی عزت تلملنا عاشق کا کام، جلنا عاشق کا احترام، سعدی نے بولیا ہے عشق میں ایسی چال نہ صرد دل عاشق نہ آب در غربال، عشق بیتاب بے آرام ہوے تو خوب۔ عاشق ٹک بی بدنام ہوئے تو خوب۔ بدنامی نے عشق میں کچھوانا خامی ہے یو بدنامی نئیں عاشق کی نیک نامی ہے۔ عشق میں بدنامی جوں کھاتے ہیں نمک جوں دیوے میں جھمک، جوں محبوب میں ٹھمک، عشق کا یہی ہے نشاں۔ بچارا جیتا پنہاں کرنے جائے اتنا ہوئے آشکار۔ سب کا حال ظاہر ہو آیا۔ کوں عاشق وو جو عشق کوں چھپایا۔ خسرو، شیریں، فرہاد، یوسف زلیخا، لیلیٰ مجنوں انو کا عشق فاش ہوا تو یو حکایتاں آجنوں۔ عشق کوں کوی چھپا کر تھاریا ہے۔ آفتاب کوں کوئی بغل میں ماریا ہے۔ آگ میں کوئی باندھا ہے گھر۔ غوطہ مار کر کون رہا دریا بھیتر۔ عشق ہرگز نئیں چھپتیا چھپاتے سکتے سوں باتاں ہیں حکایتاں ہیں خرافاتاں ہیں۔ یو آگ اس آگ کوں کون دل میں چھپایا ہے آگ کوں دل میں چھپانے کا علم کسے آیا ہے۔ عاشق کا دیوانے ہونا چ کام بیلاڑ جبکہ ہوے گا سو خدا کو نچہ خام۔ عاشق جو جیو لگتے وقت اندیشے پر آیا، عشق کا لذت گنوایا۔ اندیشا عاشق کوں رہنا نئیں اتاں بات کہنا نئیں۔ عشق میں آیا ڈر پھیس لذت کدھر، اتال کیا ڈرے گا کیا بچارا عاشقی کرے گا جس میں اچھے گا قام ایک دل کیوں کرے گا وو کام ان میں گھنسے

پچھیں لہوا ہور تیشا کیا۔ عاشق ہوے تو بی اندیشہ کیا۔ اگر جیو تے ڈرتا تو کی عشق بازی کرتا۔ جان نئیں ڈر وہاں دلبر، جاں ڈر وہاں خطر ڈر ہیں گھر بر ہیں دلبر۔ کون ایسا عاشق ہے غازی۔ ہر ایک کا کام نہیں جانبازی۔ عشق کھیلے نئیں سو دیوانے عشق کا کھیل کھیل کر جاتے۔ القصہ دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ حقیقت آگاہ بہوت بے دل ہوا دل پر کام مشکل ہوا۔ شہر سب حیران گھر گھر لوکاں پریشان جیتے جتنا ڈورے۔ سرگرداں ہو کر سب سر پھوڑے۔ پیشوا، دبیر، امیر خان وزیر کوئی کر نئیں سکے اس کی تدبیر۔ بیت ؏

بادشاہ کے جو دل پہ آوے غم
تل منے ملک سب ہووے درہم

دیسے میں دل بادشاہ کوں عالم پناہ کوں ظل اللہ کوں صاحب سپاہ کو خصوصی ایک جاسوس تھا اُن کا ناؤں نظر سب ٹھاؤں اس کا گذر سب جاگا کی معلوم اُسے خبر صاحب فراست صاحب ہمت خوش طبیعت خوش صحبت عقل بہوت دھرے نئیں ہوتا سو کام کرے کوئی نہ جا سکے وہاں جاوے کوئی خبر نئیں لیاتا سو خبر لیاوے۔ سارے شہر کی خبر دل کوں تل میں دیوے ہر روز ہزار ہزار شاباشاں لیوے۔ بیت ؏

گھر دھنی وو چہ جکوں گھر ہے خوب
وو چہ صاحب جیسے نفر ہے خوب

سو دو نظر جاسوس دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے حضور آکر سر اکر تعظیم کر تسلیم کر بہوت ادب سوں ایک سبب سوں بولیا۔ بات کا مایا سب کھولیا کہ اے بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ دل کوں رکھ گھٹ تقوا نکو سٹ۔ خدا سر پہ دھرتا۔ فکر کی کرتا۔ بیت ؏

بھائی ہے ایسے نفر نہ کھیا جائے
آپڑے بوجھ کوئی نفر کام آئے

جیتا نکوں تو کستا اس کام پر کوئی نئیں دھنستا اس کام پر اتال میں راضی۔ دیکھ میری جانبازی مجھے رخصت دے اس کام کوں میں جاؤں گا جدھر ندھر ڈھونڈ کر توں منگتا سو آب حیات کی خبر لیاؤں گا۔ بیت ؏

کھینچیا ہے دل کوں عشق نے اب دل کوں کچھ چارا نہیں
عاشق کوں کوئی کیتا رکھے کس تے رہنہارا نہیں

تو منگتا سو آب حیات ہے۔ تو اس کی خبر تجہ لگن آئی۔ اگر یو آب حیات دنیا میں نہ اچھتا
تو نہ دیتا تجے کوئی یو بدھائی۔ قدیم یو پڑتے وقت میں کیا فام کہ یہاں یو کچھ ہے دام،
دے، آخر یہ نہانا ہے یو کام۔ پادشاہاں کا دل جگا جوت ہے۔ سب ٹھار جیوتا ہے۔
پادشاہاں کے دل پر حکم چھورتا ہے سو ہوتا ہے۔ پادشاہاں کا دل خدا کے رہنے کی ٹھار
یہاں ٹنک لیانا تو یہ استغفار۔ خدا یہاں بیٹھ کر اپنا کام چلاتا، خدا یہاں بیٹھ کر دیتا
دلاتا۔ باطن میں خدا اچ آیا کتے ظاہر خدا کا سایا کتے۔ جاں بادشاہ کا دل جا سکتا ہے واتے
کس کا دل خبر پا سکتا ہے۔ جس دریا میں انو کا دل تیرے دوسرے دل کوں قدرت ہے
جو وہاں پھیرے۔ ذرا آفتاب کے انگے کیا دے گا۔ ایک بول کتاب کے انگے کیا دے گا۔
جیتا کوئی دوڑے جدھر دریا میں قطرہ کدھر یو مراتب پاوے جو خدا کے خلیفے کہوائے۔
جکوئی خلیفے کوں سمجیا سوں خدا کوں سمجیا۔ جنے خلیفے کوں نئیں سمجیا ادنے کیا سمجیا جکچہ پاتا
ہے سو یہاں پاتا ہے۔ دھونڈتا سو دیوانہ ہے۔ آرسی ہات میں ہور موں دیکھنے نئیں آتا۔
گھیسا گھر میں ہوا نقد لینے نئیں پاتا۔ جیتا ہے ہور جینا بسریا، دریا میں پڑیا ہور پانی پینا
بسریا۔ سر میں پھول اور دماغ میں باس نئیں آتی۔ دل میں معنا بھریا ہور بات کہے نئیں
جاتی۔ معشوق گھونگھٹ کھولیا اونے آنکھیاں جھانکیا یار لٹ پٹ ہوا یو ڈاکر بھاگیا ظاہر خلیفہ ع
کہنا ہے باطن میں جو کچھ ہے سو بات کہنا منا ہے چپ رہنا ہے۔ یو پادشاہان بہوت بڑے
ہیں۔ بہوت بڑی جگہ کھڑے ہیں۔ انوں سوں بے ادبی سوں پیش [illegible]
ہے انوسوں بدنیتی کرنا مردود کی نشانی ہے۔ ظاہر باطن انوں [illegible]
صاف دل اچھنا رات دیس انو کی دعا سوں مل اچھنا۔ انو کی خدمت عظمت ہے بڑا ثواب
ہے۔ یو عظمت بخش ہیں یہاں فتح یاب ہے شاہاں کے وجود کا شرف معبود بچہ جانتا۔ جس
میں کچھ بی بود ہے۔ وہیچ پچھانتا بارے دل پادشاہ عالم پناہ۔ نظر تے نقوے کی یو بات سینا
امید کے چمن میں تے گود بھر پھول چنیا۔ فرد ع

من کے چمن میں باؤ آ پھل کے ہے غنچہ آس کا
ڈالیچہ پر پھول ہنس پڑیا امید اب ہے باس کا

خوش ہوا جیو نئیں رہیا، نظر جاسوس کوں شاباش شاباش کہیا۔ گلے لایا بہوت منت کیا۔
خدا کے درگاہ امید وار ہو کر رضا دیا کہ توں جا، یو خوش خبر لے کر بیگ آ کہ یو وقت بھائی
پنے ہور یاری کا وقت ہے۔ مخلصی اور خدمت گاری کا وقت ہے دل داشتی ہور دوستداری کا

تاخیر نکو کر۔ اس کام کی تقصیر نکو کر۔ اس کام پر جد دھرے گا تو خدا بھی تیری مراد حاصل کرے گا۔ مقصود آئینگی بر میں دایم خوش اچھینگی تیرے گھر میں۔ مبارک ہے جاگے تیرے نصیب کہ "نصر من اللہ و فتح قریب" بیت ع

شاہاں کنے کوئی آدمی قابل اچھے تو خوب ہے
صاحب سوں اپنے یک جہت یک دل اچھے تو خوب ہے

جاسوس نظر دل پادشاہ عالم پناہ سوں وداع ہو کر قدم انگے دھر روانہ ہو کر اپنے کم کی شمع پر پروانہ ہوا جوں باؤ کہیں اٹھایا کہیں گرایا۔ جاگا جاگا ڈھونڈیا عالم سب پھریا جس وقت جس ٹھار گیا جب تماشے دیکھیا۔ عجب عجب بیت ع

سفر کی کیا ہے خبر جو لگن وو گھر میں ہے
سفر کیا سو وو جانے کہ کیا سفر میں ہے

عقل کے پیالے سوں متا ہے، جوں فارسی میں کتا ہے۔ فرد ع

صد تجربہ شد حاصل درراہ بہر گامے
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

چیت اس دل سوں لایا۔ پھرتے پھرتے ایک شہر میں آیا۔ اس شہر کے عمارتوں جیسا کسی شہر نے کوئی آج لگن نئیں بندھایا۔ کہ اس شہر کے آس پاس تمام پھلواری تمام پھولاں کی باس۔ لوکاں سب وان کے ادب دار تمیز دار نیک بخت برخوردار، شیریں گفتار نیک نیت نیک کردار پردیسی کوں آئے گئے کوں بہوت کرنے پیار فرد ع

دنیا دغاباز ہے بہوت او باش ہور حیلیاں بھری
آدم وہی ہے جو کرے آدم ستی آدم گری

نظر وہاں کے لوگاں تے لیا خبر کہ یو ٹھاؤں کیا ہے۔ اس شہر کا ناؤں کیا ہے وہاں کے لوگاں ہوئے یک کو سب بولے۔ کہ اس شہر کا ناؤں عافیت ہور اس شہر کے پادشاہ کا ناؤں ناموس۔ نظر اپنے مقصود کوں دل میں یاد کر ہزار ہزار کیا افسوس۔ کہ آخر یو کام کیوں ہوئے گا۔ اس کام کا سرانجام کیوں ہوئے گا۔ بیت ع

خدا مدد ہے اسی کوں جسے ہمت کچھ ہے
وہی مراد کو اپڑیا ہے جس میں ست کچھ ہے

میں توجوں نیوں وہاں لگ آمیں۔ منم کر نکلیا بہوت ہم کر نکلیا۔ ایتال خدا شرم رکھے۔ خدا یو نیم دھرم رکھے۔ اتنا کہہ کر ٹک ایک رہ کر عقل سوں اپنے دل میں کچھ لیایا۔ دل کو سمجایا وہاں کے بڑے لوگاں کوں سیانے سمجایا۔ ناموس پاشاہ عالم پناہ سوں جا کر ملیا اپنے کا ہخاطر بہوت بلبلیا۔ ناموس پادشاہ اسے دیکھ کر اس کی ادا دیکھ کر اس کی روش دیکھ کر بہوت خوش ہوا، ہنسیا لیا، غنچہ تھا سو خوشی سوں جوں پھول کھلیا۔ فرد ؏

ادب ہے جس میں تواضع ہے جس میں وو مرد ہے
وو کچھ یو جس میں نہیں ہے وو مرد سرد رد ہے

دور تھا سوا اسے اپنے نزدیک بلایا۔ پوچھیا کہ تو کون ہے۔ تیرا مقصود کیا ہے تو کاں تے آیا بیت ؏

جکوی کس کنے آوے غرض کرے
وہی بھلا جو غرض وو اپس پو فرض کرے

لاج ست کر منگتا منگنہارا دینہارا نیں دیا تو شرمندہ ہونا بچارا۔ شرم کا کوئی منگے تو وہاں کہے ہیں دھرم۔ بے شرم گھڑی گھڑی منگے کی کیا شرم۔ اسے خوش لگیا ہے منگ لینا دیوے کوی کتے کتا دینا۔ گنج قارون اگر اچھے گا تو بی دیتے دیتے سرے گا وے بے شرم کا منگتے منگتے پیٹ نہ بھرے گا۔ یو گدا اس کا چلیج ایسا سدا۔ شرم کوں نئیں پچھانیا منگنا ایک ہنر کو جانیا۔ جاں گیا وہاں کچھ منگ لیا کتے دیا کتے نئیں دیا۔ کاں کا نیم کاں کا ست، ابھی وہیچ عادت۔ اس بات پر یو بات بی آتی کہ علت جاتی ولی عادت نہیں جاتی خوب لوکاں کو خدا ہور خدا کے خلیفہ کی آس۔ عار آتی منگے۔ دوسریاں پاس۔ دوسریاں پاس منگتے جیو پر آتا اسے لوکاں نے کس پاس منگیا کیوں جاتا۔ کسی کا بیڑا پان قبول کرنے کا نئیں تاب ایک بیڑا قبول کیا تو اس میں ہزار حجاب۔ خدا نہ کرے جو مردار حلال ہونے کا وقت آئے کئیں تو بی دیکھنا کہ کس پاس منگیا جاتا ہے کہ نئیں۔ خدا کا خلیفہ قسمت کرنہار ہے۔ اگر یاں منگے تو مارے منگنے کے ٹھار ہے۔ عیب نہیں ہے منگنا اس ٹھار پاشاہ کوں اپنا خلیفہ کیا ہے پروردگار۔ پادشاہاں پاس حق ہے سب کا منگیا جاتا ہے۔ خدا دلاتا ہے تو یاں تے کچھ اتا ہے نہ کہ جیسے دیکھے دنیادار منگنے کھڑے رہے ہات پسار۔ صاحب صاحب کہتے پھرتے اس پاس۔ جانو یو چہ صاحب اسیچکے جا کر اسیچکی اس جکوی یوں کسی کے دنبال لگ لگ پیٹ بھرے بے حیائی پر دل دھرے ہمیں ہمت کا آدمی

لا علاج ہوکر کچھ بی دیتا ہے بچارا کیا کرے ایک بار دو بار تین بار مبالغہ چار بار دیا جائے گا۔ پانچویں بار ایسے آدمی بیزار ہوئے گا تنگ آئے گا۔ یو اپنی جاگا پر تے نیئں ہلتا بقول اہلِ ہند چکنے گھڑے پر پانی ڈھلتا۔ کوئی بھلا کھو کوئی برا کھو ا یتے کوں کس کا کہنا اثر نہ ہوئے۔ یو بے حیائی کا شراب پیا ہے مست ہے آپے خبر نہ ہوئے دراصل کسی پاس منگتا بھلے آدمی کوں معلوم ہے کہ کیا بلا ہے دل پر کیا آفت کیا زلزلہ ہے بلکہ قیامت گزرتا ہے۔ بہت خفت گذرتا ہے ماں باپ ہور خدا پاس بھی منگتے دل کوں ملاحظ آتا ہے۔ یکایک نیئں منگیا جاتا ہے لاج کے آدمی کوں بہت لاج آتی ہے پچھیں ضرور ہوا تو لا علاج کوں کیا علاج، لوگاں کا یو فام لوگاں کی یو چال آناں بچارے بھلے آدمیاں کا کیا حال لوکاں بھلیاں کوں برے کر جانتے، بُریاں کوں بھلے کر پچھانتے۔ بھلے آدمی کا جینا بہت مشکل ہے دل میں کیتا ہمت دھرے خدا سب کرے ولے کسے بھلا آدمی نہ کرے۔ اپنا ہیڑا اپی کھاتا اپنا لہو آپی پیتا تو دنیا میں بھلے آدمی ہوکر جینا۔ برے بھلے جانتے دغا دے جاتے، جیوں تیوں کس پاس تے کچھ لے جاتے۔ جاں لگن بھلا آدمی ہے واں لگن خوار ہے۔ برے لوگاں کوں سب کئیں ٹھار ہے۔ بھلا آدمی کیوں بھاوے گا قصا ئیچ کو پیتا وے یو سمجے نیئں دراصلا دکھن کا ہے یو مثلا۔ جو کوئی آوارہ وہ بھائی ہمارا جکوئی کرے ہٹ مار نکالیں نٹ، الٹی چلتی دنیا داری بھلے لوگاں کی ہوئی خواری نا اہلِ پاس جو سوال کنا ہے وو جیونا نیئں مرنا ہے۔ بلکہ مرنا بہتر ہے۔ اپنے جیو پر قصد کرنا بہتر ہے۔ شرم کے آدمی اچھے سوں جانے جس میں شرم نیں وہ شرم کے آدمی کوں کیا پچھانے، اپنے ایماں سوں رہنے "الحیاء تمنع الرزق" کے معنی جکوئی جانتے ہیں، حیا کے لوگ اکثر رزق کے باب تنگی سوں گزران تے ہیں۔ دنیا چھوٹیاں کی ہے، دغا بازاں کی ہے، بے ایمان کی ہے۔ یہ خوبی جانتے ہیں حق کڑوا ہے یو کڑوا جیسے میٹھا لگا وو بڑا اس باٹ میں پاوں پھسلتا ہے ہر کوئی نیں کھڑا ہونا اگر کسی میں بات سمجھنے کا مایا ہے تو حدیث میں "الحق مُرٌّ" بھی آیا ہے اگر توں موں کار کھنے منگتا پانی تو غم کوں کھا انکھیاں کے انچھو پی اے سارے بھلیاں کی زندگانی۔ اصل بغیر اصلات کوں پاتا بھلے آدمی کوں اصالت سنبھالنے جیو پر آتا ہے لا علاج کو سکال دوکال ہوتا ہے تو مردار بھی حلال ہوتا ہے بھلے آدمیاں تے کس پاس منگیا نیں جاتا۔ انوں پر یو واقعہ فاقہ آتا۔ بھلے آدمیاں کا منگنا ایک اشارت ہے یا نیئں تو ایک بات کرتا ہے اتنے میں کام ہوا تو ہوا نیئں تو اس کام تے درگذرنا ہے۔ پچھیں خدا جلا دے گا تو جیویگے نیئں تو

مریں گے بھلے آدمیاں کا کرنا اتنا چہ ہے بھی کیا کریں گے دنیا دو دیس کی دکھ اچھا یا سکھ جوں تیوں یاں وقت گزر جاتا ہے۔ واں دیکھیں بُریاں کا کیا حال ہے ہور بھلیان کے ہات میں کیا آتا ہے۔ خدا بولیا سو سچ ہے رسول بولیا سو سچ ہے وہاں تو بھلے برے کا یو سچ پکار ہوئے گا سو عزت گنوائے گا، خوار ہوئے گا، شرمسار ہوئے گا خاطر لیا بھلے لوگاں کوں خدا ہور رسول کے بات کا تقوا ہے نیں تو دنیا میں جیو بھی نہیں سکتے یہاں خوب سمجھ کر یہاں کی امید چھوڑے ہیں۔ امید دہانچہ کی رکھتے۔ بھلے لوگاں اسی تے دنیا چھوڑے ہیں بھلے آدمی کاش کے دنیا میں نہ آتے تو برے لوگاں ایتی جفانہ پاتے۔ برے لوگاں شہر میں کوچے کوچے بھرے ہیں۔ برے لوگاں بھلیاں کوں بُرے کرے ہیں۔ بُرے لوکاں بہوت بھلے لوکاں تھوڑے، بھلے لوگاں سوں بھلا ہو تیو یاری جوڑے جیتا جیے بھی آخر مرنا ہے ایتے خاطر کیا کرنا ہے۔ جیو دکھنی مشل ہے مرنا مرنا چوکے نا ایس مرنا جو کوئی تھوکے نا جنوں تحقیق جانے کہ پیدا کرنہارا ایک خدا ہے انو کا راہ دوش انو کا چلنت جدا ہے۔ برے لوگاں اگر خدا ہے کر جانتے تو بھلے ہو کر اچھے بُرائی کوں پچھانتے کچھ خدا کا ڈر دھرتے بُرے کاماں ہرگز نہ کرتے خدا ہے کر جاننا بہوت مشکل ہے اس کی وحدانیت کو پچھاننا بہوت مشکل ہے۔ جس کے بُرے فعل دور ہوئے اسے جاننا کہ یو خدا کوں ہے کر جانتا ہے اپس کے پیدا کرنہارے کو پچھانیا ہے۔ دیکھنے کے انگے کچھ کیا جاتا ہے دیکھنے کے انگے قدرت کا ماں لیا جاتا ہے۔ جکوی کہتے ہیں کہ خدا سمیع ہے بصیر ہے قادر ہے علیم ہے کر جانتے ہیں تو یو ہوتا نیں یو باتاں ہیں جاننے کی نشانی فعل نیک ہے دیگر باقی اپنی خاطر حکایتاں ہیں بارے ناموس پاشاہ کے حضور نظر راز کا پردہ پھاڑیا۔ اس تازہ آب حیات کی بات کاڑیا ناموس بولیا کہ اس تازہ آب حیات کا قصہ ایک تاویل دھرتا ہے۔ ایک تمثیل دھرتا ہے۔ ہر یکے کوئی آکر تا سمجھ کر اس ستھار بات کرتا ہے عقل کوں بول لگتا ہے عقل کوں بول لگتا ہے فہم پر گھات کرتا ہے یو بڑا ایک پیکھنا ہے۔ یہاں اندیشہ کر دیکھنا ہے۔ آب حیات کتے سو وو آب حیات مرد کے موں کا پانی جو لگن یو پانی تو لگن مرد کی زندگانی۔ اس پانی کی خاطر لوگاں مرتے کیا کیا مشقت جو نیں سو کرتے ؎

یو سکندر کوں نئیں ملیا یک جام
زور ہور زر سوں نئیں یو ہوتا کام

جوں حافظ طبیعت کا تا یو کتا

سکندر رانمی بخشند آبے

بزور و زر میسر نیست ایں کار

یو پانی روشنائی میں ہے ظلمات میں نئیں۔ یو پانی خدا دیوے کسی کے ہات میں نئیں یو پانی ہوے تو حیات خوب یو پانی ہوئے تو سب بات خوب یو پانی کے مانے پانی رکھیا سو جانے۔ جیو اس تے پانا یو چہ پرانی ہے دنیا میں جکچہ ہے سو یو چہ پانی ہے فرد ع

دین و دنیا کی خوبی بھی نیم ہور دھرم ہے

ایمان کی نشانی سو مرد کوں شرم ہے

کر کتے ہیں "الحیاء من الایمان" حضرت کا حدیث ہے یو تحقیق جان۔ اگر اس آب حیات کی کچھ بات ہے تو حیا میں یو آب ہے۔ بیں بو لیا نشان آتال تو سمجھ پچھان کھول کھیا اس بات کے چھپے معنے آتال اس پانی سوں تجے کچھ کام اچھے گا تو توں جانے۔ نظر بولیا کے ناموس بادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ ظل اللہ توں مرد ہے، فرد ہے، ہمدرد ہے نیم دھرم تجھ کنے رہتا ہے تو جکچہ کتا سو سچ کتا ہے۔ مجھے تیری بات کرے شہ مات سونے کے پانی سوں لکو رکھنا۔ یو میری بات فرد ع

آدمی نئیں وو جس منے کچھ نام و ننگ نئیں

آدمی نئیں وو جس متے آدمی کے ڈھنگ نئیں

وے مدعا میرا کچھ اور ہے مرے مدعے میں ہنوز شر و شور ہے۔ وہ آب حیات جو میں منگتا ہوں اُسے کوں پچھانے۔ کاں اچھے گا سو خدا جانے۔ بیت ع

چلیا امید کوں امید کوں بر لیاوے

وو نا امید ہوا تا امید توں پاوے

نظر ناموس بادشاہ کوں عالم پناہ کوں سلام کر کچھ کلام کر چلیا، نشان اس آب حیات کا کئیں نئیں پایا کر بھوت تلملیا کام تا خیر ہوا دیگر ہوا بھی یاد کر اس دل کی یاری خدا سوں لگایا امیدواری۔ جاتے جاتے تلملاتے تلملاتے جیفے کھاتے کھاتے باٹ میں دیکھیا ایک ڈونگر عظیم الشان ڈسرا سمان ہر یک کھورے میں اس کے چاند سورج کا مکاں ہر یک جھاڑ کا بیل اس پر جوں کہکشاں خیال کا ہاتھ اس پر نئیں انپڑتا خیال چڑچڑ کر پڑتا۔ نظر اس کی بلندی پر نئیں جاتی کھواتی

بھی پھر پھر آتی جیو نئیں لا سیا۔ اس ڈونگر کے نزدیک گیا وہاں کے لوکاں کو پوچھیا کہ اس جاگا کوں کیا کہتے ہیں۔ یہاں کون رہتے ہیں بیت ؏

خدا کریم ہے سب کوں مگر میں تی کاٹے
کسی کے مکر کے پھاندے کسی کو نا پاڑے

الغرض کہ یو ڈونگر ہے زہد و زرق کا آشیانہ مشکل ہے۔ اس ڈونگر پر یکایک جانا اس ڈونگر پر ایک کہنا بڈھا اچھتا ہے رات دیس اس سے پرسن ہوا ہے پر میں اس کا ناؤں زرق مکر ہور اس میں کچھ نئیں فرق نظر کوں بہوت تھی طلب کی آس، باد ہو کر ڈونگر پر چڑیا گیا زرق کے پاس آنے کہیا اے پیر سلام صاحب تدبیر سلام اُنے کہیا اے جوان علیک سلام علیک سلام۔ یو بے غرض اسے غرض تمام۔ خدا کرے تو ہوئے یو کام بیت ؏

یو کاں کا دو کاں کا یو دونو ہوائی
تماشا عجب ہے نوی آشنائی

زرق کہا کہ یہاں تو کیا آیا۔ کون تجے یہاں لیایا کون تجے یو باٹ دکھلایا۔ یہاں کیا ہے تیرا کام حیران ہوں بن نہیں ہوتا تمام۔ نظر اپنے دل کی گانٹھ کھولیا۔ اس تازے آب حیات کا قصا بولیا زرق کہیا آب حیات کا چشمہ کتے سوں نہ کس باغ میں ہے نہ کس کشت میں ہے وو ایک چشمہ تو کتا بہشت میں ہے توں اس چشمے کوں دھونڈتا دنیا میانے اس کا نشان کوئی کیا سمجے کیا جانے۔ فرد ؏

یو غرضی ہے پوچھے بغیر نہیں رہتا
یو کچھ پوچھتا وو آسے کچھ کہتا

غرض اگر تجے ہونا چہ ہے یو پانی تو عاشق کے انجھواں میں ہے۔ اس پانی کی نشانی۔ عاشق کے آنجھو کا پانی کیا ہے عشق کی خوے اس پانی تے کیا عجب جو موا سو جیوتا ہوئے مسیحا کا دم اس پانی تے فیض پایا مسیحا اس پانی تے موے کوں جلایا۔ پانی کے ہر قطرے میں لاکھ فیضاں اگر کوئی پچھانے یو چہ پانی آب حیات ہے اگر کوئی جانے فرد ؏

جو اپنے رونے تے محظوظ ہیں دردمنداں
سو ہنسی تے نئیں پاتے ہیں حظ یو محبوباں

چنداں کس کس لذت بھرے درد انسو انکھیاں میں تے پڑتا ہے بند ایک ایک اگر تو عاشق

ہے تو بند بند کا لذت دیکھ۔ اس غم میں کیوں خوشی آئی۔ اس کڑوائی میں کون رکھے میٹھائی۔ کانٹیاں تے پھول کی باس کون لیا ہے۔ آگ میں پانی ہے وو پانی کون پیا ہے۔ وو بھنورا کاں ہے جو یو باس لیوے وو پروانہ کاں ہے جو یو پانی پیوے، ہور اس پانی کی خبر دیوے۔ یو قطرا ہے بہوت لذت بھریا ہر قطرے میں سو سو دریا۔ مجھے معلوم تھا سو کیا عرض۔ اتال توں جاننے تیرا فرض۔ نظر ہنس کر زرق کوں چیلے کے برق کوں بولیا ہو توں بی کتا ہے سو اس میں ایک مانا ہے۔ وے یو مانا پاتا ہے مکر کتے تھے وے یہاں کچھ مکر نہیں دسیا۔ تمام میٹھا بغیر شکر کچھ نہیں دسیا۔ شاباش انجھوان کا عجب بیان کیا ہے عاشقاں کا خاطر نشان کیا۔ عاشقاں کے انکھیاں کے آنسو ایسے ہیں جوں توں کتا دیسے ہیں۔ جس انکھیاں کو دیدار کی لگی حیرانی اس انکھیاں کا کیوں نہ ہوئے ایسا پانی قولہ تعالیٰ "وقلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ" یعنی مسلماناں کا دل خدا کا عرش ہے یو پانی اس عرش میں تے آتا ہے۔ عاشقاں کے انکھیاں کے کنگوریاں پر تے جاتا ہے نعوذ باللہ یو پانی اگر قہر میں آوے، دریا کوں ڈوباوے۔ نوح کا طوفاں اس پانی کا ایک قطرا کر جان۔ اس پانی کا بہوت ادب دھرنا۔ اس پانی سوں بے ادبی نہ کرنا۔ اس پانی سوں بہوت ڈرنا۔ یوں پانی اگر مہر کی موج آجاوے تل میں عالم کوں گلستان کر دکھلادے پھول کوں پھلواڑی کرے۔ باڑ کوں باڑی۔ پات کو جھاڑ کرے۔ کنکر کوں پہاڑ کرے ذرے کوں آفتاب کرے۔ آتش کوں آب کرے گدا کوں بادشاہ کرے، ستارے کوں ماہ کرے۔ تیرا سخن مجھے خوش دیا۔ تیری بات تے میں بہوت حظ کیا، عجب فہم دھرتا ہے شاباش بہوت سچ سوں بات کرتا ہے توں کہیا سو بات بی میری بات میں ہے وو دیس بی اس رات میں ہے۔ توں جو موتی سٹیا ہیں چنیا دے مراد مدعا کچھ جدا ہے کس تے کیا ہوئے گا اتال خدا ہے۔ یو کہہ وہاں تے اٹھیا اس کی خدمت کے بند میں تے چھٹیا۔ اس کام پر یوں لگی قفاء جاتا ہوں کر لگیا رضا۔ اس فکر تے چلیا اس جنگل میں دیکھتا ہے جو یکایک کو نظر آیا آسمان پڑیا تھا اس کا سایا۔ سات زمین اس کوٹ کے یک طرف کا پایا۔ ہر یک کنگورا اس کا عرش کا ہم سایا۔ ایسا کوٹ دینا نیں آج لگن کوئی پادشاہ نہیں بندھ یا [illegible] پچھ قدرت تے مستعد ہو آیا فرد

عجب کوٹ اوٹ ہے کیتا بکھانوں
کہ حلقہ اژدھا مار یا ہے جانوں

اس کوٹ کنے آکر وہاں کے لوکاں کی روش پاکر پوچھیا کہ اس کوٹ کا ناوں کیا ہے سا اس کوٹ کے بادشاہ کا ناوں [illegible] ہے۔ اس کوٹ کے پاشاہ کی کیسی ہے عدالت۔ وہاں کے لوکاں بولے

کہ اس کوٹ کا ناوں ہدایت اور اس کوٹ کے پادشاہ کا ناوں ہمت۔ فرد ع

ہدایت لگ تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوئے ہدایت سوں
نظر نے لئی جفا دیکھیا لگیا اب کام ہمت سوں

نظر بولیا کہ شکر الحمد اللہ اپنا دیکھ دیکھے سو دھن بارے انپڑے ہمت لگن۔ آتا ل خدا ہمت دیوے۔ خدا فرصت دیوے۔ ہمت تے کچھ ہمت پاویں۔ مراد اپنی بولیا دیں ہمت تے نیست ہوتا ہست دنیا میں ہمت بڑی بست۔ عقل ہمت تے پکڑتی بلندی۔ ہمت کے سر ہے تمام ارجمندی۔ ہمت کاڑی کوں ہوئے تو پہاڑ کوں زیر کرے قطرے کوں ہمت ہوئے تو دریا سوں دعوا دھرے۔ ہمت تے نمنا بڑا ہوتا۔ ہمت تے پڑیا سو کھڑیا ہوتا۔ ماں ہمت باپ ہمت۔ پیر ہمت مرشد ہمت۔ جکچھ ہے سو ہمت۔ ہمت جس مرد میں کچھ اس مرد پر رحمت رحمت ہزار رحمت۔ بیت ع

وہی مرد جو ہمیشہ ہمت سوں ہمدست ہے
ہمت خدا کے خزانے کی خاص کچھ بست ہے

بڑا ای مفت نہیں آئی۔ جتنی ہمت آتی بڑائی۔ ہمت جنے گنوایا انے دنیا میں کیا پایا۔ ہمت کی صفت جوں ہے تیوں کوئی کر سی نا۔ ہمت کی صفت جیتا کہے بھی سر سی نامردان کی ہمت، عاشقاں صاحب درداں کوں ہمت۔ فرداں کوں ہمت۔ کیا کام آوے رس نئیں سو گانڈا جس میں ہمت نئیں سو خالی بھانڈا بیت ع

جیکچھ خوبی ہے سو ہمت کے باب ہے
ہمت ناوں لینا بھی لئی صواب ہے

ہمت مرداں کا سنگار۔ ہمت صاحب درداں کا آدھار۔ ہمت سوں راضی الہی پروردگار۔ ہمت تعلیم خانے میں چپٹ ہوشیار اچھ ہمت نکوسٹ ہمت مرداں کی سنگھاتی۔ ہمت کوں خدا منگتا ہمت خدا کی بھاتی۔ غرض مرد کوں ہمت مطلوب ہے۔ بجو تیچ خوب ہے۔ القصہ جاسوس نظر ہمت پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ سوں جا کر ملیا کہ خدمت کرے عظمت پاوے نامرادی جاوے مراد آوے۔ محنت کا جھاڑ راحت کے پھل بار لیاوے بیت ع

غرض دھرتا ہے نئیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کوں
جکوئی سیوا کرے کس کی سو کچھ مقصود پانے کوں

سینا ہو خفا کو لگ یو جفا۔ خدا جانے کدھاں ہونا تھا نفا۔ نظر کا خاطر وہاں تک جمیا۔ چند روز ہمت کی خدمت میں گمیا۔ گتے گتے ہمت کنے ایک دیس اس تازے آب حیات کی بات کہیا۔ ہمت سن ہنسیا۔ ہنس کر بھی رو دیا۔ انجھواں سوں موں دھویا۔ لہو کوں پانی میں گھولیا ہور بولیا اس تازے آب حیات کی بات کنے طاقت نئیں مجہ منے۔ یو آب حیات تو ہے یو شہد یو نبات تو ہے۔ وَلے بات کنیں اثر چڑیا۔ آدمی بے ہوش ہو پڑیا رگے رگ میں لہو کو آنا جوش یو عالم سب فراموش یو بات بہوت تند ہور تیز ناز آمیز خونی خوں ریز۔ اس بات تے پرہیز حذر کرے اسے نظر خوب نظر کر۔ اس بات تے درگذر کر بلکہ دُسریاں کوں بی خبر کر۔ بہت لوگاں اس باٹ میں اگر جیواں گنوائے ہیں، ایمان پر بات لیائے ہیں۔ صنعاں نے تین سو ساٹھ مریداں سوں مصحف کوں جالیا سور چرایا شراب پیا اپس کوں کفر میں گھالیا۔ داود اس خاطر اپنے جیو پر اٹھے ایکس کوں جیوں مارے خدا کوں بسارے ایسا کئے جو آخر پچتا کر کمر بلا لیے مجنوں جیو تے اٹھیا اپنا ہوا پی گھٹیا۔ مجنوں کا سینا پھٹیا اس خاطر زلیخا نے کیا کری شرم تے الٹی جیو تے نئیں ڈری۔ طالب تھی بچاری سچی کا کلوت میں آکر یوسف پر کیا کیا فتوے رچی۔ مرد کوں بے ہمتی خوش نئیں آتی جسے ہمت ہے اُسے صاحب ہمت کی محبت بھاتی توں بی یو بات سنتے کچہ کا کچھ ہوئے گا دیوانہ ہوئے گا ہیچ ہوئے گا بے تاب ہوئے گا بے آرام ہوئے گا چپ عالم میں بدنام ہوئے گا۔ بیت ع

شراب پیئے تو بھی کوئی نہیں ہوتا ماتا
حسن شراب کہ جس دیکھتے اثر آتا

تجھ میں نا نا رہی تیری سدھ بدھیں کاں کی عقل کاں کی بدھ۔ تٹے دل کوں جوڑ۔ اس بات کا دنیا لا چھوڑ۔ میں کہ ہمت ہوں سوں اس ٹھار میرا یو احوال، اتال دُسریاں کی بات کیا کہوں۔ دریاں کا کیا حال۔ نظر یو خبر سن بہوت اُکھا برا ہوا۔ چپ چت کا برا ہوا۔ معاملہ کچھ کا کچھ کھڑ با اندیشے میں پڑیا یو حیرت ہے اسے کون نہایت کوں انپڑیا، اس کوں انت نہیں کون اس کا انت پایا کر یو آب حیات، کہ اس آب حیات کی خاطر لیاں دلیاں تے یو جفا دیکھے گا کیا نفا دیکھے گا۔ تو کئے پچتائے آخر ہی پھر اپنی جاگا آئے۔ کوئی اس باٹ میں جا کر اپس کوں پورا نئیں انپڑایا۔ جس باٹ گیا تھا اس باٹ کا مقصود نئیں پایا۔ گر یا پھر یا ڈریا نئیں کریا۔ گرم دل بھی اگر اس آب حیات کی خبر پاوے گا تو کیا نہایت کوں انپڑاوے گا۔ اگر دل کے ادھر دیکھتا ہوں تو دل کے فائدے کیا بہوت باتاں ہیں اگر جیو کے رہنے کا کچھ فکر کرتا ہوں تو لی حکایتاں ہیں میانے

میاں بچارا اڑیا۔ بچارے پر مشکل کھڑیا۔ بیت ؎

نفر شہاں کئے کوی دور اندیش ہوئے تو خوب
کہ زیر کام نہ ہوئے کام پیش ہوئے تو خوب

ولے عاشق کوں قابل کی بات خاطر میں کاں آتی۔ پند کسی کی کاں بھاتی، دوستی جا کر دشمنی بساتی۔ دل میری بات کاں مانے گا اگر بولوں گا دشمن کر جانے گا بیت ؎

جلوی خوب کوں کہے اور کوئی برا مانے
نہ بول بول کہ کیا کام سچے پچھانے

کہیا خوب مت سوں چیت دھرنا اتال کیا کرتا کیا سکے کیا ہوے جسے خدا ہمت دیوے سو کرے دل کے دل میں میری ہے آس میں بھی انپڑیا ہوں ہمت پاس۔ بارے یاں لگ آیا ہوں مقصود کو جگایا ہوں۔ کام ہوتا چہ بھلا کم ہمتی کا خطرہ سوتا چہ بھلا۔ ڈریاں کا قصہ سناؤں گا دل کوں بی ہمت پر لیاؤں گا۔ دل ہے آخر یو کام کچھ کرے گا۔ بالذت مردانہ ہے مردانگی پر دل دھرے گا۔ ہرگز نہ ڈرے گا دل کوں بی کہوں گا کہ کرتے تو کیا ولے ہوشیار رہے حیلے۔ مردان میں ٹھاون اچھنا۔ کچھ ناوں اچھنا کہ ارے سن رے دل کام کیا جائے وے کام نبھانا مشکل یو بولیا ہوں تیری خاطر میں کچھ اختیار کرتا ہوں تجھے اپنے کٹار ہوشیار کرتا ہوں۔

بیت ؎

نفر و ہیچ کہ صاحب کے کام پر جیو دے
اپس کے کام کوں سٹ دیوے نام پر جیو دے

کہ میں نفر تیرا تو صاحب میرا، تیرا نیم دھرم میرا شرم۔ صاحب کی بزرگی نفر کی بڑائی یکوئی نفراں خوب ہیں دایم انو کوں ایسیچ عقل آئی ایسیچ عقل تے انو کی بڑھائی ایسا کچھ اندیشہ کر قدم کچھ پیش کر ہمت کوں بولیا کر توں بادشاہ توں ہمت توں فتح توں نصرت توں صاحب ملک توں صاحب مملکت توں صاحب دین تو صاحب دولت توں ہمت مجھے میرے کام کوں ہمت دے ہمت کی کچھ مت دے۔ ہمت تے ہمت خوب ہے۔ ہمت مطلوب ہے تیرا جیو نیکیں رہیا توں یو بات البتہ میرا جیو دیکھنے کمیا۔ نئیں تو توں ہمت تجھے یو بات کدھر تجھے اس بات پر کہاں نظر توں سعادت مند توں ہمت ہمت بلند۔ جہاں تے ہمت ہاری پچھن وہاں تمام خواری جو لگ خدا کی خدائی قائم تو لگ ہمت قائم ہمت دائم ؏

مجھے کیا ہے توں بیدل یو کیا غفل کرتا
ہوے سو کام میں میرے تو کی اہمال کرتا

خوب خدا خاطر جیوں تیوں اس آب حیات کی بات توں بول اتال دل کوں کھول جو اس کے اڑتے کیا ہوتا ہے۔ گھڑی بھر ایک جاگا دونوں مست ہو کر پڑیں۔ ایکس کے ایک گلے لگ لگ ٹک ہنسیں ٹک روئیں ٹک چڑ بچڑیں یو بی ایک تماشہ دیکھیں، اس معاملے کوں بے خطر لیا دیکھیں یو بی ایک عالم ہے آخر عوشیچہ ہے کیا غم ہے۔ یک ساعت مست اچھیں اپس میں اپے ہمدست اچھیں دونوں بی مست دونوں بی مے پرست دونوں بھی دانے، دونوں بی توانے، دونوں بی دانشمند ایکس سوں ایک بچارے ایکس کوں ایک دے پند آج لگن عاقل تھے ایک دیس دیوانے اچھیں یو بی ایک گل ریزی ہے دیکھیں اچھیں، جانے اچھیں پیرت تپلی کیوں کھڑتی نادن تے مستی کیوں چڑتی۔ کوی کتے یو بات خرافات ہے ناداں نے مستی چڑنا بھوت بڑی بات ہے۔ فرد ؏

نفا ہے کیا جو چھپا راکھے دل منے دھر کر
جو کام دل منے آوے دو دیکھنا کر کر

توں ہمت توں صاحب شوکت بارے ہمنا کچھ فیض انپڑے تیری دولت مقصود سنپڑے دل کو کھول وو آب حیات کاں ہے اس کا نشان بول۔ کیتا تپاوے گا۔ صبوری کرتے جیو جاوے گا۔ ہمت نظر کوں بہوت کیا پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسیا کہا شاباش تجے اس کام پر بہوت ہم ہے توں بہوت ثابت قدم ہے جس کا نفر ایسا اچھے گا۔ اس کا صاحب کیسا اچھے گا۔ فرد ؏

نفر جسے کتے دنیا میں وہ نفر کاں ہے
نفر سیچ کھواتے کسے خبر کاں ہے

نفر ایسا اچھنا جو صاحب کا نام کرے، اپنا کام کرے نفر وو جو اپنے کام تے صاحب کا کام اگلا جانے۔ نفر وو صاحب نئیں کہے لگ صاحب کا خیال پچھانے نفر کوں بہوت عقل کا مکت اچھنا جاں ایسا صاحب ایسا نفر وان کام فتح و ظفر اتال کیا ہے ڈر۔ جکوی ہے دانا جکوی سمجتا ہے بات کا مانا وو نفر کوں دیکھ صاحب کا مقدار جانتا ہے کہ اس نفر کا صاحب اتینچہ عقل اتینچہ نام کا ہے اتینچہ تدبیر اتینچہ کام کا ہے۔ نفر کوں کئیں مقصود کوں بھیجے تو بہت فکر کرنا۔ عاقل لوگاں بہوت تماشے کے ہیں بہوت ڈرنا۔ جو کوئی داناں ہیں دانشمند کھواتے بات تیچہ میں بات کوں سمجھ جاتے۔ عاقلاں نے عقل سوں ملک گیری کیے ہیں اجالا پاڑے ہیں۔ روشن ضمیری کیے ہیں جو عقل ہور فکر پر آئے

ہیں تھوڑے کوں بہوت کر دکھلاے ہیں۔ تدبیراں کیے ہیں ملکاں لیے ہیں۔اگر عقل کوں ٹک ہمت کی چاشنی دیا جائے توجو بی کچھ کام کیا جائے جیتا عقل جیتا گیان ہے تو کل بھی میاں نے میاں ہے۔ مرداں کوں ایک عقل ہے کہ اس کا ناوں دیوانگی مردانگی۔مرداں کوں دو بہوت بھاتی دو عقل آڑے وقت پر کام آتی۔ یو عقل نئیں سب کے۔ مگر خدا دیوے جسے بعضے لوگاں ایسے لوگاں کو دیوانے کتے انو کیا جانے کتے۔ دراصل اپس میں نئیں ہے اتنی سمج، کیا سمجیں گے دلنے دیوانیاں کے رج۔ انو چپ باتاں کرتے آکر میاں نے آخر بھلے برے کے پارسو دیوانے۔تدبیر رج سوں اچھے تو سواد ہے کام سمج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے۔ جس تدابیر میں رج نئیں واں عزت کوں کچ سج بنئیں۔ ایسی تدبیر کا پایا قائم نئیں اچھتا دایم رہے گا کر جا شاوے دایم نئیں اچھتا۔ دشمن کوں زیر کرنے ہیش ہوناپار بر۔ دشمن تل تل کی لیتا ہے خبر۔ آج کیا کھایا کیا پیا آج کس سوں کیا بات کیا آج کیا تدبیر کرتا ہے۔ آج کیا قصد دھرتا ہے۔ آج کس کنے کی کیا لایا۔ آج کسے کیا دیا، آج کہاں بیٹھا کہاں سوتا، آج گھر میں اندیشا ہوتا یوں بی پر مثال لئی دیتا نزدیک کے لوکاں کو باند لیتا۔ یو غافل بچارا خبر نئیں دھرتا۔ جکچھ اپس کوں بھائے سو کرتا۔ یو تو سب کوں بھلے کر جانتا۔ سب کوں مانتا۔ اس کا تو سب پر اعتبار ہوے بعضے نزدیک کے لوکاں دشمن کے خبردار۔ پیچے دشمن پورے دھتیار ہے تو انو چہ دشمن کوں خبر انپڑاں ہارے۔ دنیا ایسی ہے جو اس دنیا خاطر لوکاں نے ماں باپ کو مارے ہیں سگے بھایاں نے سگے بھایاں سو عداوت سارے ہیں دنیا ماں، دنیا باپ، دنیا بھائی آخر یو دنیا کسی کی ہو نئیں آئی۔ دنیا کے لوکاں بہوت مست، بہوت بے خبر، خدا رسول انوں کو کدھر انیو کا ماں باپ انیو کا خدا رسول سوزر۔ رام جو جان کر رادن پر آئے۔ گھر کے بھیدی تے لنکا جائے رام جو راون پر آیا۔ مایا دے کر بھائی کو بھائی مارنے فرمایا۔ سگے بھائی کوں یاں پتیایانا جائے، نفر چاکر تو بے گانا نفر چاکر پر یکایک کیوں پتیار آئے۔ دنیا میں ہر ایک کام کوں وسیلے بھوت ہے، دنیا دغا باز ہے دنیا میں مکر ہور حیلے بہوت ہے۔ ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سوں کچھ کام دھرتا ہے تو اس کے نزدیک کے لوگاں کوں بی کچھ دے کر اپنے چاکر کرتا۔ اس کے بندے جو اپنے ہوے چاکر تو کام دیتا کا بند بیٹھا ہے آکر جو اس کے ارکان دولت اپس سوں کیے قول و قرار پچھیں انو کے پادشاہ کے دل کوں پھراتے کیتی بار۔ اول کے داناں لوگ بی یو نچہ فکراں دھونڈتے تھے اپس میں اپے بچار۔

بہوت کاماں ایسے تدبیراں سوں کیے جاں انوکوں کچھ مشکل پڑیا اس ٹھار۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے دلے جو کوی عاقل ہے وو اپنی جا گا بہوت ہوشیار ہے درو دیوارتے بچکنے کی جاگا ہے اپنے جیو کے یارتے بچکنے کی جاگا ہے فرد

شمعے خانہ ہم اسرار خوانی پارۂ کم کن
نہ نا محرم چہ غم حذر داری از یار محرم کن

جوں توں ایکس کوں اپنے جیو کی بات پتیا کر کتا کہ یو میرے جیو کا یار ہے۔ تیوں اس یار کوں بی ایک جیو کا پیار ہے۔ اس کا بی اس یار پر اعتبار ہے یو راز کسے نابول سی اگر خاطر قرار ہے۔ اس بھروسے پر یو تیری راز کی بات جا کر اس اپنے جیو کے یار کنے کتا۔ آسے یار کر پتیایا ہے۔ جیوں نیئں رہتا جاں جیو پتیاتا، واں ہر یک بات کنے کوں دل میں کچھ ملاحظہ نہیں آتا۔ یونچہ یار کوں یار یار کوں یار کنے تے کتے بھیتر کی چھپی بات بھار جاتی۔ تدبیر کا بند ٹوٹیا یک آدھے وقت نیئں سوکنے کی بلا آتی۔ یار کوں یار کتے نفر سنیا جا کر سینا ایک بات پر چار باتاں زیاست بنیا۔ ایسیاں باتاں سنتے بھلے آدمیاں کے نقشاں چنتے۔ ہجوم لتا چوندھرتے ہوکھیں وو خلوت میں کی مخفی بات کوچے کوچے بازاریں بازار پھرتے۔ اس بات کا یو ہے جڑ، اس جڑ کا اسے نیئں خبر۔ یو حیراں ہوتا پریشان ہوتا۔ کتا وائے یو بات تو میں خلوت میں فلانے سون کہا تھا وو بی ایک بہانے سوں کہا تھا۔ یو بات بھار کیوں پڑی۔ یو بات غیر ٹھار کیوں پڑی توں اپنی بات کوں اپے نیئں چھپا سکیا جب تو دوسرا تیری بات نا چھپا کر کسے بولے تو کیا عجب۔ ایکس کا مایا لینا ولے اپنا مایا کسے نا دینا۔ جتنا سکنا اتنا اپنا مقصود اپنے دل میں رکھنا دل کا یار سو یا کے پروردگار۔ جنے ہر کسے پتیایا اونے دغا کھایا اگر کوئی کسے پتیا کر اپنے راز کی بات بولے تو آسے یوں چھپانا جیوں اپنی شرم تو اسے کتے ہیں نیم اسے کتے ہیں دھرم۔ ہزار جیو کا یار اچھے تو بی کوئی اپنی شرم دیکھلاتا ہے۔ اپنا شرم دکھلانا کسے خوش آتا ہے۔ ایسا کام ہرگز کسے بھاتا ہے۔ امانت میں خیانت کرنا بھلے آدمی کا کام نیئں۔

(سب رس۔ مطبوعہ)

میراں جی خدانما

میراں جی خدانما خواجہ بندہ نواز کے سلسلۂ فیض کے ایک شاعر و ادیب گذرے ہیں۔ مختلف ادبی تاریخوں اور تذکروں میں آپ کا نام سید حسن خدا نما، میراں جی کاروانی عرف میراں جی خدانما، سید شاہ میراں جی خدانما اور سید میراں خدانما تحریر کیا ہوا ملتا ہے۔ آپ کے معتقدین نے آپ کے تقدس سے متاثر ہو کر آپ کو خدانما کا لقب دیا تھا۔ میراں جی سید تھے اور میراںؔ تخلص اختیار کیا تھا۔ آپ کے ایک خلیفہ میراں یعقوب کی کتاب "شمائل الاتقیاء" کے ایک بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ ۱۰۰۴ھ میں پیدا ہوئے تھے "مشکوٰۃ النبوت" کے مصنف نے لکھا ہے کہ میراں جی خدانما عبداللہ قطب شاہ کے ملازم تھے اور بادشاہ نے ۱۰۲۵ھ تا ۱۰۲۸ھ بعض امور مملکت کے سلسلہ میں انھیں بیجاپور روانہ کیا تھا۔ یہاں امین الدین اعلیٰ نے انھیں خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر حیدرآباد بھیجا تھا۔ حیدرآباد واپس آکر میراں جی نے ملازمت ترک کر دی اور تدریس اور رشد و ہدایت کے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔ چشتیہ سلسلے کے علاوہ قادریہ سلسلے میں بھی خدانما نے شیخ محمود بلطف معبود راز دان سے خلافت حاصل کی تھی۔ ان کا سنہ وفات ۱۰۷۴ھ بتایا جاتا ہے۔ آپ کے فرزند علی امین الدین بھی خدا ترس اور حق رسیدہ بزرگ تھے۔

میراں جی خدانما کا شمار ان قدیم نثر نگاروں میں ہوتا ہے جن کی تصانیف نے اردو نثر کی راہ متعین کی اور اس کا معیار قائم کیا۔ میراں جی کے تینوں رسالوں "شرح شرح تمہیدات عین القضات" "رسالہ وجودیہ" اور "رسالہ مرغوب القلوب" میں مسائل تصوف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اول الذکر عبداللہ بن محمد عین القضات ہمدانی کی عربی تصنیف "تمہیدات ہمدانی"

کا آزاد ترجمہ ہے خواجہ بندہ نواز نے بھی فارسی میں اس کی شرح لکھی تھی، جس سے خدانما نے خوشہ چینی کی ہے۔ ان کی زبان پر قدامت کی چھاپ گہری نہیں۔ ان کی نثر عام فہم اور سلیس ہے۔ گنجلک اور پیچیدہ عبارتیں کہیں نظر نہیں آتیں۔ کہیں کہیں قافیے سے بھی کام لیا ہے۔ خدانما کی نثر کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ مثالوں کے ذریعے سے اپنے مافی الضمیر کی وضاحت کرتے ہیں اور یہ مثالیں انھوں نے روزمرہ زندگی سے اخذ کی ہیں کیوں کہ ان کے مخاطب ایسے عوام تھے جن کے لیے تصوف کے اسرار و رموز کی تفہیم آسان نہیں تھی۔ خدانما نے ان کی عملی اور ذہنی استعداد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے مطالب کی سادہ زبان میں مثالوں کی مدد سے اچھی صراحت کی ہے۔

شرح شرح تمہیدات عین القضات

اللہ بڑا صاحب ہے اس کو بہوت سرانا ہور بہوت نواز نا کہ اس کی خدائی تھے دونو عالم پیدا کرنے میں عقل کیاں انکھیاں حیران ہیں خدا دائم قایم ہے اس کی بزرگی کا مہر سب پر ہے ہور خدا ایکیلا ہے پیدا کرتا ہور مارتا ہے سب کوں نہ اپنے ہاتوں کرتا ہے نہ دوسرے کوں فرماتا ہے۔ ہو کنے سیں دونوں عالم ہو کر آئے یک اشارت میں دوجی بار کا حاجت نہیں کہنے کا۔ خدا تعالیٰ ایسا پاک ہے او کسے ایسا نہیں۔ خدا کو صورت نہیں۔ خدا پیدا کرنہار ہے۔ قولہ تعالیٰ الا لہ الخلق والامر خدا کہیا تمیں منجے بوجھو میں تمنا پیدا کیا ہور کام فرمایا اس بدل ایسا صفت خدا کا ہے۔ پیدا کیا طبقات سات آسمان کے ہور روشن کیا چاند احبت تاریاں سوں۔ خدا بادشاہ ہے۔ خدا کا بندگی کرنا طاعت کرنا بہوت فکر سوں ہور بہت زاری سوں۔ خدا باج دوسرے کا بندگی کرنا نہیں۔ خدا کا صفت ایگانگی کا ہے۔ بہوت خوبیاں دیتا خوشیاں دیتا اپنا سب احوال کا خبر دیتا۔ خدا باج ای دینہارا دوسرا کوی نہیں۔ خدا دائم رہن ہارا ہے خدا کا کہنا دایم ای ہے قولہ تعالیٰ کل شئی ھالک الا وجہہ خدا کہیا سب شئی کو تبدیل ہے۔ خدا کی ذات کو نہیں۔ تبدیل کیا معنیٰ ہیں یک حال قرار نہیں۔ دل جانتا ہے گھری نہیں جاتا روح دیکھتا ہے گھڑی نہیں نور جان ہے نہ انجان دے جان پنا اپنے میں دوسرا حال بدلتا ہے۔ خدا کوں یوں نہیں دایم یک حال ہے قولہ تعالیٰ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت۔ خدا کہیا اس تن کوں فنا کروں گا ہور جیو کوں خوب صورت فرشتے کے ایسے دے کر رکھوں گا۔ اپس کوں بہایا تو او خدائے تعالیٰ سب جیو ماں سوں دائم تلاما چھپے گا خدائے تعالیٰ اس تھے بھی بہت خوبیاں دینہارا ہے ایسا دینہارا خدا باج دوسرا کوئی نہیں قولہ تعالیٰ لا الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ خدا کہیا میرا صفت اول بھی ویسا چہ ہے ایتاں آخر بی ویسا چہ ہے۔ او خدائے تعالیٰ ایسا سکتا ہے اس کے خبر دینے پر

سب عالم کوں تحقیق آیا۔ صالحاں پر سچے لوگاں پر بندگی کرنہاراں پر درست آیا۔ اس خدا کا بڑائی ایسا چہ ہے قولہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوہ ۔ خدا کہیا کہ اے محمد خدا ایسا بڑا صاحب ہے تمنا کوں اپنے مہرتے بڑای ہورائے خوبیاں دیا ہے تو تمیں اے راحت پاتے ہیں ہور کافراں بتاں کی بندگی کرتے ہیں۔ آنو راحت پاتے سو کبھی دنیا خدا تھی ہے نا کہ بتاں تھے ہور خدا تعالیٰ کہیا کافراں ناجان کر بتاں کوں شرک لیائے ہیں کر خدائے تعالیٰ کافراں کوں دوزخ دیوں گا کہیا آنو پر غصہ کیا اس بدل کیا جان کر بتاں کوں شرک لیائے کر ہور محمد صلعم پر دایم تحفہ بھیجیا بہوت ہور درود بھیجیا بہوت محمد کی پاک جاگا پر یعنی نور پر تحقیق اس محمد صلعم پر دایم تشریفاں ہور بخشثاں بہوت آنو پر انو کے یاراں پر ہور جے کوی کہ پیغمبر کے بوجہ میں سو لوگاں پر ہور اپنا دیدار ہور خوبیاں بہوت بہوت دیا خدائے تعالیٰ اینو سبوں تھی خوشنود ہے ہور راضی ہے کہ ای مسلماں ہیں بہوت ہور راضی ہیں بہوت خدا سوں لے سب نعمتاں ہور خوبیاں محمد کے کرم تھے مہر ہور خوبیاں۔

پہلا باب ظاہر باطن کے بیان میں

"بصیرۃ وبصارتؔ" اے معنے دیکھنے میں دیکھنا یعنے اس تن میں نورانی تن کوں دیکھنا اے دوست او لوگاں جو دیکھتے تھے پیغمبر کوں اس تن سوں تو پیغمبر صلعم کوں اے خطاب آیا خدائے تعالیٰ تھی قولہ تعالیٰ وتراہم ینظرون الیک وہم لایبصرون خدا کہیا کہ اے محمد او لوگاں تن سوں تجے دیکھتے ہیں وے تیرے نورانی تن سوں توں جیسا ہے ویسا نہیں دیکھتے۔ اے دوستاں ہور بی یوں کہتا ہوں مگر اے آیت تمیں قران میں تھے سنے ہیں ہور دیکھے بھی ہیں قولہ تعالیٰ قد جاءکم من اللہ نورٌ وکتابٌ مبین۔ خدا کہیا تحقیق آیا ہے تمنا کہنے کوں خدا تھے محمد ہور قران سو خدا کیاں باتاں ہیں ہور محمد ہور باطن قران سو محمد کا نور ہے سو محمد کوں نور کہتے ہیں قولہٗ تعالیٰ فاتبعوا النور الذی آنزل معہٗ خدا کہیا محمد جے کچ فرماتا ہے سو تمیں کرو بھیجیا ہوں تمنا پر پند کہنے۔ اے دوست تمیں قران کے حرفاں کالے دیکھتے ہیں۔ اچلے کا غذاں پر سو ظاہر قران یعنی خدا کیاں باتاں اس کالے ستراں میں نور تو نا دیکھیں اسے مخلوق کہتے ہیں ہور جس قران کوں خدا کہیا کاغذ خدا کہیا اس قران کوں کاغذ ہور حرفاں نہیں کہیا سو کون باطن قران ہے سو سمجھنا محمد کا نور اے جوں بست خلق

محمد مصطفیٰ صلعم کوں یک صورت سوں یک تن سوں یک آدمی کو دیکھتے وے یوں دیکھنہاریاں کوں
خدا کہو کہیا محمد کوں قولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم۔ خدا کہیا کہ اے محمد میں بھی تمنا چہ ایسا آدمی ہوں
ولے منجے فرشتہ اگر خبر بولتا ہے کہ اس لوگاں کوں کہو کہیا قولہ تعالیٰ قالو ما لھذا الرسول یاکلوا الطعام
ویمشی فی الاسواق خدا کہیا جے کوئی کہتے ہیں اے کہاں کا پیغمبر ہے اے ہمنا نچہ ایسا ہے کھانا کھاتا
بازاروں میں ہندتا ہے یوں کہے سو لوگاں لوگاں کوں کہو کہیا کہ میں تمنا چہ ایسا ہوں ولے پیغمبر
کوں نورانی تن سوں جیکوئی دیکھے سو دل جیو سوں تحقیق دیکھے ہیں پیغمبر صلعم کوں یک لاک چوبیس ہزار پیغمبراں
یوں بولے بعضے یوں کہے یا بار خدایا تمنا پیغمبراں کر پیدا کیا سو محمد کا امت کرتا تو خوب تھا ہور بعضے یوں بولے یا بار
خدایا ہمنا محمد کی صحبت میں تو بی رکھتا تو خوب تھا ہور بعضے پیغمبراں یوں کہے کہ بار خدا محمد کوں جیکچہ توں نعمت دیا سو انو کچھ ہمنا
سوں بانٹ دکھائے ایسا تبی کرتا تو خوب تھا اور سب پیغمبراں محمد کا درجا ہور انو کے امت کا درجا
بوجھ سو یوں امید رکھے اگر پیغمبر کے اس حالت ہیں ہور اس بڑائی میں ہور اس ولایت میں جیکوئی
محمد کوں آدمی کہے گا ہور آدمی کر جانے گا سو کافر ہوئے گا تو اے آیت پڑ دیکھ۔ قولہ تعالیٰ
فقالوا ابشر یھدوننا فکفروا اس کا معنے خدا کہیا جیکوی کہتے ہیں محمد کوں کہ اے آدمی ہمنا بات
دکھلاتے ہارا سو کافر ہے۔ پیغمبر اپے یوں فرمائے ہیں کہ انی لست کاحدکم یعنی کہے تحقیق میں
تمنا ایسا نہیں اس کے معنیٰ دو دوزا سوں ہوتے ہیں یک معنیٰ پیغمبر کہے ہیں کہ میں تمنا جیسا نہیں میرا
نور باطن میں دیکھتا ہوں ہور دوسرا معنیٰ تمارا باطن نور ہے سو او بھی میں دیکھتا ہوں۔ ہور تمنا
معلوم نہیں ہور قران کا حقیقت ہور پاک صفت بوجھنا سو محمد کا نور ہور جیکوی ولی خدا کے
ہیں انو کا بھی جینا ہور خوبی محمد کے نور سو نچہ پایا گیا ہے۔ او مقصود قران میں نہیں ولے
توں قراں میچہ دھونڈ مثلہ کوئی حلوے کا ترکیب کاغذ میں لکھے وے حلوا کاغذ میں نہیں وے
ترکیب ہے۔ ما بین الطرفین خدا کے کلام کوں دو طرف معنا لگتا ہے وے طالباں کوں قران
میں کتاب میں نو جنس سوں سمجھاتے ہیں حدیث قدسی ان للقران ظھراً و بطناً و لبطنہ بطناً
الی تسعۃ ابطن خدا کہیا تحقیق قراں بھیجے ہیں ہمیں ظاہر اس کے معنے میں معنے نو ہیں ہر ایک آیت
میں تمام قران کا معنیٰ ہے ظاہر کوں بھی نو معنیٰ ہور باطن کوں بی نو قران کے تجلیات کوں نہایت نہیں یعنی بہوت ہیں ہر
یک حرفاں کوں صورت ہے خدا جانتا ہے کہ سورتاں ہیں سو ہر یک حرف کوں چونکہ اس کے بولاں کوں صورتاں ہیں سو
ہر یک حرف کوں ہر یک نکتے کو کیتچہ معنے ہیں معنیٰ ہیں اس معنیٰ کوں موتا نہیں وے طالب کوں بوجھنے کے بدل نو معنے توں
کہوے ہیں حدیث قدسی انزل القران علی سبعۃ حرف کلھا شاف و کاف خدا کہیا ہمیں بھیجے ہیں قران

سو سات حرفاں ہیں اس میں تمام صحت ہے ہور اتنا بس ہے قرآن کا خوبی ہے سو جیکوئی باطن
کا مقصود معنا بوجھے ہیں انوکوں دکھلاتا ہے سات سورتاں سوں او چھپیا مقصود دستا ہے
سب سورتاں میں تمام مقصود حاصل ہے اس بدل خدا کہیا کہ جیکوئی قرآن پڑے ہیں سو خدا کے
خاص ہیں یعنی باطن بوجھے تو خاص ہیں جیکوئی یوں بوجھے ہیں انو کے نزدیک خدا کتاب دیا کہیا قولہ
تعالیٰ و عندہٗ اُمّ الکتاب۔ خدا کہیا تمارے نزدیک ہمیں کتاباں کی ماں دیئے ہیں سو محمد کا اندر دیئے
ہیں قرآن کے معنے کوں یوں انپڑے تو قرآن کا جیکچہ خوبی ہے سو اسے انپڑتا ہے۔ ان بخیت ہوتا
ہے بڑاں نا قرآن سوں کام ہے نا پڑنے سوں کام ہے نا کتاب سوں کام ہے چونکہ ان اسے ہور
اس کے ذوق کوں انپڑیا ہے یہاں کا مقصود یوں ہے اسے تن تا ہے اس تن باجہ یک نورانی تن
ہے اس میں ایسے صورت ایسا ہے اس معنیٰ تھی او معنے جدا ہے اس تن باج او تن جدا ہے اس
جیو باج او جیو جدا ہے حقیقت کا اس عالم باجہ او عالم جدا ہے۔

بیروں تر ازیں جہاں جہاں دگر است
جز دوزخ فردوس مکانِ مکان دگر است
آزاد نسبت زندہ بجاں دگر است
واں گوہر پاک شان زکان کانِ دگر است
مارا گویند کیں نشاں نشانِ دگر است
زیرا کہ جز ایں زباں زبانِ دگر است

اس کا معنیٰ اس عالم کے بھیتر یک عالم جدا ہے۔ ہور بہشت باج یک بہشت جدا ہے۔
دوزخ باج یک دوزخ جدا ہے جس تھی پیدا ہوا ہے جیو سو او جدا ہے۔ او ہیرا ہے سو
اس کہن سے جدا تھے جدا ہے۔ جیکچہ مرید کوں سمجھاتے ہیں اس نشانی تھی او نشانی جدا ہے ہور
اس زباں کے بولنے تھے او بولنا جدا ہے دلے آئے آیت یوں ہے قولہ تعالیٰ وما منّا الّا
لہٗ مقامٌ معلومٌ۔ خدا کہیا کہ اسے مقام کا سمجھ تمنا تھی تمنا نہیں ہے مگر خدا تھے یعنی محمد
باج سمجھنا نہیں یا پیر قولہ تعالیٰ واللہ فضّلَ بعضکم علیٰ بعضٍ فی الرزق اس کا معنا خدا تھے بڑائی
ہے بعضے کسی پر بعضے کسی کوں نعمتاں دیئے ہیں ہمیں اسے امید سگے رکتے ہیں۔ بزرگاں یک
کا یک قولہ تعالیٰ تلک الرسل فضّلنا بعضہم علیٰ بعض۔ خدا کہیا دیئے ہیں ہمیں بڑائی پیغمبراں کوں بعضیاں
پر بعضیاں کوں یعنی بعضے پیغمبراں پر موسیٰ کوں بڑائی نیابت ہے۔ بعضے پیغمبراں کوں میانے

جبرائیں تھا موسیٰ کوں ہور خدا سوں باتاں تھیا ہور عیسیٰ کوں بڑائی اے تھا باج باپ کے پیدا
کیا ہور محمد کوں سب بڑائی تھا سب مقاماں بوجھے تھے اینو معشوق تھے خدا عاشق تھا ہور
کوئی کہیں گے کہ محمد کوں باپ تھا تو خدا یوں کہیا ہے محمد کوں باپ نہیں دوسرے کسی کوں جوں
باپ ہے یوں قولہ تعالیٰ ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ۔ خدا کہیا نہیں ہے باپ محمد کسی کا تو
بیٹا بھی کسی کا نہیں ہے قولہ تعالیٰ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم خدا کہیا نہیں قتل کیے ہور
نہیں سولی دیئے عیسیٰ کوں اس کا دعوے دار ایسی صورت ایسا تھا اسے دیئے یعنی روح کوں
فنا نہیں کیے تن کوں فنا کیے یوں پیدا کیے ہیں روح کوں محمد کوں قولہ تعالیٰ و فوق کل ذی
علم علیم ۔ خدا کہیا انو سب پیغمبراں کے بوج پر محمد صلعم کا بوج زیاست ای منی قولہ تعالیٰ وما یعلم
تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم اس کا معنی ای مہیت نامعلوم ہوسی خدا کے بوج کا خدا
باج یا جنو کوں خدا بجایا ہے انو بوجھے ہیں اے مہیت خدا جانتا ہے ہور اسے بوجھے سو لوکان
کوں معلوم ہے قولہ تعالیٰ بل ھو ایاتٌ بیناتٌ فی صدور الذین اوتوا العلم ۔ خدا کہیا بلک
او نشانیاں دیئے ہیں جنو کے سینیاں میں او بوجھتے ہیں سوائے لوگاں کوں بھی معلوم ہونا
بوجھے سو اس آیت میں خدائے تعالیٰ انو کی نشانی بھی بو یا قولہ تعالیٰ افمن شرح
اللہ صدرہٗ للاسلام فھو علیٰ نورٍ من ربہٖ خدا کہیا جس کے سینے میں اسے روشنائی ہمیں
کھوے ہیں انو پچھانتے ہیں اپنے خدا کوں اے نور خدا کا کہاں پایئں گے ہور کوں پائیں
گے قولہٗ تعالیٰ ان فی ذالک لذکریٰ من کان لہٗ قلبٌ خدا کہیا تحقیق پند اسے فائدہ کرے گا
جس کوں عقل ہے اسے باٹ دکھلانا یو سب پر آیا ہے اس معنے کے بدل کہے ہیں قال علیہ
السلام ان من العلم کھیئۃ المکنون لا یعلمہ الا العلماء باللہ فاذا نطقوا بہ لم ینکرہ الا اھل
الغرۃ باللہ نبی کہے تحقیق اے علم چھپا ہے نا بوجیں کوئی خدا کے بوجھے سو لوگاں باجہ انو کے
بوجھے سو لوگاں باجہ انو کے بولنے پر ایماں لیا وا انکار نکو کرو انو خدا کے برائی دیئے سو لگاں
ہیں ہور بوجھتا ئیں وزا سوں ہے یک بورج ادمیاں کا دوسرا بورج فرشتیاں کا تیسرا بوج بعضے
سب جیکچہ پیدا ہے سو وَلے چو تھا بورج خدا کا پچھانت کرنا اسے چھپیا ہے ہور خزینا ہے کہ
بوے ہیں یہاں فرماتے ہیں اے بورج خدا کا چھپیا سو خدا کے بوجھے سو لوگاں باج کوئی نہیں
جانتے اے خدا کا بورج کون جانتا ہے ہور نبی کا تاکید یوں ہے ۔ حدیث اطلب العلم و
لو کان بالصین نبی کہے تجے یو ربجتا ہے توں چین ماچین ملک ہے وہاں جا کر حاصل کرنا توں

پیغمبر کہے تیوں پاوے گا۔ قال علیہ السلام العلماءُ اُمّتی کا نبیاء بنی اسرائیل نبی کہے میری اُمت کے بوجھے سو لوگاں اول کے پیغمبراں ایسے اچھیں گے ایسیکوں توں پاوے گا تو تیرا مراد حاصل ہوے گا کون باٹ چلنا خدا لگ اپڑنے کوں ظاہر تن کے نسبت کے باٹ تو نوہی باطن دل کے باٹ یو جو کہے ہیں سو سمجھنا قال علیہ السلام من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم نبی کہے جیکوئی عمل کرے گا او جان کر لینے جیکوئی بندگی کرے گا خدا کوں پچھان کر سو او میراثی ہے خدا کا او سب جانے گا جیکچہ کہ نہیں جانتا تھا۔

(شرح شرح تمہیدات عین القضات۔ مطبوعہ)

رسالہ وجودیہ

خوب صفتاں بے شمار اس صاحب کوں جس نے کنتُ کنزاً مخفیاً کا مظہر رچا یعنی چھپی گنج تھیں مبدا نور کر کر عارف لی ممتنع میانی پنمر کیا ہور ممکن تئیں چلایا کر واجب لگوں اپنا ہور نعمت بے حد اس کے پیغمبر رسول اللہ پر جی ظہور کا سبب اس کے ذات یا صفات تھیں ہوا ہور رحمت ان گنت اس کے یاراں پر جی شہسوار دیں ہور دنیا کے اتھے۔ اے سالک پہچان اپس کے وجود کوں جی من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ نبی نے بولیا یعنی پہلیں بوجھ اپس کے تن کوں تو تحقیق بوجیا توں خدا کوں تو اے عارف مبتدی یو تن تیرا واجب الوجود اس کا مقام شیطانی باٹ شریعت، ذکر جلی، نفس امارہ عقل قیاس فرشتہ موکل میکائیل شہادت مبداء منزل ناسوت، دوسرا تن ممکن الوجود اس کی باٹ طریقت، ذکر قلبی، نفس لوامہ، عقل وہم فرشتہ موکل اسرافیل شہادت و مبدا منزل ملکوت، تسرا تن ممتنع الوجود اس کی باٹ حقیقت ذکر روحی نفس مطمئنہ عقل گمان فرشتہ موکل، عزائیل، شہادت عمدا منزل جبروت چوتھا تن عارف الوجود اس کی باٹ معرفت ذکر سِرّی نفس ملہمہ، عقل آگاہ فرشتہ موکل جبرئیل شہادت شہدا منزل لاہوت، مقام قرب یو تن تیرا واجب الوجود خدائے تعالیٰ نے پانچ جنساں سوں پیدا کیا ہے۔ ماٹی، پانی، آگ بارا، خالی۔ ماٹی کے گن پانچ رگاں چمڑا، بال، ہڈ، ہیڑا، پانی کے گن پانچ مغز، جلاب اراخت خدی آب منی..... آگ کے گن پانچ بھوک، پیاس، نیند، سستی، ہضم۔ باری کے گن پانچ، ہلنا، چلنا، جنہلے، کانپنا، سوجنا۔ خالی کے گن پانچ ڈر، مہر، شہوت، غصہ، بخیلی۔ اس پانچوں کے پھل پانچ۔ ماٹی کا پھل سونگنا پانی کا پھل چاکھنا، آگ کا پھل دیکھنا، باری کا پھل لگنا، خالی کا پھل سننا۔ دوسرا تن ممکن الوجود سوں موبخ کر دل میں بولیا جاتا ہے سو ممکن الوجود کا موں اس بول پر دیکھتا ہے سو

اس کے آنکھ وو بول وہاں سینا جاتا ہے سو اس کی کان وو ذکر پکڑتا ہے سو اس کی بات
اس تن تہیں اس تن کوں اپڑیا سو اس کے پانو۔ دوسری ونڑا پہلیں بولتا سو ممکن الوجود سیج
ہے اول دل کے زباں سوں آتا ہے تو بڑاں تن تھیں بولیا جاتا ہے ہور ای باہر کا اواز بھی بھتر
کے کانیچ سنتے ہیں ہور یو باہر کا دیکھنا ای سو بھی وہاں کے نظر باہر آتی ہے جیوں چشمی آنکھ کوں
لای تو پیلار کی نظر ایلار اتی ہے۔ یوں ہی نظر ایلار آ کر دیکھتی ہی ہور اس ہاتوں میں وو بات
ہیں تو موتی پکڑیا جاتا ہے۔ ہور کھولیا جاتا ہے۔ تیسری ونڑا اے تن سوتے وقت جہاں کا
تہاں پڑیا ا چھتا ہی ہور دوسرا تن خواب منے باہر نکلتا ہور ہنڈ پھرتا سنتا دیکھتا بھوگتا
ہے۔ پانچ سو کوس پر جا خواب دیکھتا ہے ہور کوئی ہوشیار کرنی ہیں تو ریچ یہاں آتا ہے ایسی
بیگی ہے اس کوں تو او خاصاں منے میں پانچ وقت نماز کوں ٹاک سکتی ہیں ہور مرید کا جہاز
ڈوبتا وہاں جا مدت کر سکتی ہیں ہور بہوت شتاب ہی عرش لگوں جا سکے ہور بہوت پاک
صورت ہے حور کے ایسی کر قران میں خدا کا بولنا ہے کے ایک حور کی انگلی اسماں کی ایلار
دیسے گی تو چاند ہور اجیت چھپ جاویں گے ہور یہاں لذتاں تھیں چالیس بانتی لذت زیادہ
اچھیں گی ہور خدا کی شنائی کیے لوگاں کھاتے پیتے اچھیں گے تو تیری وو صورت ویسی پاک
اچھے گی جے حوراں سارکیں تیری خدمت کھڑیں خوش دسیں گے تو ای عشرتاں عارف لوگاں
بوجتے ہیں پیلانن واجب الوجود مو یچ دل ہیں بولتا سو ممکن الوجود بول سنگا تیچ اس طرف
نظر کرتا تو وہاں اندھارا دستا ہے۔ وو اندھارا سو تیرا تیسرا تن ممتنع الوجود ہے اس اندھاری
میانی توں ہے یا نہیں کر پیر پوچھتے ہیں مرید کوں۔ تو ان کہتا ہے کہ وہاں اپیں گنوا تا گیا ہوں
تو پیر کہتے ہیں کے گنوا تا گیا ہوں کر کہتا سو کون ہے تو مرید کہتا ہے کے ماں وو دی
اسیچ منے ہوں تو پیر کہتے وو بی توں نہ ہوے وو تیرا چوتھا تن عارف الوجود ہے تو ان کہتا ہے
کہ میں سو کوں تو پیر کہتے ہے کہ اندھارے کوں دیکھنا عارف الوجود ممتنع سو اندھارا ہور
اے ممتنع ہور او عارف ہے۔ وجود ہے یعنی عارف الوجود کہ کتی سو تیرا روح اس روح سوں
پیر اپنی صورت کا مشاہدہ دکھلاتی ہیں سو وو صورت لاہوت کا نور ہے اس نور میں خدا کی
ذات ہے جیوں پھول میں باس یا جوں دیوے کے گلے میں جرکا یوں دیکھنا سیر کا مشاہدہ خدا
کوں اس بدل کہتے ہیں کہ پیر کی بندگی کر وای بندگی پیر کی نہ ہوئے ای سب خدا کی ہے
کر کہتے ہیں کے جیوں باس کے بدل پھول کے خدمت کرتے ہیں یوں حضور ہور غیب پیر

کو دیکھنا۔ سوائے راحت نیک بختاں جانتے ہیں ای مشاہدا نہ ہوے، ای مکاشفہ نہوی ای
عین العین ہے سواس بدل پیر کوں خدا کہتے پیر کی (صورت) دیکھتی بسرآتا ہے کبھی یاد آتا ہے
اس یاد بسر کے اپرال جان ہے۔ اس یاد کو بھی جاتا ہے ہور بسر کوں بھی جاتا ہے۔ ای یاد ہور
بسر دو سر پوش ہیں اس نور پر مثلاً رات آکر گئی ہور دیس آیا ہور دیس آکر آیا گیا ہور رات ہے
وے عالم کون مثلاً۔ انا جانائیں یوں نور کوں قرار ہے دایم قایم نور کوں فنا نئیں بلک ہر وقت
ہر ساعت نور کوں تازگی زیادہ پیدا ہوتی ہے جوں جوانی روز بروز زیادت ہوتی ہے ہور مرید
پیر کے صورت دیکھنا۔ ایں ہے وواپنا نور ہے جوں پیر کا نور پایا ہے ویساچ اپنا نور
ہے بھی اس نور منے خدا کی ذات ہے جو پیر کے نور منے دیکھتا ہے یوں اپس میں بھی خدا کوں
دیکھتا ہے ہر ایک چیز میں یو بچ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید، وفی انفسکم افلا تبصرون،
فاینما تولوا فثم وجہ اللہ، وھو معکم اینما کنتم۔ یوں اپس میں ذات خدا کی ہے ہور ہر ایک چیز
میں بھی یو بچ ہے اس کی گواہی خدا دیتا ہے کہ وھو بکل شیی علیم وھو اعلیٰ کل شیئ محیط۔

(رسالہ وجودیہ مطبوعہ)

دُسرا باب

شرح مرغوب القلوب ہندی

پچھانت کرنا نفس دل روح سر نور ذات شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت اُپر بولیا گیا ہی سوای معنی ہر یک آدمی کی وجود میں ای چھے چیز ہی۔ یوں خدای تعالیٰ ہر کیس کوں یوں پیدا کیا ہی یک نفس یک دل یک روح یک سر یک نور یک ذات ای سب یک اچھکر ولی اپنی صفت پر جدا جدا ناؤں ہوتے ہیں۔ سو پیر تھی سمجنا ہے۔ حدیث قدسی ان فی جسدٌ ابن آدم لمضغةٌ وفی المضغة قلبٌ وفی القلب فوادٌ وفی الفواد روحٌ وفی الروح سرٌ وفی السر نورٌ وفی النور انا۔ تحقیق آدمی کے تن میں دل ہے ہور روح میں سر ہے ہور سر میں نور ہے ہور نور میں خدا ہیں ہون کہیا ہے یوں خدائے تعالیٰ ہر کیس کوں یونچہ پیدا کیا ہے۔ یک نفس، یک دل یک روح یک سر یک نور ہور ذات۔ اے سب یکہ اچھکر ولی اپنی صفت پر جدا جدا ناؤں ہے سو پیر تھے سمجنا ہے۔ حضرت شاہ برہان صاحب شعر فرماتے ہیں سو سُن بیت۔

دیک وجود کی برتن ۔۔۔ او حرکت چھوڑیا تن
سب کاموں ہویا اداس ۔۔۔ تو دیسی پنچ بلاس
جی نفس کا جائے وسواس ۔۔۔ ہو آدمی دل شناس
جی دل تے رہی آپچھ ۔۔۔ تو وہی ہے روح سمجھ
اے نفس دل روح ایک ۔۔۔ ان فعلوں خارج دیک

اتال نور کیوں ہونا سو سُن۔ بیت

وہ روح سو کوں پکڑ ۔۔۔ جس میں کالا گا جڑ
جی میں پن جائے نکل ۔۔۔ تو ہوی نور اصل

نور قدرت قبضی قید   ناکوئی پایا وہاں کا بھید

نور خدا کی ذات سوں یوں الملیا ہے جوں دیوے کے گلے سوں چرکا ہے یا چرکی سوں جوں گلی ہے۔ یوں ہی دو کا ملن خدا تھے پیر مرشد کی صدقے تھے۔ بوجنا ہے نہیں تو نہیں۔ بیت

استی آگل نکلوں چوک   موم گلی جوں اگن سوک

وہاں کا پرچو کسی کے ہات   نامکھ سوں بولن بات

نظر کیے نا آوے قید   ناکوئی پایا وہاں کا بھید

یو لا برے سوں نہیں فہام   یو ج عنایت سوں بھی کام

قولہ تعالیٰ۔ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ۔ خدا تعالیٰ کہیا ہے کوئی اپنی بھاتی تھے گذرے گا سو بہشت پاوے گا توں تقویٰ سوں دل کا شہر معمور رکھ اس ہمت سوں دل ہور جیو خوش رکھ۔ قولہ تعالیٰ ان خیر الزاد التقویٰ خدا کہیا تحقیق تیری خوبی تیری باٹ کا توشہ ہے آخرت کا۔ قولہ تعالیٰ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ خدا تعالیٰ کہیا میں تمارے تنا میں ہوں وے تمیں دیکھتے نہیں ہر کیس میں خدا ہے وے جیسا جس کا لائق ہے۔ ویسا پاتے ہیں یعنی خدا کی پہچانت کرنے میں نماز حاصل ہے سو وصل

کبھی دنیا نکوں چھوڑ دیں گے بدل خدا تے خدا کی مدت سوں قولہ تعالیٰ — انما اموالکم واولادکم عدوٌ لکم فاحذروھم خدائے تعالیٰ کہیا تحقیق مال ہور بیٹکری تماری دشمن ہیں چھوڑ دیو دشمناں کوں ای کیسا غفلت ہے جو تجے اندھلا کیا۔ موت کی یاد تھے تجے بسرا کرا۔ قولہ تعالیٰ وابتغو من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون۔ خدائے تعالیٰ کہیا خدا کی مدت سوں خدا کی یاد میں غوط کھاؤ ہور یاد کرو خدا کوں بہوت تو تمنا کوں خدا ملے گا تماری دل میں یوں تمنا کوں لے صفا ہونا تو حاصل ہوے گا بزاں جو تمیں کہیں گے تو خدا کوں انپڑیں گے اس ظاہر کوں دیکھنے تھے انکھیاں باندے گا جے کوی دل کی آنکھ سوں جیو کا مغز دیکھے گا ایک ساعت توں اس نور کی دیکھنے تھے دور ہوے گا۔ تو نچہ ہزار برس کا بچھڑا بریا تیوں تجے لگے گا او نور کا ندیتہ پینا سو صورت تجے دے گا تو اس مقام میں تو دیکھیا ایسی صورت ہری ہی کرتا

اونور رھوکرا چھپے گا بزاں اس چکر پانی کی وجود تھے توں خلاص ہوے گا بزاں اس نور کی بھیتر تیری خدا سوں تجے عشق بازی ہے اس باج نج کسی کی پرواہ نہیں تو توں اس کا یگانا ہے۔

تجرید ہور تفرید ہونے کا بوے ہیں خداکوں پانی کوں سالک اس باٹ ہیں تجرید ہور تفرید ہووے خداکوں پاوے۔ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنو ستعینو بالصبر والصلوۃ انّ اللہ مع الصٰبرین۔ خدائے تعالیٰ کہیا اے کوی ایمانی ہی منگتا ہے خداکیاں صبوری خدا کی بندگی کرنی تحقیق خدائے تعالیٰ مدت ہے صبوری کرنہاریاں پراے سالک اُٹھ خدا کی باٹ میں تجرید و تفرید ہور خدا کی بدل توکل کر ہور فقیر کی باٹ میں رہ فقیر کا لباس تن پر ہور ہوا حرص کوں جیراں پیراں تھے اُپارسٹ کر خدا کی باٹ میں جترب لٹا ہور کچھ تھورا رکھیا ایک سوت کی تار کی مقابل رکھیا تو بی دور کری اے پرداتوئی باج ای باٹ نظر ناپرسی قولہ تعالیٰ۔ اولٰئیک کالانعام بل ھم اضل۔ خدائے تعالیٰ کہیا او لوگاں گوروں ایسے ہیں بلکہ انو تھے نیبر ہیں جے کوی جیوسوں سرسوں بازی کھیلے ہیں انوکوں معلوم ہیں قولہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اولیاءَ اللہ لاخوفٌ علیہم ولا ھم یحزنون۔ خدائے تعالیٰ کہیا تحقیق جے کوی ولی خدا کے ہیں اُنو پر ڈر بھی نہیں انوکوں گماں بھی نہیں کفر کی ہور ایمان کی میانی۔ فقر کی باٹ ہے اسثے کنارے رہنا سو بی ڈر ہور کفر ہے۔

نور محمد کا اس پچھانت ہیں بیتا جوں غواصی دریا ہیں بیسکر موتی لیاتا ہے یوں اپنی پچھانت میں بیسکر اس میں اس کی موتی لیاوے۔ ہور توں پرہیزگاری کا ہور توکل کا کسوت کرے باج توں خدا کی پچھانت کا شربت کیوں پی سکے گا۔

جان کہ عشق قدیم ہے دل میں جو کلیجا سب لہو سوں بھریا ہے یوں جان ہور عشق تیں ہیں۔ عشق صغیر ہور عشق کبیر ہور عشق اوسط عشق صغیر سو بندیاں کا خدا سوں محبت رکھنی کا ہور عشق کبیر سو خدا کا بندیاں پر محبت رکھیا ہور منگیا عشق اوسط میانہ دو کے میانے کا راز ہے۔ دو میں کا لطافت اس کا انت نہیں اس کا بیان نا کھیا جاسی قولہ تعالیٰ الرحمٰن علی العرش استویٰ۔ اس کا معنا خدائے تعالیٰ عرش لگ سیدھا باٹ کھولیا ہے اے

تن جیو کے برابر آیا ہے اس عالم میں جیو کیلا نہیں ہے جیو ہور خدا ملکر آیا ہے محبت دل میں ہے عشق جیو میں ہے اے تن اس کی بھاتی ہیں ہے یکس ہور ایک پلیتی کیے ہیں جو ہال پلیتی کیے یوں۔

دایم چلتا اچہ اس باٹ ہیں اونچا نیچا خوب برا دیک چل اسے باٹ بہوت دور ہے کہیں رہنے کوں تو جا گا چہ نہیں توں تصدیق کا توشہ کر خدا کی مدت سوں ہور لے باٹ چل ہور اے تن چھوڑ سب عالم کے تنا چھوڑ کر توں پاوں باہر رک کر چل ہور توں خدا کی باٹ پکڑ کر خدا ہمارا کہاں ہے وہاں جاوں کر کہہ ہور جی منزل تیرے سامنے آوے گا تو توں وہاں رہوں نکو یک یک ملک عجایب توں دیکھے گا ہور یک یک عالم چھپے سوں توں دیکھے گا ہور پاوے گا ہور توں سفر دل میں کرنا کہ اس دنیا میں کار کرے گا۔ اس زمین پر خدائے تعالیٰ تیرے نزدیک ہے تیرے پیرہن تھے نزدیک ہے۔

(شرح مرغوب القلوب ہندی۔ مطبوعہ)

میراں یعقوب

میراں یعقوب، میراں جی خدا نما کے مرید و خلیفہ تھے اور سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ میراں یعقوب ایک اچھے نثر نگار ہی نہیں شاعر بھی تھے۔ انھوں نے بہت سے اشعار، قطعات اور رباعیات اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ میراں یعقوب نے اپنے مرشد کے فرزند علی امین الدین کی فرمائش پر ۱۰۸۰ھ میں برہان الدین اولیاء غریب کے مرید اور خلیفہ رکن الدین عماد کی فارسی تصنیف کا ترجمہ کیا تھا۔ "شمائل الاتقیاء" گولکنڈے کے قدیم نثری کارناموں میں ایک خاص امتیاز کی حامل ہے۔ یہ ایک ضخیم تصنیف ہے جو چار "قسم" اور نوے "بیان" پر مشتمل ہے اسٹیٹ آرکائیوز میں اس کا جو نسخہ موجود ہے وہ اس لیے اہم ہے کہ اس میں صفحات کی تعداد زیادہ ہے۔ میراں یعقوب نے دور جدید کے مصنفین کی طرح حوالے کی اُن کتابوں کی فہرست بھی دی ہے جن سے اُنھوں نے استفادہ کیا ہے۔ حدیث کی نو، فقہ کی بیس اور دوسرے مذہبی موضوعات پر سو سے زیادہ کتابوں سے خوشہ چینی کا اعتراف کیا گیا ہے۔ "شمائل الاتقیاء" اس اعتبار سے بھی اپنے دور کی ایک منفرد تصنیف ہے کہ اس میں مصنف نے اکثر جگہ نثری اسلوب اور انداز بیان کی طرف بھی توجہ کی ہے۔ کتاب کی ضخامت کے پیش نظر میراں یعقوب نے قاری کی دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے درمیان میں جا بجا ایسے اشعار اور رباعیاں لکھی ہیں جن کے مضامین سے اصل متن کے موضوعات کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ راقمۃ الحروف نے اپنی کتاب "دکنی رباعیاں" میں میراں یعقوب کی بھی رباعیوں کو مرتب کیا ہے یہ شمائل الاتقیاء متصوفانہ رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ توبہ، ہدایت و ارشاد، کرامات، حکم اور معجزہ وغیرہ جیسے موضوعات پر مصنف نے اپنے مخصوص انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ انھوں،

نے محض ترجمے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ جا بجا متصوفانہ نکات کی وضاحت اور تشریح کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ "شمائل الاتقیاء" اگرچہ سب رس ؔ سے صرف تینتیس سال بعد لکھی گئی ہے لیکن اس کی زبان بہت صاف اور مقابلتاً جدید معلوم ہوتی ہے۔ میراں یعقوب کی عبارتیں جدید نثر سے بہت قریب نظر آتی ہیں اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ زبان کتنی تیزی کے ساتھ نشوونما کی منزلیں طے کر رہی تھی۔

میراں یعقوب نے تصوف کے مسائل کو تمثیلوں تشبیہوں اور اپنے سادہ و پُر اثر اسلوب سے دلچسپ بنا دیا ہے۔ ان کی نثر سلاست، بے تکلفی اور بے ساختگی کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ میراں یعقوب کی عبارتوں میں الجھاؤ نظر نہیں آتا۔ انھوں نے بہت سے قدیم الفاظ ترک کر کے ان کی جگہ جدید لفظ استعمال کیے ہیں۔ کہیں کہیں مقفیٰ اور مسجع جملے بھی موجود ہیں اور ردیف و قوافی سے بھی حسب ضرورت کام لیا گیا ہے۔ میراں یعقوب کی نثر میں جدت اور ندرت پائی جاتی ہے۔ "شمائل الاتقیاء" کی زبان قدیم اور جدید نثر کی درمیانی کڑی معلوم ہوتی ہے۔

شمائل الاتقیاء

حمد و ثناء اتقیا و اصفیا کے گناں ہور خصلتاں کے تمن بے حد و بے پایاں ہور سرانا بجھانا اولیاء انبیاء کی نیکیاں ہور صنعتاں کے بھانت بے گنت ہور بے انت اُس ایکھ پاک ذات کوں واجب ہور سزاوار ہے کہ جنے پرہیزگاراں کے ٹولے کوں اپنی نزدیکی کی بڑائی دیا کہ " ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم " یعنی تحقیق خدا کے نزدیک بڑا تمنا میں اُو کوئی ہے جو جنے تمنا میں بہوت پرہیزگار ہے۔ اس متقیاں کے طایفے کوں اپنے سات ہنے کا عظمت عطا کیا کہ " ان اللہ مع المتقین " یعنی تحقیق خدائے تعالی پرہیزگاراں کے سات ہے۔ اس محبت کی پوشاک کی جماعت کوں اپنی دوستی بخشیا کہ ان اولیاء الا المتقون یعنی نہیں ہیں خدا کے دوستاں مگر پرہیزگاراں۔ اس رمز و اسرار کے صاحباں کے گروہ کوں من لانی سکلایا کہ " واتقوا اللہ یعلمکم اللہ " یعنی پرہیز کرو خدا کے غیر تے تا سکلاوے تمنا خدائے تعالی اپنی ذات کے علماں کا اسرار۔ مولف راست ؛

حق کی مود تے اہے قربت و علم من لدن
جس منے اتقیاء کی ہیں سارے گناں ہور خصلتاں

ہور درود اں بے گنت اس پرہیزگاراں کے پادشاہ یعنی حضرت اصطفاء کی پاک روح پر ہور صلواتاں بے انت اُس پیغمبراں کے سرلشکر یعنی محمد مصطفی صلعم کے پاک روضے پر اچھو کہ جس کی امت کے حق میں یو ارشاد ہے کہ " وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا " یعنی چلایا پرہیزگاراں کو انو کا پروردگار بہشت طرف ٹولی ٹولی۔ مولف راست ع

جو اس کے خوب گناں کا اگر بیان کریں
ہزار سال ہزاراں میں یکہ نہ بول سکیں

خدا کی حمد و ثناء بعد از ہور مصطفیٰ مرتضیٰ کی نعت ہور صفت پچھین روشن کرتا ہے۔
پرہیزگاراں کے روشن دلاں پر۔ بندہ ضعیف معیوب میراں یعقوب کہ خدائے تعالیٰ کا
ارادت ہور ازلی عنایت اس فقیر کوں سید السادات، عارف ذات و صفات محققاں
کے قلب ہور مرداں کے پیشوے، مریداں کے دستگیر، طالباں کے رہنما، بوجھارے علم من لدنی
کے، سوجھارے حقیقتاں دیں ہور دنی کے پیر پیراں سید میراں قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت
میں پنایا۔ ہور باطن کے عالم تھے ظاہر کے عالم میں لیایا ہمیشہ انوں کی عنایت کی نظر سوں
پرورش پاتا تھا ہور دن دن اس شعور اور ہوش میں آتا تھا۔ جب بلوغیت میں آکر دست
بیعت کا نعمت پایا تب ارشاد ہور تلقین کی لذت سوں اگھایا۔ شریعت، طریقت کے وزا
وزا کے میوے چکھائے۔ ہور حقیقت و معرفت کے جنس جنس تماشے دکھائے۔ میرے
ظاہر کوں پاک کیے۔ ذکر ہور مراقباں سوں۔ ہور باطن کوں صاف کیے فکر ہور مشاہدیاں
سوں۔ نظم ؏

اپس کے کرم سات پالے منجے
سب انجان پن تھے نکالے منجے
پرت معرفت دل میں منجہ بھر گیا
ہوا ہور ہوس طمع سے سر گیا
آجاے پڑے جیو میں ذوق کے
کھلے وار اسرار ہور شوق کے

اپنی سترہ سال کی مبارک عمر میں عالم عالم کوں ہدایت کیے ہور علم خاص کوں ارشاد
دیے۔ بزاں دوری کے عالم میں، دوراں کے محلے میں انو کا اچھنا حق کوں نہیں بھایا۔ تو
ہجرت کے یک ہزار ہور ستر پر چوتھے برس میں اس گھر تھے اس گھر کوں لجایا۔ بیت ؏

دوستاں کوں دوست سوں اپنے حضوری خوب ہے
دشمناں تھے درست کیری ان کو دوری خوب ہے

انو کے بعد انو کے فرزند قابل عارف واصل اولیاء کے یقین انبیاء کے جانشین۔ محمد کے
دین کے امین علی امین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے جلوس سوں سجادہ شریف منور ہوا ہور مجلس
کوں زیب ہور رونق زیادہ تر ہوا۔ کی منکراں، مخالفاں انکار ہور خلاف سٹ دیئے ہور

مومناں وہ معتقداں ایمان ہور اعتقاد گھٹ کیے۔ نظم ع

جے کوی منکراں ستے سو ایمان لیائے
جو گمراہ ستے سو سیدی راہ لیائے
جو ناقص رہے ستے سو کامل ہوئے
جو کامل استے سو مکمل ہوئے
مقلد استے سو محقق ہوئے
جے کوئی ستے عارف سو عاشق ہوئے
برس چار کیتے خلافت وے
ابد لگ اپس ناٹوں کر کر چلے

اپنی حیات کے وقت میں منجے ارشات کیے ستے جو کتاب "شمائل الاتقیاء" کوں ہندی زبان میں لیاوے تا ہر کسی کوں سمجیا جاوے۔ اس وقت منجے یھبنا نہیں تا کہ انو یک ہزار ستر پر آٹھویں سال کوں رحلت کیے۔ بزاں انو کے بھانجے عارف حق رسیدے عارفاں کے نور دیدے مصطفیٰ کے کلیجے، مرتضیٰ کے نین شاہ میراں ابن سید حسین سلمہ اللہ تعالیٰ کے خلافت کے زمانے میں لکھنے کا شروع کیا جے کچھ مشکل انگے آتا تھا سو پیر کی مود سوں آساں لکھیا جاتا تھا۔ جب خدا کی توفیق سوں کتاب تمام ہوا حضرت شاہ کے حضور ہور محقق کامل، موحد واصل شریعت ہور طریقت کے موافق، حقیقت ہور معرفت میں صادق، صاحب حال اثر بھرے قال، دوست رب جلیل، بابا ابراہیم خلیل کے انگے لے کر گیا مطالعہ فرماکر خوش کیے ہور دعا دیئے۔ یو کتاب پہلیں فارسی تھا رکن عماد دبیر معنوی، حضرت سلطان العارفین خواجہ برہان الدین غریب کے مرید تھے انو بہوت مدت لگ بزرگان کے بہوت کتاباں ہور رسالہ مطالعہ کیے تھے۔ اس کتاباں تے ہر یک بیاں علحدہ کر کر یو کتاب فارسی لکھے ہیں۔ ہور اس کا ناٹوں شمائل الاتقیاء کر رکھے ہیں۔ یعنی پرہیزگاراں کیاں خصلتاں۔ ہور اس تمام کتاباں خارج جے کچھ ولیاں کا اقوال ہور احوال ہور خصلتاں ہور کشف اپنے پیر کی زباں مبارک تے سُنے ہیں ہور تلقین پائے ہیں سو بھی اس کتاب میں تمام لیائے ہیں جو طالب کوں اتنی کتاباں مطالعہ کرنا نہ پڑے ہور آسان مطلب کوں انپڑے۔ مولف راست ع

سکل جوہراں علم ناسوت کے
سکل موتیاں بحر ملکوت کے
لطیفے اچھنے چھپے ذہن کے
سب اوصاف واسرار جبروت کے
کیے درج اس درج میں ایک ٹھار
جو آساں ہوئے قرب لاہوت کے

پہلا باب

پہیلا تقسیم طریقت کے لوکاں کے خوب افعال کے بیان میں ہور سالکاں کے مقاماں ہور مریداں کی مراداں ہور طالباں کی طلباں ہور اس کے عجائبات ہور باریکیاں کی شرح میں ہے۔

تیسرا بیان ذمیمہ ہور حمیدہ کا

یعنی بری صفت ہور خوب صفت کا ہور ننھے گناہ ہور بڑے گناہ کا ہور بہوت بڑے گناہ کا جو آدمیں کے ہریک اعضاء میں ہے۔

تمہیدات :-

ابلیس کا گنا او ہے جو او خدا کا عاشق ہوا ہور ایک پنے کا دعویٰ کیا۔ محمد کا گنا یو ہے جو خدا محمد کا عاشق ہوا ہور محمد کوں معشوق کہیا۔ محمد کے حق میں فرمایا کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر'' یعنی بخشیا خدائے تعالیٰ تیرے گناہ اول ہور آخر کے ایسا گناہ آدم ہور آدم کے صفت کے لوگاں کوں بانٹ دیئے یعنی خاص الخاص بی کچھ اس گناہ میں داخل ہیں۔ و ے سب اے گناہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیئے۔ اگر ذرہ اس گناہ میں تے دو نوں عالم کے لوکاں پر رکھیں تو سب اے فنا ہو جاویں ابو بکر صدیق اس جاگا کہے کہ افسوس پیغمبر کا گناہ ہور سہو ہوتا تو خوب تھا۔ اس گناہ کا بیان یک رمز سوں کرتے ہیں خوب سن ایاز کہیا کی محمود کی خدمت میں میرا کوئی گناہ اس تے بڑا نہیں جانتا ہوں کہ کدھیں منجے اپنے تخت پر بلاتا تھا ہور منجے کہتا تھا مرا عاشق تج

تے مراد پایا۔ میری ہستی تیری ہستی سوں زیبا دسنی تیرا وجود مری پادشاہی کا وصفی ہوا۔
اس گناہ کا بیان اس تے کھول کر کہنا منع ہے شرع میں عام لوگاں کفر ہور گمراہی مین ناپڑیں
محققاں جو اس گناہ تے ذوق پاتے ہیں ایک اشارت سوں اس نظم میں کہیا گیا ہے۔ نظم ؎

فراز تخت خود محمود جوں شاند
غلام خاص را محبوب خود خواند
فدائش کرد ملک و ملک خود را
بہ پیش تخت او بنشست عمدا
گناہ خویشتن دانست آں حال
انابت کرد ایاز از شرم فی الحال
ایاز آمد چواند رعذر خواہی
بجائش کرد سلطان بادشاہی

یعنی ؎ :-

اپس کے تخت پر محمود بسلا
غلام اپنے کوں کر محبوب اپنا
سب اپنا ملک و مال اس پر فدا کر
بیٹھا اس کے انگے آکر زمیں پر
ایاز اس میں سب آپس کا گنہ جان
ہو شرمندہ کیا توبہ ز دل جان
کیا جب یوں ایاز او عذر خواہی
دیا اس پادشاہ نے بادشاہی

جب ایاز محمود کے سامنے تخت پر بیسیا تمام اسے اپنا گناہ کر جانیا ہور گستاخی کر سمجیا تو محمود
اس پر پیار کیا ہور اس کا مرتبہ اونچا کیا۔

رسالہ روح الارواح:-

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے کہ "انی لاستغفر اللہ فی الیوم سبعین مرۃ"
یعنی تحقیق میں خدا کے پاس بخشش منگتا ہوں۔ ہر روز ستر بار سو طاعت تے مغفرت منگنے

ناکہ گناہ تے یعنی اپنی طاعت دیکھنا ہور اپیں کچھ عبادت کیا کر۔ جانتا سو گناہ تے برا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس تے پناہ منگے تھے۔ امام جعفر صادق کوں کوی پوچھے کہ او کون گناہ ہے جو بندے کوں خدا سوں ملاوتا ہے ہور کون طاعت ہے جو بندے کو خدا تھے دور کرتا ہے امام فرمایئے کہ جس گناہ تے شرمندگی ہور پشیمانی آتی ہے اور گناہ خدا سوں ملاتا ہے جس طاعت تے عُجب پیدا ہوتا ہے کہ میں کچھ خوب عمل کیا کر سو طاعت خدا تھے دور پاڑتا ہے۔

بیان عاشقاں ہور محباں ہور عارفاں ہور
مقرباں کے قبلے کا ہور کعبے ہور حج کا

رسالہ کشف محجوب:۔

عجب لگتا ہے جو اے لوگ کیتے محنت سوں جنگلات بیاٹ کے قطع کرتے ہیں ہور ڈونگر گھاٹ پر پانوں رکھتے ہیں تا دوست کے ماٹی بھیتر سو باندے سو گھر کوں جاویں اس واسطے جو وہاں پیغمبراں ہور ولیاں کیاں نشانیاں ہیں اپنے گھر میں آسودہ بیٹھ کر ہوا نفس کا جنگل نہیں قطع کرتے ہیں جو دل ہور روح ہور سر کے کعبے کوں انپڑیں کہ وہاں خدا کی ذات کیاں نشانیاں ہیں قبلہ ہور کعبہ خدمت کا جاگا ہے ہور دل ہور روح محبت ہور معرفت کا جاگا ہے۔ کشف

کشف المحجوب:۔

جس پتھر پر سال میں ایک بار خدا کی نظر ہوتی ہے اس کا زیارت کرنا فرض ہے تو دل کا تواف ہور زیارت کرنا اس تے بھتر ہے کہ دل پر ہر روز تین سو ساٹ بار خدا کے لطف کی نظر ہے قول خواجہ بایزید۔ زیارت اہل القلب خیر من زیارت الکعبۃ سبعین مرۃ۔ یعنی دل کے لوگاں کا زیارت کرنا بہتر ہے ستر بار کعبے کی زیارت کرنے تھے۔

روح الارواح:۔

ظاہر کا کعبہ پتھراں کا ہے ہور باطن کا کعبہ اسراراں کا۔ وہاں خلق طواف کرتے ہیں۔ یہاں خالق کے کرم ہور مود جو پھیرا پھیرتے ہیں۔ وہاں مقام ہے ابراہیم خلیل کا۔ یہاں مکان ہے رب جلیل کا۔ وہاں ایک چشمہ ہے زمزم، یہاں کی پیالے میں محبت کے دم بدم وہاں حجر اسود ہے یہاں نور احمد ہے۔

رسالہ رموز الواصلین:۔

جس کے گھر کوں جانا سو اول اس گھر کے دھنی سوں آشنائی ہور دوستی ہونا تا او گھر

میں بلاوے ہور بھائی کرے۔ اگر گھر کے دھنی کوں ناپاوے ہور نا ملے تو اس کے گھر کوں جانا کیا فائدہ ہے "اظلم الاشیاء دار الحبیب بلا حبیب" یعنی سب چیزاں تھے تاریک تر سو گھر ہے دوست کا، دوست باج یعنی دوست گھر میں نہ ہوئے تو او گھر اندھارا ہے۔ نظم:۔

چو با خواجہ خانہ جنگ و خلاف ست
سوئے خانہ او شدن پس ظلاف ست
جو گھر کے دھنی سوں تجے ہے پرائی
تو جانا تج اس گھر کوں کیا ہے بلائی

قول خواجہ نظام الدین:۔

حج کوں جانا انو کا کام ہے جنوں کوں حیرت ہو استغراق کا کچھ لذت نہیں۔ پس انو ہور نفس سوں اپیں بھار نکلتے ہیں ہور پھرتے ہیں جسے دوست سوں کار بار ہے ماسے کعبے ہور حج کیا درکار ہے۔ بیت ع

کعبہ کجا روم چہ کشم رنج بادیہ
قبلہ است کوے دلبر کعبہ است روئے دوست

یعنی

کہاں جانوں کعبے کوں آتا کہاں رنج کھینچوں باٹ کا
قبلہ سو ہے اس کی گلی کعبہ سو ہے اس کا لقا

رسالہ امام غزالی:۔

حج اشارت کرتا ہے لوگاں کوں خدا کے طرف آنے کو (م) خدا (ا) طرف (ا) آنے کوں ہور بشارت دیتا ہے خدا کا وصال پانے کوں قولہ تعالیٰ "واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا" یعنی رصادے لوگاں کوں حج کی جو آویں تیرے پاس۔ ہور نفس ہور طبیعت کی خوش آتی سو جاگے ہور گھراں تھے پانوں بھار کاڑ ہور نفس امارے کے جنگلاں باٹ میں کے قطع کر جب دل کے احرام گاہ کوں انپڑے گا۔ تو توبہ کے پانی سوں غسل کر ہور بشریت کے لباس تھے مجرد ہو ہور بندگی کا احرام پکڑ، ہور عاشقاں کا لبیک لبیک کر ہور عارفاں کے عرفات میں آ، ہور رحمت کے جبل پر چڑ وہاں تھے منیت کے مینا بازار کوں، ہور نفس حیوانی کوں قربان کر بعد ازاں میرے وصال کے کعبے موں کر "دع نفسک و تعالیٰ" یعنی نفس کو چھوڑ ہور آ او جب

کعبے کوں انپڑیا تو طواف کر۔ یعنی میرے چو پھیر پھر نہ کر اپنے چو پھیر۔ ہور حج ہور کعبے سوں تمام ہو۔

بیان ونا ونا کے نیندلاں کا
ہور اس کی خوبیاں ہور عجایباں کا
ہور جاگنے کی خوبیاں کا ہور سونے کی بریاں کا

لوایح:۔

قاضی حمید الدین ناگوری کا کتاب جے کوئی محبت کا دم مانتا ہے سو دو حال تھے۔ او باہر نہیں۔ یا فراق میں ہے یا وصال میں اگر فراق میں ہے تو جدای کے درد ہور دکھ تھے نیند آتا چہ نہیں۔ اگر وصال میں ہے تو حضوری کی لذت ہور مشاہدے کی نعمت میں مستغرق اچھتا ہے۔ وہاں نیند کہاں ہور سونا کہاں کا۔ پس عاشق کوں کسی حال میں نیند نہیں۔

کشف المحجوب:۔

نیند بندیاں کی صفت ہے ہور جاگنا خدا کی صفت "لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ" اسی معنی ہے یعنی خدا کوں نا اونگنا ہے نا سونا ہے ہمیشہ جاگتا ہے۔ مولف راست ع

چہ بندگیست کہ معبود دایما بیدار
تو از جسارت وابرام بے خبر خسپی

یعنی

کیا بندگی ہے یو جو او معبود دایم جاگتا۔ توں شوخی بے ادب مستی سوتا پڑیا رہے بے خبر۔

قول شیخ الاسلام فرید الدین۔ دھرہ ع
جس کا سائیں جاگتا سو کیوں سووے سکہ

ترجمہ قشیری:۔

مہتر ابراہیم اپنے فرزند اسماعیل کوں کہے کہ میں سونا دیکھیا جو تجے ذبح کرتا ہوں۔ اسمٰعیل کہے اگر تمہیں نہ سوتے تو ایسا نہ دیکھتے۔ رسالہ رموز الواصلین "لو کان النوم خیرا لکان فی الجنۃ نوم" یعنی اگر سونے میں کچہ خوبی اچہ تو بہشت میں سونا ہوتا۔ پس معلوم ہوا جو سونا برا ہے اس خاطر بہشت میں سونا نہیں اے عزیز جس نے سناہ سو موا کیا سبب کہ مرنا ہور سونا دونوں بھایاں ہیں۔ توں انکو سوتا دل تیرا جاگتا رہے، نیند کی بلا تھے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "اللیل طول فلا

تقصر وہ بحتا سکم وبالنہار معنی فلا تکد سدہ باناتکم " نبی علیہ السلام کہے کہ رات لنبی ہے پس کوتی نکو کر دتمیں اسے تمارے سونے سوں ہور دیس آجالا ہے۔ پس اندھارا نکو کر دتمیں اسے تمائے گناہاں سوں۔

سپنے میں ہور واقعہ غیبی میں فرق یو ہے۔ مرصاد :-

سپنا او ہے جو حواس سب پورا بیکار ہوویں ہور خیال بر کار اچھے۔ سب حواس مغلوب ہووے پر خیال کی نظر میں کچھ کچھ دس آوے اسے سپنا کہتے ہیں۔ یو دو وزا کا ہے۔ یک اضغاث و احلام یعنی برا۔ سپنا نفسانی دُسرا رویائے صالح یعنی خوب سپنا۔ برا سپنا او ہے جو سونے میں نفس کے واسطے سوں شیطانی وسوسے ہور نفسانی خطریاں کوں ادراک کرے۔ اسے کچھ تعبیر نہیں کہ یو حکم شیطان تھے ہے۔ دُسرا خواب سپنا سو نبوت کے چھتالیس جزاں میں کا یک جزو ہے کہ او سپنا خدا تھے ہے۔ مفسراں لکھے ہیں کہ پیغمبر اسلام کوں تین اگلے بیس برس لگ پیغمبری تھے اس مدت پہلیں ابتداء چھ مہینے لگ وحی سپنے میں ہوتا تھا پس اپس حساب سوں خواب سپنا یک جز ہے پیغمبری کے جزاں میں کا۔ قال النبی صلعم " الرویاء الصالح من الرجل الصالح جزء من ستة واربعین جزوا من اجزاء النبوة " یعنی خوب سپنا نیک آدمی کا چھتالیس واں جزو ہے نبوت کے جزویں کا بہوت پیغمبراں تھے جوانو کوں کدھیں وحی خواب میں ہوتا تھا ہور کدھیں بیداری میں ہوتا تھا۔ چونکہ متمر ابراہیم کوں خواب میں وحی ہوا تھا کہ اپنے فرزند کو ذبح کر۔ قولہ تعالیٰ " انی اری فی المنام انی اذبحک " یعنی میں دیکھیا سونے میں جو تحقیق تجے ذبح کرتا ہوں۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نوم الانبیاء وحی یعنی پیغمبراں کا سونا وحی ہے ہور خوب سپنا بی تین وزا کا ہے۔ یک ایسا ہے جو جے کچ سپنے میں دیکھے سو آسے تاویل ہور تعبیر کا حاجت نا اچھے۔ جیسا دیکھیا اچھے نیسا چہ ظاہر ہووے۔ چونکہ متمر ابراہیم فرزند کوں ذبح کرتا ہوں کر سپنا دیکھے۔ دُسرا وزا یوں ہے جو تھوڑے سپنے کوں تعبیر ہور تاویل کا حاجت اچھے ہور تھوڑے کوں نا اچھے۔ چونکہ متمر یوسف کہے " انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتہم لی ساجدین " یعنی دیکھیا میں اگیارا تارے ہور آفتاب ہور ماہتاب کوں دیکھیا میں جو منجے او سجدا کرتے ہیں۔ اگیارا تارے ہور آفتاب و ماہتاب کا تاویل سو ظاہر ہوا سو اگیارا بھائی ہیں ہور ماں باپ تھے۔ ہور سجدا جوں دیکھے تیو نچہ ظاہر ہوا سو ماں باپ دونو یوسف کوں سجدا کیے " وخروا لہ سجدا " تیسرا وزا یو ہے جو تمام سپنے کوں تاویل کا حاجت اچھے۔ جیوں کہ مصر کا

بادشاہ سپنا دیکھیا قولہ تعالیٰ "انی اری سبع بقرات سمان یا کلہن سبع عجاف" یعنی مصر کا بادشاہ خواب دیکھیا کہ سات موٹے بیل سات دبلے بیلاں کوں کھاتے ہیں۔ ہور سات ہرے جھونکے گھیوں کے سات سکے جھونکیاں کوں کھاتے ہیں ہور بندیوانا خواب دیکھے قولہ تعالیٰ " قال احدھما انی ارانی اعصر خمرا و قال الاخر انی احمل فوق راسی خبرا تاکل الطیر " یعنی یک بندیوان شراب خوار خواب میں دیکھیا کہ شراب کی خاطر داک نچوڑتا ہوں۔ تیسرا بندیوان مطبخی خواب دیکھیا کہ میں کھانے کا طبق سر پر لیا ہوں جانوراں اس طبق میں تے روٹیاں کھاتے ہیں۔ یو سب سپنے ہیں جو پادشاہ ہور بندیوان دیکھے سو اس تمام سپنیاں کوں تاویل کا ہور تعبیر کا حاجت ہے۔ چونکہ متہم یوسف تعبیر کیے۔ پادشاہ کے خواب کا تعبیر بولے کہ سات برس عالم میں فراخی ہور ارزانی ہووے گی بزاں سات برس قحط پڑے گا جو آدمیاں کا ہیڑا آدمیاں کھاویں گے۔ دو نچہ ہوا۔ شراب دار کے خواب کا تعبیر یوں کہے کہ توں صبا بند تے چھٹیگا ہور شراب داری کرے گا۔ مطبخی کوں بولے کہ صبا تجے سولی پر چڑادیں گے ہور جناوران تیرا ہیڑا کھا دیں گے۔ جوں یوسف بولے تھے تیو نچہ صبا مصر کا پاشاہ شراب دار کوں بندی خانے تھے کاڑ کر اپنی خدمت میں رکھیا ہور مطبخی کوں سولی دیا۔ پس ایسا خواب سپنا جو تاویل اس کا سچ ہووے ہور آخر اس کا اثر ظاہر ہووے۔ جو سپنا مومن کوں بی ہوتا ہے ہور کافراں کوں بی چونکہ مصر کے پادشاہ ہور بندیواناں کوں ہوا سو روح کی قوت ہور مود سوں ہوا نہ کہ ذات کی مدد سوں۔ کیا واسطہ کہ ذات کا مدد ہوا قوت مومن یا ولی یا نبی یا ج بھی کسی کوں نہیں ہے۔ منہ واقعہ غیبی دو وزراء کا ہے یک ایسا ہے جو بھمناں کوں ہور جوگیاں کوں ہور بے دیناں کوں بہوت ریاضت کرنے تھے ہور نفس کوں پاک ہور دل کوں صاف کرنے تھے کشف ہوتا ہے۔ ہور خلق کے کیتک احوال کا خبر پاتے ہیں۔ آنھارے کاماں کا خبر دیتے ہیں وے اینوں کوں اس سوں کچھ قرب ہور قبولیت ہور نجات حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ اینو کا کفر ہور ضلالت زیادہ ہوتا ہے۔ ہور درجے درجے دوزخ میں جاتے ہیں قولہ تعالیٰ "سنستدرجھم من حیث لایعلمون واملی لھم ان کیدی متین" یعنی ہمیں اینو کوں ہلوں ہلوں عذاب کے نزدیک کریں گے ایسی وزا تھے جو انو نجانے ہور ہمیں انو کوں فرصت دینویں گے کہ میرا پکڑ نا محکم ہے دوسرا واقعہ غیبی یو۔ ہے جو خدائے تعالیٰ عالم کی ہور تنا کی آرسی میں اپنے روشن نشانیاں کی صورت دکھلاوے۔ یعنی تن ہور جیو میں ہور اس خارج سب شئی میں اپنی نشانی بتاوے ہور

اپیں نہ دکھاوے قولہ تعالیٰ سنریہم آیاتنا فی الافاق وفی انفسہم حتیٰ یتبین لہم انہ الحق" یعنی خدا کہیا بیگ نہ دکھلاں گے ہمیں انوکوں ہماریاں نشانیاں عالم میں یعنی سب چیزاں میں ہورانوکے تناں میں ناروشن ہووے انوکوں حق ہور موحداں کوں حق ظاہر ہووے برائی بوجھانے ہور نفس کی خوبی و خدا کا الہام جو سالک کے دل پر ہوتا ہے سو سب حواس بیکار ہو کر والہا ماں سب دل ہور روح کی نظر میں دیس آویں ہور نفس کی برائی ہور خوبی سب نظر پڑے ہور اپنی ترقی ہور نقصانی معلوم ہووے چوں کہ خدا کہیا قولہ تعالیٰ "ونفس وما سویہا فالہمہا جورھا وتقویہا" یعنی خدائے تعالیٰ الہام کیا نفس کوں یعنی خبر دیا ہور سمجھایا اسے اس کی برائی ہور اس کی خوبی۔ واقعہ غیبی اسے کہتے ہیں۔ غیب کا کشف ہور الہام ہونا سو یو ہے۔

بیان عبادت ہور عبودیت ہور عبدیت ہور حریت کا

عبادت عام لوگاں کوں ہے، ظاہر کے اعضاء سوں، ہور عبودیت خاصاں کوں ہے۔ باطن میں بریاں صفتاں کوں بدل کرنا خوب صفتاں سوں۔ ہور عبدیت خاص الخاص کوں ہے۔ خوب صفتاں بی محو کرنا ہور نفی کرنا غیر کوں ہور متفرق ہونا ذات کے جمال میں۔ عبادت کا جزا سو آخرت کا چھٹکا ہے۔ ہور عبودیت کا سزا سو قرب خدا کا ہے۔ ہور عبدیت کا جزا سو خدا کا لقا ہے۔

رسالہ روح :۔

"ایاک نعبدو" کوشش کا میذرہ صدق کی کمر کوں باندھتا ہے۔ جب خدا بندا کہتا ہے کہ "ایاک نعبدو" یعنی تیری بندگی کرتے ہیں ہمیں تو خدا کا حکم ہوتا ہے کہ جے کچھ بندا لیا یا ہے سو قبول کرو۔ جو بندہ کہتا ہے کہ "ایاک نستعین" یعنی تجھ تے ہمیں یاری ہور مدد مانگتے ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ بندا جے کچھ منگتا ہے سو دیو۔ "ایاک نعبدو لانا خدام" یعنی تیری بندگی جو ہمیں کرتے ہیں سو اس سبب جو ہمیں بندے ہیں۔ و ایاک نستعین لانا عشاق" یعنی تیرے پاس یاری ہور مدد ہمیں منگتے سو اس واسطے ہمیں عاشقاں ہیں۔ یعنی بندگی کرنا بندیاں کا کام ہے ہور یاری منگنا عاشقاں کا صفت ہے "ایاک نعبدو نفیا للجبر" یعنی تیری بندگی کرتے ہیں ہمیں تا نفی ہووے جبر۔ جبر یعنی بندا فاعل مختار نہیں کر جانناسو۔ و ایاک نعبدو رد القدر" یاری ہور منگتے ہمیں تیرے پاس تا رد ہووے قدر۔ قدر یعنی تمام سکت ہور اختیار بندیچ کوں ہے کر سمجھنا سو "ایاک نعبدو بجلال امرک" بندگی کرتے ہیں ہمیں تیرے امر سوں

"وایاک نستعین بکمال فضلک" تج تھے یاری ہور مدد منگتے ہیں۔ ہمیں تیرے فضل ہور کرم سوں۔ وے عبودیت تین چیز ہے۔ اول جے کوئی فرمایا سو کرنا ہور منع کیا سو چھوڑنا۔ دوسرا خوشنود رہنا قضاء ہور قدر سوں ہور جے کچھ خدا کیا ہے سو قسمت سوں۔ تیسرا اپنے منگتے پنے ہور بھاتے تے گذر کر خدا کے منگے ہور بھاتے سوں راضی رہنا۔

رسالہ روح:۔

العبودیۃ ان یکون عبداً فی کل حال کما اللہ تعالیٰ یکون ربانی کل حال۔ یعنی عبودیت او ہے جو ہر حال میں بندہ ہو کر بندے پنے سوں رہے جوں کہ او خدا ہر حال میں خدا پنے سوں ہے۔ خدائے تعالیٰ ازل میں فرمایا تھا کہ عبودیت ہور ربوبیت میں عقد ہوگا یعنی یگانگی کی گانٹھ پڑے گی۔ جب "نفخت فیہ من روحی" کہیا تو آدمیاں سوں ہم جنس ہوا ہور ایک پنا گھٹ ہوا کیا واسطے کہ ہم جنس ہور ایک ذات ہوے باج عقد درست نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوا جو عبودیت ہور الوہیت ایک جنس ہے۔ حدیث نبی:۔ کل نسب وسبب ینقطع بالموت الا نسبی و سببی یعنی موے پچھن سب نسبتاں ہور سبباں ٹٹ جاتیاں۔ مگر میرا نسبت ہور سبب نہیں ٹٹتا ہے سو معنیٰ ہے۔ یعنی عبودیت ہور ربوبیت کا نسبت کدھیں نا ٹٹسی یہ دونوں دائم قائم اچھیں گے رسالہ روح:۔ العبودیۃ اسقاط رویۃ العبد فی شاہدۃ المعبود" یعنی او ہے جو بندگی پر تے نظر اٹھ جاوے۔ خدا کے دیکھنے میں اگر نظر بندگی تی اٹھے تو خدا کا دیکھنا حاصل ہووے۔ نہیں تو وہی بندگی حجاب ہے بندے ہور خدا کے درمیانے۔ جے کچھ سامنے آوے تسے غیر کر جانے۔ اگرچہ طاعت عبادت عادتی توبی اس تے موں پھراوے مثلاً آرسی پر نظر ہے لگوں موں نئیں دستا ہے۔ آرسی اچھ کر نظر تے اٹھے تو موں پر نظر جاوے۔ رسالہ سر اللہ:۔ بندگی میں عادت کرنا سو کافری ہے۔ ہور بندگی کی رسم ہور عادت تے گذرنا سو موحدی ہے اللہ کے بندے سو ذات کے طالباں ہیں۔ یو تھوڑے ہیں۔ رحمٰن ہور وہاب کے بندے صفات کے طالباں ہیں انو بھوت ہیں یعنی بندگی خدا چہ کی خاطر کرے۔ اس باج بھی کچھ غرض درمیانے نا اچھے۔

تمہیدات عین القضات۔

عبودیت سو ایک تل ہے۔ ربوبیت کے موں پر عبودیت ربوبیت باج پیدا نہیں ہور ربوبیت کا موں عبودیت کے تل باج سہاتا نئیں۔ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف

بیان ہے عبودیت ہور ربوبیت کے ملاپ کا۔ جوں ربوبیت بے بہا ہے تیوں عبودیت کوں بی بہا نہیں۔ ربوبیت چھاڑ ہے۔ عبودیت اس کا میوا ہے۔ خدائے تعالیٰ عبودیت کے نقطے کوں محبت سوں روشن کیا ہے۔ رسالہ روح العبودیت مع الربوبیت جمال والربوبیت مع العبودیت جلال یعنی عبودیت ربوبیت سات جمال ہے۔ ہور ربوبیت عبودیت سات جلال ہے۔ دیگر الفریضة عندنا تصحیح العبودیت فی تحصیل الربوبیت و السنت عندنا النظر الی رسول اللہ و ترک ما سواہما یعنی فرض ہمارے پاس یو ہے جو عبودیت کوں صحیح کرے۔ ربوبیت کے حاصل کرنے میں ہور سنت ہماری یاں سو نظر کرنا ہے۔ رسول طرف ہور چھوڑنا اس دو کام باج فرض سو خدا سوں اچھنا ہے ہور سنت رسول سوں رہنا ہے۔ بندگی پونچی سو خوب فعل کرتے اچھ کر امیدوار رہنا ہے۔ یو عین بندگی ہے۔ ہور برے فعل کرتے اچھ کر بندگی کرنا سو تمام نفسانی ہے الفاجر من اتبع نفسہ ہوا۔ یعنی بدکار او کوئی ہے جس کا نفس ہوا کی پیروی کرے۔ دیگر اذا تم العبودیت یکون عیشہ کعیش اللہ،، یعنی جو بندگی پوری ہوی تو اس کا عیش خدا کے عیش سریکا ہوتا ہے۔ عیش کے معنیٰ حیات خدا کا حیات بقا دھرتا ہے۔ پس بندا جو بندگی کی نہایت کوں انپڑیا تو او بقا کی صفت پاتا ہے دونوں عالم میں رسالہ ابو الفرح زنجانی:۔ العبودیت بغیر الربوبیت زوال و نقصان والربوبیت بغیر العبودیت محال،، یعنی ربوبیت باج عبودیت فنا ہور نقصان ہے ہور عبودیت باج ربوبیت محال یعنی جہاں ربوبیت نہاں عبودیت ہیچ۔ ممکن نہیں جو ربوبیت عبودیت باج ہو سکے۔ ماحی کا ناتوں بندگی سو ہوا ہے۔ بندا نہیں تو صاحب کرناتوں کہاں ہووے۔ جوں کہ فرزند نا اچھے تو باپ کہہ کر کوں کہے ہور رات نا اچھے تو دیس کہہ کر کیوں بولیا جائے۔ ہور وزیر نہیں بادشاہ کس کا ہوگا۔ یونچہ کیس کا ئیک لازمہ کیا ہے۔ رباعی

میں نہیں تو کرے حق کو کنے حمد و ثنا
بیٹا نہیں تو باپ مگر کوں کنا
گر شخص عدم ہوئے تو ہووے سایہ عدم
در حق جو بقا ہے تو کہاں میں ہوں فنا

قول خواجہ عبداللہ مبارک:۔ بندا بندے پنے کے مقام میں تب درست ہووے جب اپس خاطر خدمت گار نہ چاہے بنیں تو بندا اپنا نہیں رہتا ہے عبودیت ربوبیت کا دیکھنا

ہے ۔ رسالہ مختصر احیاء علوم ۔ سب خلق حاجت ہور غرض سوں خدا کی بندگی کرتے ہیں۔ انو مزدوراں ہیں توں ایسا کوشش کر جو توں حجت سوں بندگی کرے سو یو ہے ۔ اغلق علی نفسک باب الحاجت وافتح علی قلبک باب المحبۃ" یعنی معنیٰ ہیں یعنی باند اپنے نفس پہ حاجت کا دروانہ ہور کھول اپنے دل پر محبت کا دروازہ قول محقق ۔ عبودیت او ہے جو حکم کا فرماں بردار اچھے ہور امر کا تسلیم ہووے یہاں کچھ موں نہ پھراوے ۔ حکایت ہے کہ ابراہیم بن آدم بلخی رضی اللہ عنہ ایک بندا مول لیے ۔ اسے پوچھے کہ توں کیا کھائے گا او کہا جے کچھ تو کھلاوے گا سو کھاوں گا ۔ بھی پوچھے کہ تو کیا منگتا ہے ۔ کہا بندے کوں منگتا پنا نہیں اچھتا صاحب کے مانگے پنے کے انگے ۔ بنداں ابراہیم ادھم ایس کوں اہیں کہے کہ اے مسکین توں اپنی عمر میں کدھیں خدا سوں یوں نہ تھا جوں یو بندا تجھ سوں ہے ۔ اس حال میں ۔

قول محقق :۔

بندے کوں کوی ناوں کچھ خطاب عبودیت تھے بڑا نہیں خدائے تعالیٰ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ناوں بندا لگر لیا چوں کہ کہیا "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرم" یعنی خدائے تعالیٰ لے گیا اپنے بندے کو مکے تھے دسری جگا ۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ یعنی وحی کیا اپنے بندے طرف جوں ۔ ربوبیت خدا کی صفت ، فنا نہیں ۔ تیوں عبودیت بندے کی صفت بی فنا نہیں ہور ناچیز ہو نہاری نہیں رسالہ غریب :۔ بندا اپنا او بے جو اپسیں موجود کرتا او جمیں ہے پنے کے دعوے تھے گندے ۔ نیست کر جانے ۔ جسے ہے پنا جو اول آخر اس کا نہیں پنا اچھے سو ہے پنا نہیں پنا جیہ ہے ایک بزرگوار کو پوچھے کہ محبت میں بندا اپنا اٹھتا ہے ؟ کہے کہ بندا اپنا تو نہیں اُٹھتا ہے ولے بندے پنے کا رنج ہور محنت اٹھ جاتا ہے

دوسرا باب

دسرا قسم حقیقت کے لوگاں یعنی پیغمبراں
ہور خاص الخاص ولیاں کے احوال میں

چھٹا باب دل کیوں ہے سو ہور اس کی ماہیت کا ہور اس کے صفتاں ہور پچھانت کا ہور اس کے درداں ہور علاجاں کا ہور اس کی حیات ہور موت کا ہور بیاں صاحب

دلاں کے خصلتاں کا۔

رسالہ سر اللہ :۔

دل کی پچھانت تین وزاسوں ہے عام عارفاں دل کیاں خصلتاں سمجھے ہیں اسس کا نتیجہ یو ہے جو خدا کے افعال ہور صفتاں کوں جانتے ہیں۔ پس او عام حقیقی مومن ہوتا ہے۔ ہور خاص عارفاں دل کے احوال کوں سمجھتے ہیں۔ اس کا پھل یو ہے۔ جو خدا کی ذات کے صفات کا کشف اونوکوں حاصل ہوتا ہے تو او صاحب یقین ہوتا ہے خود ہور خاص الخاص دل کے نوراں کوں پچھانتا ہے۔ اس کا تاثیر یوں ہے جو خدائے تعالیٰ اپنی قدیم ذات کا معرفت ایک ذرہ اسے عنایت کرتا ہے مو حد صرف ہووے۔ دسری پچھانت دل کی ۔ جسمانی دل تھے روحانی دل بہت دور ہے ہور روحانی دل تھے روح کوں سو ہزار روزناں ہیں جو اس روزناں سوں ملکوت کے حجرے میں دونوں عالم کے عجائب چیزاں کوں دیکھتا ہے۔ ہور اس جاگا تھے انسان صنعتاں کوں فیض بھیجتا ہے۔ اس فیض کے روزن تھے توحید کوں دیکھتا ہے۔ ہور اس روزن تھے صرف تفرید کوں دیکھتا ہے۔ ہور محبت تھے روزن تھے جمال کیا نشانیاں ہں تین آتیاں۔ ہور شوق کے روزن تھے مشاہدہ دیکھتا ہے ہور عاشق دریچے تھے۔ الفت کا شراب چاکتا ہے۔ ہور قدیم پنے کے روزن تھے فنا کی تفراق آتی ہے ۔ ہور ابد کے روزن تھے اس بقا کے حجرے میں لیجاتے ہیں۔ او خدا کی ذات کا جاگا ہے۔ دسری پچھانت دل کی روحانی دل وحی کا جاگا ہے ہور علم کا گھر ہے ہور رحم کا کونا ہے ہور حسن کا گنج ہے ہور وحدانیت کی طبل ہے ہور روح قدسی کا خزینہ ہے۔ کدھیں دل قدس کے قدس میں جاتا ہے ہور کدھیں انکیں کے انس میں کدھیں قدرت میں جاتا ہے ہور کدھیں عظمت میں۔ کدھیں ارادت میں جاتا ہے ہور کدھیں ولایت میں۔ کدھیں اس کے قدیم پنے میں فنا ہوتا ہے۔ ہور کدھیں ابد میں بقا ہوتا ہے۔ کدھیں عبودیت میں ہے ہور کدھیں ربوبیت میں۔ کدھیں جلال میں ہے ہور کدھیں جمال میں۔ کدھیں اسے خدا ایسا سراہا جو او فرشتاں تھے پیلاڑ ہوا۔ کدھیں اسے ایسا اڑایا جو ابلیساں کوں اس تھے ننگ آیا۔ چوں کہ پیغمبر اسلام فرماتے ہیں۔ قلب المومنین بین اصبعین من اصابع الرحمٰن یقلبہا کیف یشاء "یعنی مومن کا دل خدا کے دو انگلیاں کے درمیان ہے۔ جوں منگتا تیوں اسے پھراتا ہے۔ دسری پچھانت دل کی : دل خدا کی تجلی کا مقام

ہے۔ ہور ہمیشہ رہنے کا باغ ہے۔ اس کا بیج سما ایمان ہے اس کا پھل سو محبت۔ ہور ا ر
کا جھاڑ سو معرفت ہے۔ صورت میں سختا ہے وے معنیٰ میں بڑا ہے۔ عرش تھے چوٹا ہے :
کیا واسطہ خدا کی نظر کا جاگا ہے۔ "لا یعنی ارضی و الا سمائی و انما یسعنی قلب عبد المومن" یعنی
منجے زمین سماوے نہ آسمان سماوے تحقیق سماوے منجے میرے مومن بندے کا دل۔ دل پاک
گھر ہے جیو کا۔ ہور مراد ہے پیو کا چھاوں ہے کبریا کا ہور دیوار ہے بقا کا۔ درست اس
میں ہے ولے نہ اس سوں ملیا ہے ہور نہ اس تھے جدا ہے۔ نہ خارج ہے نہ داخل چوں کہ اسے
وچیرا نا کہیا جاوے ہور نہ عرش پر ہے۔ اگر توں اس جاگا انپڑے گا تو عقل کل کوں وہاں کا دیہاں
دیکھے گا۔ حق کوں توں دوست سات پاوے گا۔ ہور دوست کوں حق سات۔ اگر توں اسے
دیکھے گا تو اسے دیکھے گا ہور اگر اُسے نا دیکھے گا اس تے اگلا بولنے میں نہیں آتا ہے مگر جیو
پیو سوں بوے۔ دسری پچھانت دل :۔ خدائے تعالیٰ دل میں اپیں روح قدس کوں
دکھلائے گا تب دل کے خصلتاں ظاہر ہوویں گیاں ہور خدا کے افعال کو سمجھے گا۔ ہور اس
کی ہستی کے نوراں کوں پاوے گا ہور اس کی ذات قدیم کو پچھانے گا۔ دل کا نور ذات
کا پرتو ہے۔ دل کا مکاشفہ صفات تھے پیلاڑ ہے۔ دوسری پچھانت دل کی : جسے دل
پھرنے ہور جنبش سوں گھابرا اچھے تسے دل پر کہیا جائے مگر اسے دل کہیا جائے جو خدا
کے لطف سوں جیتا ہوں۔ تندرست ہور نورانی اچھے۔

مولف راست :۔

دل چوں بہ میاں قہر و لطف حق است
موت و مرض و حیات و صحت باید

یعنی دل قہر و لطف کبریا میانے جو ہے تو اس کوں بیماری ہور صحت موت ہور حیات ہونا۔

(شمائل الاتقیاء۔ مشمولہ اردوئے قدیم جلد دوم ۱۹۶۷ء)

عابد شاہ

عابد شاہ ابوالحسن تانا شاہ کے پیر بھائی اور شاہ راجو کے مرید تھے۔شاہ راجو نے انھیں "شاہ" کا لقب عطا کیا تھا۔ عابد شاہ کے مرشد شاہ راجو، خواجہ بندہ نواز کے والد شاہ راجو قتال کے بہت بعد کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا نام نواب الدین اور تخلص عابد تھا۔ شعر گوئی کے علاوہ نثر نگاری سے بھی شغف تھا۔ "گلزار السالکین" سے آپ کے رنگ سخن کا بھی اندازہ ہوتا ہے اس میں عابد شاہ نے شاہ راجو کی مدح کرتے ہوتے ہوئے نثر کے درمیان اشعار بھی پیش کئے ہیں "کنز المومنین" کا موضوع فقہ حنفی ہے جسے انھوں نے ایک سو ترپن (۱۵۳) کتابوں کی مدد سے تصنیف کیا ہے "کنز المومنین" ۱۰۹۲ھ کے بعد کی تصنیف ہے۔ عابد شاہ نے خواجہ بندہ نواز کی فارسی تصنیف "معالجات بندہ نواز" کا دکنی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کا مخزونہ ہے۔ علی گڑھ تاریخ ادب اردو میں گلزار السالکین کو مثنوی تحریر کیا گیا ہے جو درست نہیں۔ عابد شاہ اپنے دور کے مشہور صوفی اور خدا پرست بزرگ تھے ان کا اسلوب بیان سادہ اور عام فہم ہے۔ عابد شاہ کے اسلوب پر قدامت کی چھاپ گہری نہیں۔ وہ "گلزار السالکین" میں اپنی زبان کو "دکھنی" سے تعبیر کرتے ہیں۔ انھوں نے قدیم الفاظ کے ساتھ ساتھ ان کے جدید روپ بھی استعمال کیے ہیں مثلاً ہور کے ساتھ اور بھی تحریر کیا ہے۔ عابد شاہ کی زبان اپنے ہمعصر ادیبوں اور شعراء کی زبان کے مقابلے میں نسبتاً جدید معلوم ہوتی ہے۔

گلزار السالکین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اول ثنا، صفت کرنا اللہ تعالیٰ کا کہ او قادر ہے تمام چیز اوپر قدرت رکھتا ہے اور ہر شئی میں ہور ناظر ہے جیسا کہ شکر مٹھائی اور پھول میں باس اس طرح سب میں صفت گری رکھتا ہے۔ بیت ؏

دیکھ تو آدم میں کیا صفت دھریا
اس کا صانع خدای کبریا

ہور تمام اشیاء پر اس کی ذات بالاتر ہے۔ موافق دلیل کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "دلیل فمن ذالک علو معانا۔" اس کا یوں ہے کہ خدائے تعالیٰ عالم کی قیاس سو بالاتر ہے۔ ہور بے زوال ہے۔ وہ بے مثال ہے۔ دلیل اس کا یوں ہے۔ "لم یزال ولا یزال الذی لیشیَ کمثلہٖ شیٔ وھو السمیع العلیم" معنا اس یوں ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمیشہ ہور بے زوال ہے۔ وہ کسی شکم سوں پیدا نہیں ہوا۔ ہور اوس کی پیٹ سوں کوئی نہیں پیدا ہوا۔ مگر اوس کی امر سوں پیدا کیا ہور مزبوت ہے۔ تمام چیزوں پر ا ہور تمام شئی پر دیکھتا ہور صفت اس کی۔

وحدہٗ لاشریک لہٗ

بورے ہے جیسا کہ وہ ایک ہور اوس کے دوجا شریک نہیں ہے ہور وہ شریک سب کا ہے۔ ہور سب میں ملیا ہے جیسا کہ پھول میں بو ملی ہے۔ بن اس بو کی صورت معلوم پنے میں نہیں آتی۔ جیسا کہ عالم میں دلیل ہے۔ "ان اللہ علی کلِ شئیَ محیط" معنا اس کا یوں ہے کہ تمام عالم میں تمام شئیَ میں اس کی ذات ملی ہے بعدہٗ اے عزیز خدائے تعالیٰ کی ذات قایم ہور دایم ہے۔ ہور تمام شئیَ معنی ہے مگر اوس کی بقا ہے۔ موافق دلیل کے "کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقیٰ وَجہ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامْ۔" معنا اوس کا

یو ہے کہ ماٹی پانی فنا میں ہونے کی ہور پانی باد میں ہور، باد آگ میں ہور، اگ ہوا میں ہور، ہوا صفا میں ہور صفا محمد کے نور میں ہور، محمد کا نور عشق میں ہور، عشق ذات میں اس واسطے سب چیز فنا ہے۔

آخر اوس کی ذات بقا رہے گی۔ بیت ؏

ہیگا جگت سارا فنا، یک کی پچھے ایک جاں توں
یوں ذات اس کی ہے بقا سن قولِ فرقاں جوں تمیں

بعدۂ اے ثنا صفت الحمد اللہ ہوا محمد کو کہ انسان کی زبان سوں نئیں ہو سکے کیا واسطے کہے گا توں سن دریا کے تمام سیاہی ہور تمام جھاڑوں کی قلم ہور تمام آسمان زمین کے کاغذ پر لکھا تھا تو بھی ثنا صفت پورا نہیں ہو سکے، اس واسطے مختصر کیا ہوں۔ بعدۂ اے مالک نعتِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی صلوٰت بھیجا ہو مصطفیٰ ہور نبی کی آل پر، ہو پنجتن پر، ہور ان کے اصحاباں پر جیسا کہ پیغمبر خدا فرماتے ہیں۔ ”من صلیٰ علیٰ مرتِ صلی اللہ علیہ وسلم سبعین مرتِ“ معنی اوس کا یوں ہے نبی کہے جو مجھ پر یکبار درود بھیجے گا تو میں دس بار درود بھیجوں گا۔ اگر توں کہے کیا واسطے ثنا صفت کرنا توں سن حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ“ معنا اوس کا یوں ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ ”یا محمد اگر تمہیں ناپیدا کرتا توں تمام خلق کوں ہور، آسمان ہور، زمین کو ناپیدا کرتا ہے۔ اے مالک اس واسطے شکرانہ اللہ تعالیٰ کا بجالانا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ایسا وسیلہ زبردست محمد سر پکا دیا ہے۔ کیا واسطے وسیلہ زبردست کہے گا توں سن قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آیت کیا واسطے کہے گا توں سن تمام دریا کے سیاہی ہوا۔ تمام جھاڑوں کی قلم ہوا، تمام آسمان زمین کے کاغذ یوں لکھے تو تو بھی آیت وابتغوا الیہ الوصلت وجاہدو فی سبیل اللہ لعلکم تعلمون۔ معنا یو اوس کا ہے کہ میرے محمد کوں وسیلہ کرو۔ ہور میرے طرف آؤ ہور وہ جو کچھ کہ فرماتا سو اوس کا امر بجالاؤ۔ اے مالک ہزار ہزار شکر کہ اللہ تعالیٰ بندے کے اوپر اتنا مہربانگی رکھتا ہے اور جو کوئی محمد کے طرف سوں موں پھیر کر شیطان کی طرف منہ کیا تو سمجھنا وجلال مقام پایا۔ ہور وہ دوزخ کا مقیم ہوا۔ ہور جو کوئی محمد کے نور کوں کو دیکھ کر عاشق ہوا تو سمجھنا وہ بہشت کا مقیم ہوا۔ ہور اس کی فعل قبول ہیں۔ کیا سبب جو قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”مَن اَطَاعَ الرسول فقد اطاع اللہ“ معنا اوس کا یوں ہے کہ جن بی طاعت محمد کے کیا تو سمجھنا اونی طاعت اللہ تعالیٰ کے کیا یعنی اللہ کا تمام امر بجایا۔ اس سبب اللہ تعالیٰ نے اوس بندے کو دوزخ کی آگ سے خلاص کرے گا۔ ہور اوس سے منزل نورانی نصیب ہوے گا۔ ہور وہ بندہ دنیا کے تمام آفتوں سی بچے گا۔ سمجنا یہ منزل اللہ تعالیٰ تمام عارفوں کوں ہو طالبونکوں ہور سالکوں کوں نصیب کرے۔ بعدۂ منقبت حضرت پیر دستگیر مظہر انوار

نورانی محرم اسرار سبحانی کعبہ دین و ایمان حضرت شاہ یوسف روحانی المعروف حضرت پیر دستگیر شاہ راجو حسینی الحسنی طال اللہ عمرہٗ

ع

میرا پیر مجھ ہر تن کوں بتلا دیا — ایسے تن میں احمد کوں دکھلا دیا
ادسی نور کوں لے بھراتن منے — بوپایا خداتن کی گلشن منے
الٰہی بحق شفیع الامم — یوں رکھ شاہ راجو پر اپنا کرم
الٰہی بحق وصی مصطفیٰ — تو رکھ اس کے تندرست نِت تا بقا
الٰہی بحق علی و بتول — تو کرنا گناہاں کوں جلدی قبول
الٰہی بحق حسین و حسن — تو رکھ ان کوں آفات سے نت جتن
الٰہی میرے پیر کوں دے اماں — تا بات کرتا ہوں مطلب یوں آں

ایں کتاب گلزار الیسا لکین از تصنیف فقیر حقیر عابد شاہ از فقیراں کمترین خاکسار حضرت شاہ راجو حسینی الحسنی طال اللہ عمرہٗ۔

الٰہی میرے دل کو تو آب دے — تیری بات کرنے کو مجھ تاب دے
الٰہی میں عاجز ہوں بندہ ترا — گنہ بخش اللہ شرم رکھ میرا
ہیں عابد ہوں تیرا توں معبود ہے — تیری ذات سے مجھ کو مقصود ہے
الٰہی میری ساری گئی بندگی — گنہ گار عاجز بھوت شرمندگی
ان سب کوں اپنے فضل سے رحیم — گنہ بخش انکا اے صاحب کریم
وسیلہ دے احمد کا کر سرفراز — نگہ رکھ مرے حال پر بے نیاز
تیرے عشق میں مجکوں کر استوار — دیکھا تن کی قدرت مجی آشکار
محمد کی برکت سنی اے غنی — میرے دل تے کر دور کبر سنی
شروع جو کیا ہوں یہ دکھنی کتاب — یوں اتمام جلدی سوں ہوتے شتاب

بعدہٗ اے سالک تیرے تن میں عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور پلصراط اور لوحِ محفوظ اور قاب قوسین یہ سب آپس میں کھاں ہے اور سات بہشت اور سات دوزخ اور سات طبق زمین آسماں اور سات دریا اور اس دریا کے موجاں اور اس کا بہنا پھرنا یہ سب آپس میں کہاں ہے اور ناسوت اور ملکوت اور جبروت اور لاہوت اور ہاہوت یہ سب آپس میں کہاں ہیں اور جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور عزازیل یہ سب آپس میں کہاں ہیں اور شریعت اور

طریقت اور حقیقت اور معرفت اور وحدانیت یہ سب آپس میں کہاں اور خدا اور محمد اور ابلیس یہ سب آپس میں کہاں ہے اور ان تینوں کے گھر اور فنا آپس میں کیا چیز ہے اور بادل اور بجلی اور برسات اور گڑگڑاہٹ اور چہار ہنگام اور جنگل اور جھاڑی اور پہاڑ اور ندیاں اور جانور اور تین سو سات درجے کا دم اور تین طبق اور چاند اور سورج اور سات ستارے اور بارا برج اور بستی اور اجاڑی یو سب آپس میں کہاں ہے اور عاشق اور معشوق میں کون چیز ہے۔ عقل اور حیا اور فہم اور شرم اور علم اور فکر ان کے ٹھکانے آپس میں کہاں ہے اور سوئی کا ناکا اور اونٹوں کے قطار، انڈے اور خشخاش اور اس کی قفل اور اس کی کنجیاں یو سب آپس میں کہاں ہے۔ اور آب حیات کا چشمہ اپس میں کیا چیز ہے اور کافر اور مسلمان اور مومن اور مسافر اور مصحف یو سب آپس میں کہاں اور توں کاتے ہیں سوں پیدا اور کاٹے میں جائے گا اور جاتے وقت کیا لے جائے گا اور آتے وقت کیا لایا ہے اور سوں توں ہے جواب دے اگر اے سالک اتنا توں پچھاں تو اللہ کو بھی پچھانے گا۔ اگر تو جانا ہے تو چپ رہ اگر نہیں جانتا ہے تو اس کا بیان سن۔ یو ہے عرش سو دل ہے۔ "قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ" اور عرش کے کنگورے سو دانت ہیں اور کرسی سوں پیشانی کو بولتے ہیں اور دست چپ کوں لوح بولتے ہیں اور دست راست کوں قلم بولتے ہیں اور بلصراط اور دیوار قہقہہ ناک کوں بولتے ہیں۔ لوح محفوظ زبان کو بولتے ہیں اور قاب قوسین بھواں کوں بولتے ہیں۔ اول بہشت بیداری دسرا بہشت نصیحت تیسرا بہشت شفقت چوتھا بہشت صدق، پانچواں بہشت سخاوت، چھٹا بہشت علم، ساتواں بہشتِ عقل عینی اور جنت الفردوس موں کوں بولتے ہیں۔ کیا واسطے کہ یہ تمام بہشتوں کے دروازے تارق میں رکھے گئے ہیں۔ سب کا دروازہ موں ہے اور سات دوزخ یو ہے۔ اوّل دوزخ شہوت، دوسرا دوزخ کینہ، تیسرا دوزخ بغض، چوتھا دوزخ حسد، پانچواں دوزخ کبر، چھٹا دوزخ غلفت، ساتواں دوزخ اور اس دوزخ کا قفل نات سو ہے اور اس کے سانپ بچھو سو علت اور اس کی بدفعلیاں ہیں۔ سو ہزار جہنم کا ایک جہنم اپنا نفس امارہ ہے۔

گلزار السالکین۔

(مخطوطہ نمبر ۲۵۷۔ جدید۔ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدر آباد اے۔ پی)

شاہ سلطان ثانی

شاہ سلطان ثانی کی تاریخ ولادت ۱۶۰۹ء ہے۔ آپ سید فخرالدین سلطان حسینی کے فرزند تھے جو حسینی سید تھے۔ انھیں محمد اکبر حسینی خلف خواجہ بندہ نواز سے ارادت حاصل تھی۔ سلطان ثانی (مرشد سلطان) اپنے خاندان کے ہمراہ سورت سے ہوتے ہوئے گجرات بیجاپور اور گلبرگہ پہنچے اور چند سال گلبرگے میں قیام کیا لیکن یہاں انھوں نے مستقل رہائش اختیار نہیں کی بلکہ مدراس کے ایک قصبہ کی طرف روانہ ہوگئے اور پھر وڈی کرہ پونڈی میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو کر تا دم مرگ یہیں رہے اور یہیں سپرد خاک ہوے۔ سلطان ثانی نے طویل عمر پائی تھی۔ انھوں نے اپنی یادگار ایک دیوان اور دو نثری تصانیف "درالاسرار" اور "زنجیرہ" چھوڑی ہیں۔ "درالاسرار" میں مصنف نے "[illegible] درون" کی تشریح کی ہے سلطان ثانی چوں کہ اپنے والد فخرالدین سلطان کے مرید و خلیفہ تھے اس لیے اس نسبت کے اظہار کے لیے وہ خود کو "مرید سلطان" لکھتے ہیں۔ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ "درالاسرار" خواجہ بندہ نواز کی تصنیف نہیں ہے۔

دُرّ الاسرار

کُنتُ کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان عرفَ مخلق الخلق " یعنی اوسلطان اپنی ذات کے دریا
میں چھپیا راز کنج رکھیا تھا۔ بقا کی موتیاں سوں بھر کر ہور کر اُس حال میں پاک۔ یک اوس کنج
طرف نظر کیا۔ ہور اوس موتیاں کاو جالا دیک کر عاشق ہوا ہور مصلحت تزویج میں
آیا جو ایسی راز کی موتی چھپا کر رکھنا خوب نہیں بلک عشق کے بازار میں ظاہر کرنا
بھلا ہے بتعبیر ظاہری . . . . . . موتیاں قدر نا ہوسی ہور جوہری کوں ظاہر میں لیانے
منگتا تب اس ذات کے دریا کی نور سوں جوہریوں کوں بنایا جوں تزویج کیا تھا تیوں
ہور اوس جوہریوں کوں عشق کے بازار میں لیا کر بٹایا۔ بعد ازاں اُوس ذات کے دریا میں
غوطہ کھایا ہور اوس بقا کی موتیاں کوں اوپر لیایا ہور او موتیاں تمام اوس جوہری کے
ہات سوں بنایا اوس جوہری نے کمالیت کے نظر سوں او سب موتیاں کوں دیکھا ہور
بہتر پسند کیا ہور صفت اوس موتیاں کی جوں تھا تبو نچہ اوس موتیاں کا مول ظاہر کیا
سالکاں کوں بات دسنے کے واسطے عشق کے بازار میں او موتیاں تمام ظاہر کیا یعنی اے
بھائی مقصود تجے معلوم نہیں ہوا تو یہاں کھول کہتا ہوں خوب سن اول خود بخودی کا حال
تھا سو چہ ذات کے دریا ہے ہور اوس حال کا راز ہے سو چہ کنج ہے ہور قرآن کے آیا
آیا تاں ہیں سو چہ موتیاں ہیں ہور خاتم النبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو چہ جوہری
ہیں۔ ہور اے تمام جہاں ہے سو چ عشق کا بازار ہے ہور معنیٰ کہولے ہیں سو چ موتیاں
کا مول ہوا ہے۔ اے بھائی ای سب سینا ہور سمجیا ہور ریایا یعنی بیت بنام اول کشف احمد
چنیں زوصف بیک میم شد نازنی یعنی اوس کا معنا احد کے ناؤں سوں احمد تئیں ہوا ہر ایک
میم کے صفت سوں عاشق ہور معشوق لیا بعد ازای بھائی حق کے توفیق سوں ہور اوس

بادی شاہ سلطان کی مدد سوں سالکاں ہور طالباں کے واسطے اوس بقاء کے موتیاں چن کرلیا یا
ہوں ہور راز کے معنی کے تاگے میں پور دیا۔ تب اس رسالے کا ناؤں در الاسرار کر رکھیا
ہوں۔ اس رسالے تے سالکاں کوں باٹ دسے گی ہور طالباں کوں طلب زیادہ ہوئے
گا ہور عاشق کوں عشق پیدا ہوئے گا ہور کوئی پڑنے والے ہور سننے والے خدا کی طلب
میں آئیں گے ہور جو کوئی درالاسرار کوں پڑنے منگے اول چاہتا ہے اوس سن کر موتیاں کا بہا
سمجیا یعنی اس کے معنی اسوں واقف اچے تب ای درالاسرار اوس کا ہات لگے گا ہور
او غنی ہووے گا دانا ہور بینا ہوئے گا ہور اوراز کا صاحب ہوئے گا دانا ہور خدا کی ذات
سوں واصل ہوئے گا۔ نبی علیہ السلام کی شفاعت سوں ای بھائی اس اسرار کے موتیاں
کا خبر یہاں سوں دیتا ہوں خوب سن ہور بوج لے اے ہے۔ "قولہ تعالیٰ فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا
تبصرون" یعنی خدا کہیا تمھاری تناں میں ہوں پس تمی کے نئیں دیکھتے یعنی قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مَنْ عَرَفَ نفسہ فقد عرفَ ربَّہٗ" یعنی جو کوئی اپس کوں سمجیا سو خدا کوں سمجیا پس اے
سالک اس آیت ہور اس حدیث کی خبر سوں . . . . . پہچانت اپنی کر کر اپس کوں پچھانا
واجب و فرض ہوا ہے اے سالک توں اپیں اپس کوں پچھانیا ہے تو بول توں کوں ہے ہور
توں کہاں تے آیا ہے ہور آتے وقت . . . . . ہے ہور توں کہاں جاوے گا ہور جاتے وقت
کیا لے جاوے گا ہور توں تج میں خدا کوں کہاں دیکھتا ہے ہور خدا کا نور کس رنگ کا ہے
کر پچھانیا ہے۔ ہور توں تج میں رسول کوں کہاں دیکھتا ہے ہور رسول کا نور کس رنگ کا ہے
کر پچھانیا تو تجھ میں ابلیس کوں کہاں دیکھتا ہے ہور ابلیس کا نور کوں کس رنگ سوں پچھانیا
ہے ہور تجھ میں فرض کہاں ہے ہور سنت کہاں ہے ہور تجھ میں اسمان ہور زمین بہشت
ہور دوزخ عرش ہور کرسی لوح ہور قلم ہور پل صراط اے سب اس میں کاں ہیں۔ ان کے
صورتاں ہور ان کے ٹھیکانے کاں ہیں۔ ہور نفس ہور دل ہور عشق ہور عاشق ہور معشوق
انو کے صورتاں ہور ٹھکانے اپس میں کہاں ہیں۔ ہور ناسوت ہور ملکوت ہور جبروت
ہور لاہوت اپس میں کہاں ہے پچھانیا ہے ہور فنا اپس میں کون چیز ہے ہور بقا اپس
میں کون چیز ہے۔ پس اتنا چ سمج اوس کوں پچھانے گا اسے پچھانت منے خدا کے پچھانت
ہے پچھانے گا۔ اے سالک اپنی پچھانت ہور خدا کی پچھانت ییوں اس روش صحیح ہور
بعض محققاں دوسری روش پچھانت کرے ہیں سو اور روش بی کہتا ہوں سن اول سالک

پانچ عناصر سوں ہور پچیس گن سوں ہور چہار نفس سوں ہور چہار موجود سوں ہور چہار دل سوں ہور چہار روح سوں ہور چہار ذکر سوں ہور چہار باٹاں سوں ہور چہار منزلاں سوں اول سالک اس تمام مقاماں سوں خبردار ہووے گا تو اپس کوں پچھانے گا ہور اسی پچھانت سوں خدا کوں بی پچھانے گا مگر بعضی محقق لوگاں اس روشن سالک کوں خبر دیتے ہیں ہور من عرف نفسہ کی بوج اس روش کرتے ہیں اے سالک اپنی پچھانت ہور خدا کی پچھانت کوں کھینچتا کھینچتا اچھے گا ہور اتنا دور ہور فرق بھی خدا ایس تے نا اچھے گا جو چہار منزلاں کر کر اوسے اپڑے کوں ہور خدا کا قول تو یوں ہے۔ قولہ تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید "یعنی خدا کہیا کے تمہاری شہ رگ تے اپنی نزدیک ہون ہور دوسری جاگا تے خدا کے ہور بندے کے درمیان کچ قدم کا فرق ہے۔ "لیس بینی و بینہ فرق الا انی تقدمت بالعبودیت" یعنی اس کا معنا یہیں ہے میرے ہور اوس کے درمیانی فرق کچھ نہیں یک بندہ پنے کے قدم بغیر از یں اے سالک چلنے والے کوں یک قدم ہے جس وقت بندے پنے کا قدم اوٹھے گا اوسے وقت صاحب پنے کا جاگا پاتا ہے پس اس قدم کے چلنے والے کوں چہار منزلاں کے کیا حاجت ہے۔ وے ٹھیک اس قدم کوں بجز کامل پیر مرشد پانا مشکل ہے۔ اپنی سمج سوں ناپاے بھی اشارت خدا تے سن من قولہ تعالیٰ ولا یحیطون بشیئ من علمہ یعنی خدا کہا اپنی سمج سوں کئی چیز کوں ناپا سکے۔ یعنی پیرو مرشد سمجھائے۔ ن ایشارت بھی خدا تے سن قولہ تعالیٰ " فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم تعلمون " یعنی کہا تو جو کچھ میں خدا کی آشنائی کی لوگاں کوں اگر تجھ میں نا جانتے اچھیں گے تو پیں اے سالک اے واسطے اے فرد بھی کہا ہوں۔ فرد

بہائی در معما ماند المحال
اگر خواہے ببرس صاحب حال

یعنی معنا اس ذر کا معمار ہیا ایتال تو اگر اس در معنا بوجھنے منگتا ہے تو صاحب حال سوں پوچھے دوسرا دوری ہے قولہ تعالیٰ " ھو الاول ھو الاخر ھو الظاہر والباطن وھو بکل شیئ علیم " یعنی وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن یعنی لیس فی الدارین الا ھو یعنی نہیں ہے دو جہاں میں بغیر اوس۔ اے سالک اول ہور آخر ظاہر ہور باطن اے چہار محلاں میں تو خدا ہے ہور اے چہار و گھر تو خدا کیچ ہوے۔ ایتال اس میں بندہ بندے کا گھر کاں ہے اگر کوں جانے گا خدا ہور بندہ دونوں مل کر

اس چہار دگھر اینچ ہوے تو پھر بندہ کوں وصال کا ..... کھینچا کیا حاجت ہے مور پھر منگتا بنا خدا سوں رکھتا کیا غرض ہے۔ حیف اے بھائی یوں نکو سمج۔ اس چار و خدا کی علاوہ سوں بندے کا گھر ہے۔ وہی گھر ہو توں پاوے گا تو اپنے گھر تے نکل کر توں صاحب کوں پاوے گا۔ اے سالک بندہ کسی ..... سو توں سمج کر بندا ہوا ہے۔

(رقہ رالاسرار۔ مخطوطہ نمبر ۲۱۸۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد اے پی)

معظم بیجاپوری

شاہ معظم بیجاپور کے ایک صوفی شاعر اور ادیب تھے۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ مثنوی، قصیدہ اور غزل جیسی اصناف سخن میں طبع آزمائی کر کے انھوں نے اپنی اُستادی کا لوہا منوا لیا تھا معظم کا ادبی ذوق بیجاپور میں علی عادل شاہ ثانی شاہی کے زمانۂ حکومت میں پروان چڑھا تھا۔ ان کا پورا نام محمد حسینی اور لقب و تخلص، معظم تھا۔ چشتیہ اور قادریہ دونوں سلسلوں سے فیضیاب ہوئے تھے۔ معظم کی مثنوی "معراج نامہ" سے ان کے مذہبی عقائد کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ قادر لنگا کے مرید تھے اور اپنے اشعار میں اُنھوں نے اپنے مرشد کا اکثر جگہ بڑے احترام و عقیدت سے ذکر کیا ہے۔ شاہ معظم نے سکندر عادل شاہ اور اورنگ زیب کا زمانہ بھی دیکھا تھا۔ "سوال صادق و جواب معظم" "مثنوی گفتار عقل و عشق" "قصیدہ" "سی حرفی" "دیوان معظم" "معراج نامہ" "شرح شکار نامہ" "مفتاح الاسرار" "آزاد نامہ" "گلزار چشت" "شجرۃ الاتقیا" اور "ساقی نامہ" ان کی یادگار ادبی تخلیقات ہیں۔

شرح شکارنامہ

اس شکارنامہ کا شرح فقیر حقیر محمد حسینی معظم قادری اپنے حوصلے موافق فرمائے ہیں۔اس واسطے کے یو عاجز اس گھر حیثیت میں طالب ہوا ہے ہور امین الدین اعلیٰ کوں سجدہ کیا ہے۔ اون کے تصدق سوں یو فقیر اس راز کو پونچا ہے۔ نو باپ یعنی حضرت محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں نو باپ اللہ تعالیٰ انوں کوں . . . . علوی کیا۔ ہر سو سات طبق آسمان ہور عرش ہو کر شئے مل کر نو طبق ہوتے ہیں۔ یہ نو طبق زمین ہے ہور اللہ تعالیٰ نے امہات یعنی . . . . یو آسمان ہور زمنیاں ماداں سو سات طبق زمین ہے ہور انو چہار فرزند سو ہمارے چار وجود۔ تحقیق ہیں۔ آسمان و زمین درمیانے پیدا ہوئی ہیں۔ اس بعد از فرزند قرار دیئے ہیں تو حضرت قدس سرہ قطب الاقطاب شاہ برہان صاحب یوں فرماتے ہیں کہ اس وجود کا محل ہوا یعنی پیدا بھی ہوا۔ یہانچہ ہور رہینگا بی یہانچہ۔ ہور چارو بھائی سو لازم الوجود ممکن الوجود ممتنع الوجود، عارف الوجود ہور تین بھائی ننگے تھے یعنی انو کو وجود ایسے نہ تھے جو نظر کے قید میں آویں ہور ایک بھائی کپڑے پہائے سو یو وجود تو ٹھار بھاتا ہے ہور اوس آستین میں پیکے تھے یعنی خدا کی محبت ہور عشق اوس وجود میں ہے . . . . چہار کمانا سو چہار راہ شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت چہار راہ مرتبہ شہید ہونا یعنی شہادت مبداء، شہادت وحیاء، شہادت عمدا و شہادت شہداء ہوا . . . . . ہور ان کے چلنا قصد کرنا السعی من اللہ والاتمام علی اللہ تعالیٰ۔ سو جیوں کماناں کوں گوشہ ہوا چلّہ نہ تھا یعنی نام رکھیا گیا ہے۔ کماناں کرنا بے ظاہر کماناں جیسا ہیں و چہار تیراں سو چہار ذکراں، سو ذکر جلی، ذکر قلبی، ذکر روحی، ذکر سری ہور اوس تیر کوں پیکاں ہور سو . . . . . چار ہرن سو چار نفس ہیں۔ سو نفس مطمئنہ، نفس ملہمہ

نفس لوامہ نفس امارہ' انوکوں زیر کرتا سو (عقل) قیاس عقل گمان عقل وہم عقل آگاہ۔ ہور خاکی گھر سو یو ہوا جیسے قلعہ بوتے ہیں ہور محراب سو یو تن واجب الوجود۔ خدائے تعالیٰ نے قرآن میں در سورۂ نور خبر دیا ہے۔ اللہ نور السموات والارض ہور دل سو حقیقت جسے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے عرش اللہ تعالیٰ۔

(مخطوطہ نمبر ۱۱۴ جدید۔ اسٹیٹ آرکائیوز، آندھرا پردیش)

مخدوم شاہ حسینی

مخدوم شاہ حسینی گیارھویں صدی کے آخر اور بارھویں صدی کے آغاز کے عہد سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ پرگنہ کوتال قصبہ بلکانور کے رہنے والے تھے جو بیجاپور میں واقع ہے۔ انھوں نے اپنے مرشد کا نام پیر اللہ حسینی بتلایا ہے اور خود کو "خانوادۂ چشت اہل بہشت" سے بتلاتے ہیں۔ ان کے فرزند کا نام پیر اللہ تھا اور انھیں بھی تصوف سے لگاؤ تھا۔ "معراج العاشقین" جسے ایک عرصے تک خواجہ بندہ سے منسوب کیا جاتا رہا ہے دراصل مخدوم شاہ حسینی کی تلاوت الوجود کی بے ربط تلخیص ہے۔ پانچ عناصر پچیس گن کا نظریہ خانوادہ امینیہ کی دین ہے اور شاہ تراب چشتی دکن میں چشتیہ سلسلے کے وہ آخری بزرگ ہیں جن کی شعری تخلیقات میں یہ نظریہ اپنی پوری معنویت کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے تلاوت الوجود سوال و جواب کے قدیم طرز میں لکھی گئی ہے۔ طالب اپنے مرشد سے مختلف آیات و احادیث اور مذہبی مسائل دریافت کرتا ہے اور جواب میں مرشد ان کی وضاحت کرتا جاتا ہے۔

مخدوم شاہ حسینی کی نثر پر قدامت کی چھاپ خاصی گہری ہے۔ ان سے قبل کے بعض دوسرے مصنفین کی نثر مقابلتاً جدید معلوم ہوتی ہے۔ ان کا اسلوب بیان سنجیدہ ہے مخدوم شاہ نے تصوف کے ادق مسائل کو عوام کے لیے دلنشین اور قابل فہم بنا کے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جگہ جگہ اقوال و احادیث سے عبارت کی معنویت میں اضافہ ضرور ہوا ہے لیکن جملے خاصے بوجھل ہو گئے ہیں۔ مخدوم شاہ حسینی کی عبارتیں مذہبی اصطلاحات سے مملو ہیں۔ مصنف نے تعقید سے احتراز کرنے کی کوشش کی ہے اس کے باوجود کہیں کہیں جملے الجھ گئے ہیں۔ تلاوت الوجود میں آیات و احادیث کی کثرت ہے اور مصنف بلا تکان انھیں دکنی نثر کے ساتھ ہم آمیز کرتا جاتا ہے۔

تلاوت الوجود

پانچہ عناصر پانچہ فرشتے چار تن چار نفس چار دل چار عقل چار روح۔ چار خطرہ چار ارشاد چار منزل چار شہادت دو مقام یوں چل کر پیلار ہوتے تو ایسے فقیر کا مقام بی بڑا ہے۔ سوال طالب:۔ ای مرشدیوں تو تردل ہوا۔ خدا یہاں لگ انپرآیا۔ یہاں تے خدا لگ کیوں انپڑنا؟ جواب مرشد:۔ پیر کامل ملے تو سالک کا مراد حاصل ہوتے گا۔ سالک پے سچا ہونا پیر کے بہانے میں ایس کوں دینا۔ پیر کہی توں کرنا تو اوس کا مراد اہیں کہیا تیوں ہوتے گا۔ حدیث نبی صلعم "رایت بطالیلۃ المعراج" نے احسن صورتہ بنے کہے میرے رب کوں معراج کی رات دیکھیا جیوں کی صورت میں۔

سوال طالب:۔ پانچہ چیزاں کا کہو بستار؟

جواب:۔ مرشد سن اے سالک جلی نفس قلبی دل روحی روح سری سر خفی نور اس پانچہ کے پنجتن پاک کیا۔ سو نبی سری سو علی روحی سو فاطمہ، قلبی سو حسن جلی سو حسین پانچہ وقت نماز، فجر کا نماز جلی ظہر کا نماز قلبی، عصر کا نماز روحی، مغرب کا نماز سری، عشاء کا نماز خفی۔

سوال طالب:۔ یو تو لستاں کا ہو ابستار لگا پنجہ کے دو بات ایک موڑ سو کیا جواب۔

مرشد:۔ سن اے طالب عاشق، معشوق، عشق۔ عاشق معشوق دو بات۔ عشق میانے کا موڑ۔ اے سالک عاشق اللہ، معشوق محمد، عشق درنو کے میانی وصل۔ وصل کے وقت ہوش رہتا مز بہوت مشکل ہے۔ پیر تے پانا ہے اوس کا معنا۔ پیغمبر صاحب فرماتے ہیں کہ "لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل"۔ اس کا معنا یوں ہے۔ جو کوئی اپس کوں...... اسکا حال ایک وقت ایسا ہوتا ہے کرنے کہ وہاں کوئی فرشتہ مقرب ہور امرسل بنیاں کوئی نہیں۔ اس جاگا واصل سرگردان ہے کیا معنا جواب مرشد سن اے طالب۔ اللہ کو بوجھیا وہاں نہیں ہٹتا۔ ایس کوں بوجھیا وہاں اللہ منتہا

یوں سرگردانے واصل توں ہے۔ اے سالک تو عشق کی بات پکڑ جیسے عشق پیدا ہوتا ہے تو بالغ ہوتا ہے۔
"لا شیخ الا بلغ من العشق" اس کا معنا شیخ بالغ نہیں ہوتا ہے۔ بغیر عشق قولہ تعالی "ان ربکم اللہ الذی خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوٰی اعلی العرش" اس کا معنا چھ دیس میں منداں کیا اس کا وضع تمہارے میں ہے۔ اول ذات، دوسرا نور، تیسرا سر، چوتھا روح، پانچواں دل، چھٹا نفس اے سالک اول ذاتی نور پیدا ہوا۔ نور سے سر پیدا ہوا، سر تے روح پیدا ہوا، روح تے دل پیدا ہوا، دل تے نفس پیدا ہوا......

سوال طالب ہے اے مرشد اوّل نقش، دوسرا دل، تیسرا روح، چوتھا سر، پانچواں نور، چھٹا ذات، پانچ عناصر چھتیس گن پانچ ذکراں ایک محبت۔ معنی پر کار کرنا جواب مرشد۔ سن اے طالب جہان سوں خدا لگ اپنڑنے کا طریقہ یو ہے اول نقش سوں ملنا۔ بزاں کوئی دل میں دن رہنا۔ دل پاک کر کر دل میں روح کوں پانا روح تے سر کوں پانا سر تے نور کوں کو پاتا۔ اس میں ہیں ذات کیا نشانیاں جوں پھول ہے پھول میں باس ہے باس کا خانہ ہے۔ اپیچ کہتے ہیں۔ "من عرف" کا معنا۔ من عرف اللہ لا یقول اللہ" اللہ کوں بوجھیا سو نیں بولتا۔ زبان سوں اور جس کوئی اللہ بولیاں سونیں بوجھیا سو نئیں اللہ کوں ایسا لک کتاب رسالیاں میں یو سب لکھے ہیں۔ سر نیں تو مراد حاصل نہیں ہوتا اسی مرشد کامل ہونا طالب سچا ہونا تو یو بستان پا سکے گا۔ بزاں مرشد پر پرسش طالب پر گناہ نئیں یوں نئیں بوجھلیا تو طالب اسیر ہوتا ہے۔

سوال طالب:۔ اے مرشد حدیث نبوی صلعم "الصلوۃ علی خمس" اس کا معنا انسان بوجھنے کوں پانچ پردا سو یا پانچ ذکراں یو ہنما معلوم نہیں۔ ایسے کیوں کرنا۔

جواب مرشد:۔ سن اے طالب واجب کے زبان قلبی ممکن کہ زبان روحی ممتنع کے سری عارف کے زبان خفی اللہ کے زبان۔ اے سالک بولنے میں آتے۔ تیوں کرنے میں آنا کرنے میں نا کرنے میں آنے کا ہنر مرشد باج نہیں آتا۔

سوال اے طالب :۔ اے مرشد پانچ عناصراں کا پیدائش کیوں ہوا آنوں کا خصم کہاں ہوا۔؟
سن اے طالب اول خالی سو دیکہ بینی کا مقام میں تے بارا پیدا ہوا بارے میں تے آگ پیدا ہوا آگ میں تے پانی پیدا ہوا پانی تے ماٹی پیدا ہوا۔ ماٹی کا جیو پانی پانی کا جیو آگ آگ کا جیو ہارا ہارے کا جیو خالی خالی جیو ذات قدیم ماٹی پانی میں خصم پانی آگ میں خصم آگ بارے میں خصم بارا خالی میں خصم خالی ذات میں خصم اے سالک چھتیس گن پانچ رنگ پانچ لذت پانچ مقام پانچ دروازہ یو مرشد با معلوم ہوتا نئیں ۔

سوال طالب:۔ اے مرشد پانچ فرشتے کیوں پیدا ہوئے۔
جواب مرشد:۔ سن اے طالب اول عزرائیل ذاتی پیدا ہوا اس تے اسرافیل پیدا ہوا اسرافیل تے عزرائیل پیدا ہوا عزرائیل تے میکائیل پیدا ہوا میکائیل تے جبرئیل پیدا ہوا۔ اے سالک جبرئیل آواز کوں بولتے ہیں۔ میکائیل مطلب کوں بولتے ہیں عزرائیل ستارے کوں بولتے ہیں۔ اسرافیل مطلب بوجھنہارے کوں بولتے ہیں عزرائیل دیکھنے ہارے کوں بولتے ہیں۔ اس کا نروار مرشد بغیر نا ہوسے اے سالک تیرا حال بدلے گا تو توں قدیم حال کوں اپڑے گا۔ بزاں یو داسوس تیرے دل سوں جاوے گا۔
سوال طالب:۔ اتاں نور میں کیاں ڈالیاں کا کھو بستار کیوں ہوا؟
جواب مرشد:۔ سن اے طالب ایک ذات نور سات صفات اس ہیں ڈالیاں سات صفتاں نور کی دو ڈالیاں پات یو سب خصم بیج ہیں۔ ذات دیکنا، سنا، سنگنا، جانا، بولنا، لذت لینا، پچھانا، پکڑنا سب تے پاک ساتوں صفات لینا اس کی حالانکہ حدیث قدسی "انزل القرآن علی سبعۃ حرف" اے سالک اس کا معنا خدا اوالیاں سو سات صفتاں اس سات حرفاں سو وجود کھڑا کیا۔ اس سات حرفاں سوں سات آسماں، سات زمیں، سات بہشت، سات دوزخ، سات دریا، سات دن کیا اوّل یکشنبہ، یکشنبہ سوں دوشنبہ، دوشنبہ سوں سہ شنبہ، سہ شنبہ سوں چہار شنبہ، چہار شنبہ سو پنجشنبہ بہ پنجشنبہ سوں جمعہ، مشغول اچھیا اوّل ہفتہ یعنی شنبہ، جمعہ پکڑنا اٹھنا، چلنا، بیٹھنا یو صفتاں ذاتی۔ .... دیکھ ذات صفات سیں نہیں جدا ہے مشکل بوجھنا آپ خودی جب خودی سوں نکلی بہار تو تھا اس صفت ہوئی دیدار اے طالب رکھنا دیہاں مرشد بن نا ہوتے کاں حق تے ہو دیو سلسلہ تن تے چلکر دیکھ ملا۔ طالب صادق سانچا ہوں تو تج پر تو یوں کھولیا ہوں۔
سوال طالب:۔ سن اے مرشد چار دن تناں کا پرکار کیوں چل کر جانا؟
جواب مرشد:۔ سن اے طالب گیان دہر چار دتن کی دیتوں خبر یو تن واجب الوجود اس کا دل سنگی نفس امارہ عقل، قیاس، فرشتہ موکل میکائیل خطرہ نفسانی، روحانی حیوانی مقام شیطانی راہ شریعت منزل ناسوت شہادت مبدا۔ اس کی فعل خیر دبکنا، غیر سنا، غیر بولنا، غیر کرنا، مغروری تکبر بغض انانیت، غیبت، حرص، بخل، طمع حرام شرک کفر، بہتان، کینہ، شہوت آزار دنیا فعل امارہ کے ہیں۔ "قولہ تعالیٰ انّ النفس لامارۃ بالسوۃ"، اس کا معنا خدا اکھیا تمنا کوں برے فعل فرمانے ہارا امارہ ہے، تمہیں اس طرف نکو ہٹوں، دوسرا تن ممکن الوجود، اس کا مقام دل ہوا۔ نفس لوامہ روح سفلی خطرہ ملکی فرشتہ موکل۔ اسرافیل شہادت، دہدا راہ طریقت، منزل ملکوت اس کی فعل خدا کے دوستاں سوں ملنا، علم پڑنا

نماز کرنا روزہ رکھنا، نیک صحبت رہنا۔ یاد میں اپچنا سخاوت کرنا فقیراں سوں محبت رکھنا، یو فعل لوامہ کے ہیں۔ اے سالک یوں آیتہ یوں ہیں۔ .... جو کوئی اپنے نفس کے بہکانے تے گذرے گا تو نور کے بہشت میں ان کا تیسرا تن ممتنع الوجود اس کا دل ظلمات نفس مطمئنہ عقل گمان فرشتہ عزرائیل شہادت محمد! منزل جبروت راہ حقیقت روح قدسی خطرہ روحانی فعل یاد بسرنا آپس میں آپی متفرق اچھیار۔ یو فعل مطمئنہ کے ہیں۔ اے سالک یو آیتہ یوں ہے قولہ تعالیٰ .... یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الا ربک راضیۃ مرضیہ" اس کا معنا اے آرام پانے ہارے نفس توں خدا سوں راضی ہو تجھ سوں خدا بھی راضی ہوتے گا۔ چوتھا تن عارف الوجود اس کا دل صفا نفس ملہمہ عقل گاہ فرشتہ جبرئیل خطرہ رحمانی روح علوی شہادت شہدا راہ معرفت منزلِ لاہوت، مقام قرب۔ فعل معشوق کا مشاہدہ دیکھنا آپس کوں اپس میں بسرنا۔ وہاں کا ذوق لینا۔ یو فعل ملہمہ کے ہیں۔ نفس تے نفس کوں پہچاننا تو نفس ملہمہ رحمانی ہوتا ہے۔ یوں آیت یوں ہے۔ "قلوب المومنین بیت اللہ تعالیٰ" اس کا معنا یو دل خدا کے رہنے کا جاگا ہے۔ خدا باج دوسرا نیں اے رسالہ پیر کے زبان سوں اپنی وجو کا مطالعہ کرے گا تو ایسے گمان افسوس بچتہ نا رہے۔ اسے یوں آیت کا معنا معلوم ہوتے گا قولہ تعالیٰ "کل شیئ ھالک الا وجہہ" اس کا معنا جو کچھ یو دیکھتا سو سب اوچہ جاتے گا۔ تو تیری ہلاکی کی سر کیا (تلاوت الوجود۔ مخطوطہ نمبر ۲۹ کتب خانہ سالار جنگ ۔ حیدر آباد)

طوطی نامہ

سنسکرت کی شہرہ آفاق اور بصیرت افروز کہانیوں "شکسپ تی" کا نخشبی نے فارسی میں ترجمہ کر کے اس کا نام "طوطی نامہ" تجویز کیا تھا۔ نخشبی کے طوطی نامے سے پینتیس ۳۵ کہانیوں کو منتخب کر کے سید محمد قادری نے سلیس فارسی میں اس کا خلاصہ تذکرہ کے طور پر پیش کیا تھا دکن کے کسی نامعلوم مصنف نے سید محمد قادری کے اس "طوطی نامہ"، کو دکنی میں منتقل کر دیا ہے۔ اس کا سنہ کتابت ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۲۹ء ہے۔ مصنف کے نام اور حالاتِ زندگی کا پتہ نہیں چلتا۔

قصہ اول در پیدائش میمون و عاشق شدن برخجستہ

ایک دولتمند اگو کے کہ احمد سلطان نام رکھتا تھا بہوت، مال و متاع و بہوت لشکر و لک گھوڑے ایک ہزار پانصد ہاتی و صوا دنتاں بوجا او ٹھانے ہارے اس کے نزدیک حاضر تھے لیکن اسکوں اولیاد نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ خدمت میں خدا پرستاں کے جاتا تھا۔ وہ صبح شام واسطے اولیاد کے دعا منگتا تھا۔ آیا پچھے کتیک روز ے خدانے بادشاہ یہاں ایک لڑکا خوبصورت و آفتاب چہرہ و ماہ جبیں اسکے تئیں بخشا۔ تب او بادشاہ اس خوشی سوں شگفتہ دل ہو کر کتے ہزار روپیہ درویشاں اور فقیراں کوں خیرات کیا اور تین مہینے تک وزیراں و امیراں و دانایاں و فاضلاں و استاداں کوں اس شہر کے ضیافت کیا و خلعتاں بھاری قیمت کے دیا۔ جب لڑکا سات برس کی عمر کا ہوا استادِ کامل کے نزدیک پڑنے بٹھایا۔ اور لڑکا تھوڑے روز میں الف و آمدن نامہ و انشاء ہرکرن و گلستاں و بوستاں و جامع القوانین و انشاء ابوالفضل و یوسفی و رقعاتِ جامی تحصیل کیا بلکہ عربی و فارسی کچھ باقی نہیں رکھا و قاعدہ نشست و برخاست مجلس پادشاہی و قانون گفتار و رفتار بزم شاہنشاہی سیکیا اور نظر

میں بادشاہ اور خاصگاں درگاہ کے پسند آیا۔ تب بادشاہ اس فرزند کا نام میمون رکھا اور ایک عورت ماہ بدن خورشید رخسار کی شادی کر دیا۔ نام اس عورت کا خجستہ تھا۔ درمیانے خجستہ و میمون کے دوستی زیادہ ہوئی جیساکہ ہر روز ہور صبح و شام یکجا گار ہتے دیکھا سوتے دیکھا گا بیٹھتے۔ میموں یک روز پالکی سوار ہوکر واسطے تماشاے بازار کے گیا اور وہاں دیکھا کہ ایک شخص بازار میں طوطے کا پنجرہ ہات میں لے کر کھڑیا ہے میموں طوطا بیچنے ہارے کے تیئں پوچھیا۔ اس طوطے کی قیمت کیا ہے طوطا بیچنے ہارا جواب دیا کہ اس کا مول ہزار ہون ہے۔ میموں سن کر کہا کہ یک مٹھی پر دیگر نوالہ بھر کون ایسا مول دے گا۔ طوطا بیچنے ہارا جواب دینے نئیں سکیا اس وقت طوطا جواب دیا کہ "اے دولت مند مجھے مول نئیں لیا تو بہوت قباحت ہے بعد ازاں طوطا جواب دیا کہ اے خوش جمال والے دولت مند صاحب کمال اگرچہ میں تیری نظر میں موٹھی پر دستا ہوں لیکن عقل و دانائی سوں اوپر آسمان کے اوڑتا ہوں اور خوش گفتار شیریں سخناں میرے سن کر تعجب کرتعجب ہوتے ہیں اور ادنی ہنر میرے میں ہے کہ کام اگو کا ہونے ہارا خوب پچھانتا ہوں کہ میں اب کہ سوداگراں کابل شہر کے آتے ہیں واسطے مول لینے سنبل کے اور تمام سنبل اس شہر کا مول لے کر یکجا گا جمع کر کر رکھ...... او سوداگراں آتے بعد از آنے کتیئں بیچ۔ اس سوداگر سوں تجے بہوت فائدہ ہوئے گا۔ میمون سخن طوطے کا سن کر نقد یک ہزار ہون مول دے کر اس طوطے کوں لے کر اپنے گھر کوں گیا اور اپنے شہر کا تمام سنبل منگا کر اس کا مول پوچھیا۔ دوکانداروں اس سنبل کا مول دس ہزار ہون بولے اس وقت نقد دس ہزار ہون اس کا مول دے کر اس سنبل کوں ایک جاگا حفاظت سوں رکھیا یوم روز طوطے بولے موافق سوداگر کابل شہر کے پہونچے اور دوکانداں سوں مانگے۔ دوکانداراں تمام کہے کہ سنبل ہمارے نزدیک نئیں ہے۔ تمام سنبل ہمارے شہر کا میمون مول لے کر رکھیا ہے۔ بعد ازاں تمام سوداگراں مل کر گھر میمون کے آتے۔ و تمام سنبل پچاس ہزار ہون کوں مول لے کر اپنے شہر کوں گئے۔ پیچھے میمون سخن پر طوطے کے بہوت خوش ہو کر یک شارو کینں۔ مول لے کر نزدیک طوطے کے رکھیا واسطے وحشت تنہائی کا اس کے دل سوں نکل جاوے اور طوطا اور شارو کہ دونوں مل کر خوش رہین جیساکہ بزرگان فرماتے ہیں۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

یک روز میمون خجستہ سوں کہا کہ دل میرا چہتا ہے کہ سفر دریا اور ملکاں اور بندراں کا کر کر۔ آیا ... وقت تیرے تیئں کام ایک درپیش ہوتے سوائے مصلحت طوطی اور شارو کے مت کر،

اس طرح سخناں بول کر مسافرت گیا۔ میمون گئے بعد خجستہ بہوت غم کرنے لگی اور جدائی سوں شوہر کے راتوں کو ناسوتی اور کہاتا نئیں کہاتی۔ طوطا کے طرح قصے اور کہانیاں بہتر بول کر خجستہ کے دل کوں خوش کرتا۔ پیچھے چھ مہینے کے یک روز خجستہ نہا کر چہرہ اپنے کتیں سنوار کر مہاڑی پر سوار ہو کر دریچے مہاڑی کے تماشے کو جہانکا کرتی تھی۔ یک بادشاہ ہزارہ دوسرے شہر کا واسطے سیر کے اس شہر کوں آیا تھا۔ اونے خجستہ کا چہرہ دیکھ کر دیوانہ ہوا و خجستہ بھی اس کوں دیکھ کر عاشق ہوئی۔ اور پادشا ہزادہ یک عورت کٹنی کوں بولا کر اس کے ہات نزدیک خجستہ کے پیغام بھیجا کہ یک رات میرے نزدیک آئے گی تو عوض میں ایک انگوٹھی لاک ہون کی مول کر تجے دیوں گا میں۔ او کٹنی آکر پیغام پونچائی۔ اول سن کر نا منظور کیے بعد از ورغلانے سوں کٹنی راضی ہو کر جواب اس کا کہلائی کہ آدھی رات کے وقت تمہارے حضور میں آؤنگی میں۔ جب رات ہوئی خجستہ لباس بہتر پین کر روبرو شارو کے آئی اور اوپر کرسی کے بیٹھ کر اپنے دل میں اندیشہ کی میں عورت ہوں۔ شارو بی عورت ہے۔ البتہ سخن میرا سنے گی اور شاہزادے کے نزدیک جانے کوں حکم دے گی۔ اس اندیشہ سوں تمام کیفیت روبرو شارو کے ظاہر کی۔ شارو سن کر نصیحت کی کہ ایسا کام نہ کرنا کہ تمہاری قوم میں جو کہ سخت عیب اور شرم ہے اس واسطے کہ عشق خجستہ پر غالب تھا منع کرنے سوں شارو ک کے غصہ بہوت آیا۔ پنجرے میں سوں شارو کتیں باہر نکال دونوں پانواں شارو کے ہاتوں مضبوط پکڑ کر اسیا اوپر زمین کے ماری کہ جاں شارو ک کا نکلیا اور مر گئی۔

ا ـــ ق

(طوطی نامہ۔ مخطوطہ نمبر: ۲۰۳۳۴ / ۸۹۱۔ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ)

م ن ـــ ط (مکتوبہ ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۹ء)

سنگھاسن بتیسی

سنگھاسن بتیسی ان نثری داستانوں میں سے ایک ہے جو مدراس کے فورٹ سینٹ جارج کالج کے مصنفین کی یادگار ہیں۔ یہ کالج انیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں دکنی ادب کی ترویج و اشاعت کا اہم مرکز بنا ہوا تھا۔ سنگھاسن بتیسی کا مترجم اس کالج کا کوئی نامعلوم مصنف ہے۔ جس کے حالاتِ زندگی اور نام سے ہم ناواقف ہیں۔ مخطوطے میں آغازِ داستان سے قبل مصنف کا یہ بیان موجود ہے کہ اس نے فارسی شاہ نامے کو جو چتر بھوج داس کا کارنامہ ہے عام فہم اور آسان "دکھنی زبان" میں ترجمہ کر کے پیش کیا ہے۔ سنگھاسن بتیسی دراصل سنسکرت سے ماخوذ ہے۔ موسوم کیا گیا ہے۔ اکبر کے عہد میں بھوج داس کایستھ نے جو فارسی ترجمہ شاہ نامہ کے نام سے کیا تھا سنگھاسن بتیسی اسی کا ترجمہ ہے "دکرم چرتر" سے "سنگھاسن بتیسی" بتیس کہانیوں پر مشتمل ہے۔ ان کہانیوں میں راجہ بکرماجیت کے عدل و انصاف، رعایا پروری، شجاعت اور جود و سخا کے قصے اس کے تخت کی پتلیاں بیان کرتی ہیں۔ مخطوطے کے ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس داستان کی کتابت ۲۲ صفر ۱۲۱۷ھ مطابق ۱۸۰۲ء میں مکمل ہوئی تھی۔

حکایت پتلی اول

جب راجہ بھوج تخت کے تئیں طرف دھار انگر کے لے گیا یک بانڈی خبردار کو بلا کر ساعت حاصل کیا کہ اوس تخت پر بیٹھے یک پتلی نام اس کا چمپینا تھا یک مرتبہ کہی کہ اے راجہ بھوج یہ تخت راجہ بکرماجیت کا ہے جو کوئی مانند اوس راجہ کے سخاوت کرے وو لایق ہے کہ اس تخت پر بیٹھے۔ راجہ پوچھیا وو حقیقت سخاوت کی کس طرح سی ہے۔ تب پتلی کہی کہ اوجین نام شہر کا ہے۔ نہایت آباد و خوش آب و ہوا رکھتا ہے اور حویلیاں لوگوں کی بہوت رنگین اور صفائی سے آراستہ ہیں۔ اس جگہ کے نہایت خوش وقتی اور

جمیعت سے رہتے ہیں اور حلقہ اوس کا مانند فولاد کے استواری اور رستی اوس کو بہت بہتر اور نادر ہے۔ یک
مرتبہ اس شہر میں راجہ کے فرزند کے شادی شروع ہوئی اس وقت راجہ بکرماجیت یہ حقیقت شادی کے اطراف کے
راجوں کو لکھا تب راجہ ملکون کے نامی مبارک بادی کے اور تحفے واسطے دینے کے راجہ بکرماجیت کے
خدمت میں بھیجا اس طرح راجہ یک نامہ جب دریا پر لکھا تب دریا اس کی صورت لے کر باہر آئی
اور وو نامہ اپنے سر اور آنکھوں پر رکھی اور بہوت خوش نختی کے ہمراہ قاصد کے چار لعل تحفہ بیش قیمت
کی روانہ فرمائی اور حقیقت ہر یک لعل کی جدا جدا بیان کر دی۔ جب قاصد وہاں سے رخصت ہو کر راجہ
کی خدمت میں آیا اور کہا کہ یہ چار لعل دریا نے نظر بھیجی ہے اور تاثیر ان لعلوں کی بہوت نادر ہے۔ تب
راجہ فرمایا کہ اے قاصد خاصیت ان لعلوں کی بیان کر تب قاصد عرض کیا کہ فلانی لعل یہ خوبی رکھتا ہے جس
قدر کہ ہاتی اور گھوڑے اور اونٹاں گوسنداں اور گایاں اور بھینسیاں جس چارپایوں سے طلب فرما دیں
اسی وقت حاصل ہوتا ہے اور دوسرا لعل یہ قدرت رکھتا ہے جہاں تک چیزاں کھانے کے کیا جنس طعام
اور کیا جنس میووں سے دنیا میں پیدا ہوتے سب حاضر کرتا ہے اور تیسرا یہ خاصیت رکھتا ہے جس طرح
کا کپڑا رنگین اور سفید اور کیا خاصہ اور ململ اور کمخاب اور مخمل اور بانات اور فرش ضرور ہوں یک لحظہ میں
حاصل ہوتا ہے۔ اور چوتھا لعل یہ تاثیر رکھتا ہے کہ جو کچھ سونا اور روپا لعل جواہر اور یاقوت اور گوہر تانبا اور
پیتل جست اور لوہا درکار ہووتے اسی ساعت موجود ہوتا ہے۔ قاصد جب روبرو راجہ کے یہ خاصیت
ظاہر لعلوں کے تفصیل سے ظاہر کرتا تھا اس وقت یک براہمن پریشان احوال اور بہوت مفلس نزدیک
راجہ کے آیا اور موں طرف آسمان کے کیا اور عرض کیا کہ اور راجہ مہاراج یک لڑکی لایق شادی کے رکھتا ہوں
میں اور چاہتا ہوں کسی کو نسبت کر دیوں لیکن سامان اور سرانجام اسکا نہیں رکھتا ہوں اس واسطے عاجز
ہوں اور راجہ کی خدمت میں انجام لایا ہوں اگر راجہ کے فضل سے مقصد کو پہونچوں رات اور دن دعا
کرتا رہوں۔ راجہ یہ بات سنا اور دل میں اندیشہ کیا کہ ایک لعل ان چا رو لعلوں سے برہمن کو دیووں۔
میں کے دل برہمن کا خوش ہوتے تب راجہ حکم کیا کہ یک لعل ان لعلوں سے جو تیری خاطر میں بہتر آوتے اٹھالے
وو برہمن تعریف لعلوں کی جدا جدا سنا تھا دل میں تجویز کیا کہ کونسا لعل لیوں میں پیچھے اس اندیشے
کے جواب دیا اگر مہاراجہ حکم فرماتے میں تو گھر میں جا کر مصلحت پوچھتا ہوں اور پھر خدمت میں آ کر
عرض کرتا ہوں۔ راجہ فرمایا یہ بہوت بہتر ہے۔ تب برہمن رخصت ہو کر اپنے گھر کو آیا اور عورت و فرزنداں
سے حقیقت لعلوں کے ظاہر کیا اور مصلحت پوچھا کہ تمہارے تئیں کونسا لعل خوش آتا ہے۔ ظاہر کرو
تا کہ راجہ سے مانگ کروں۔ تب ایک فرزند نے کہا جو لعل کے ہاتی اور گھوڑے اور چارپاتے لیتا ہے وو

لعل بہتر ہے۔ دوسرا فرزند کہا جو لعل کے کپڑے زنگین اور سفید موتی اور ریشمین بخشش کرتا ہے وہ لعل خوشتر ہے۔ اور لڑکی برہمن کی یوں کہی جس لعل سے چیزاں کھانے کے حاصل ہوتے ہیں وو لعل افضل ہے اور عورت کہی کہ جس لعل سے روپا اور سونا ملے وہ بہت نادر ہے۔ تب برہمن دیکھا کہ مصلحت کسی کے موافق نہیں کرتے ہیں وہاں سے اٹھا اور بہت حیرت سے آگے راجہ کے گیا اور التماس کیا کہ اے مہاراج مصلحت کسی کی قرار نہیں پکڑتی ہے اس صورت میں جو لعل اپنی مبارک ہاتھوں سے عنایت فرمادے وہ میرے حق میں غنیمت ہے۔ راجہ اس بات سے بہوت خوش ہوا اور اپنے عنایت اور شفقت سے پوچھا کہ اے برہمن راست کہو کہ لوگ گھر کے کیا مصلحت کیئے۔ تب برہمن تمام حقیقت اول سے آخر تک مفصل روبرو راجہ کے عرض کیا۔ اس وقت راجہ بکرماجیت ہنسا اور چاروں لعل برہمن کو عنایت کیا۔ پتلی کہی کے اے راجہ بھوج جو کوئی اس طرح کی سخاوت اور اعلیٰ ہمتی رکھتا ہو وہ لایق ہے کہ اس تخت پر بیٹھے۔ راجہ بھوج اس پتلی سے حقیقت سنا اور بہوت محظوظ ہوا۔

(مخطوطہ نمبر ۲۲، کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔ سنہ کتابت ۱۲۱۷ھ مطابق ۱۸۰۲ء)

ملکہ زمان وکام کندلہ

یہ داستان فورٹ سینٹ جارج کالج سے وابستہ کسی مصنف کی ادبی کاوش ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ کتب خانہ سالار جنگ حیدر آباد میں موجود ہے۔ داستان کے مصنف اور سنہ تصنیف کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ ترقیمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا سنہ کتابت ۱۲۳۴ھ مطابق ۱۸۱۹ء ہے۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ داستان ملکہ زمان وکام کندلہ" یا تو ۱۸۱۹ء میں لکھی گئی تھی یا یہ اس سے قبل کی تصنیف ہے۔ کے الفاظ یہ ہیں۔" تمام شد بتاریخ یازدہم رجب ۱۲۳۴ء " یہ مخطوطہ (۹۲) ورق یعنی ایک سو چوراسی صفحات پر مشتمل ہے اور داستان کو مصنف نے چودہ مختلف عنوانات سے مزین کیا ہے "حکایت" کی سرخی سے بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مختلف حکایتیں جمع کر دی گئی ہیں لیکن یہ ایک مسلسل داستان ہے جس میں ہر عنوان قصے کے ایک نئے موڑ کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس کی اصل "جواہر سخن" فارسی میں ہے۔ اس داستان کے قصے کا قصہ مادھونل وکام کندلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تمہید میں مصنف نے لکھا ہے کہ "جواہر سخن" نظم میں ایک "قصہ عجیب" ہے اور وہ اسے نثر کے قالب میں ایسے انگریز سرداراں والاشان" کے لیے ڈھال رہا ہے جو "نو آموز" ہیں۔ مصنف نے اپنی نثر کو "کرناٹکی محاورے" سے تعبیر کیا ہے۔

پہلی حکایت شہزادہ پیدا ہوا سو بیان ہے

کہتے ہیں کسی ملک میں ایک شہر کام آباد ہے۔ وہاں کے بادشاہ کا نام کام بخش او بادشاہ بڑا عادل اور شجاعت سخاوت میں بے نظیر۔ اس عصر کے بادشاہاں اور سلاطیناں پر جمیع امور سے بزرگی رکھتا تھا ملک اور خزانہ اور لشکر زیادہ تھا مگر کوئی اولاد اس کو نہ تھی۔ اس کو یک وزیر تھا او بھی لاولد۔ وزیر اور

بادشاہ رات دن درگاہ الٰہی میں اپنے کو فرزند ہونے کی خاطر دعا مانگتے اور فقیراں سے اعانت چاہتے۔ مدام، درویشاں اور مساکین کی خدمت گزاری کرتے۔ کتیک روز کے بعد خدا کا فضل وزیر اور بادشاہ پر ہوا بہر دو کی عورتاں کیتیں حمل رہا اور دونو کو فرزنداں تولد ہوتے۔ بادشاہ اپنے فرزند کا نام کامران رکھا۔ وزیر اپنے نورچشم کا نام سنبے رکھا۔ دونو یک جگہ پرورش ہونے لگے۔ شہزادہ وزیرزادہ جب پانچ برس کے ہوتے تب استاد کے پاس علم اور ادب سکھانے بیٹھاتے۔ چند روز میں دونوں علم حاصل کیے۔ وزیرزادہ شہزادہ کے تئیں بہت شرارت سکھانے لگا۔ استاد بادشاہ کے حضور میں عرض کیا۔ شہزادہ وزیرزادے کی سنگت سے نہایت شریر اور روز بروز بی ادب ہوتا ہے۔ اب دونوں کے تئیں یک جا ملا نا رکھنا ہر ایک کو علٰحدہ کر رکھنا بادشاہ وزیر سے کہا تیرا فرزند بہت شرارت شہزادہ کو سکھاتا ہے۔ دونو کو مل رکھنے میں مصلحت نہیں ہے۔ کسی مکان میں لے جا کر علٰحدہ رکھ اور دوسرا استاد مقرر کر۔ وزیر آداب تسلیمات بجالا کر حکم کے موافق دوسرے استاد کے پاس لیجا کر بٹھلایا۔

دوسری حکایت شہزادہ نامہ وزیرزادے کے نام سے لکھتے ہیں

جب شہزادہ اور وزیرزادے مین پھڑات پڑا طرفین نہایت مکدر ہو بیقرار ہورہتے ہر ایک کے دل میں ملنے کی تمنا اسی تھی خواب خور فراموش کر رہی تھی۔ ایک روز بڑے اشتیاق سے شہزادہ نامہ درد جدائی کا لکھ وزیرزادے کے پاس روانہ کیا۔ اس نے نامہ لے کر بہت خوش ہوا پڑا۔ مضمون معلوم کیا۔

تسری حکایت وزیرزادہ شہزادے کا جواب لکھ روانہ کرنا

وزیرزادہ شہزادہ کا نامہ درد سوز کا پڑ نہایت رونے لگا اور اپنا درد غم جدائی اس طرح لکھا۔ جب سے تجھ کو چھوڑ کر جدا ہوں خواب خور مجھ پر حرام ہے۔ رات دن ایسا گذرتا ہے مانند سال و ماہ کے۔ اگر ہم اس شہر میں تمامی عمر رہیں گے تو بھی ملنا نہ ہوگا۔ کس واسطے اپنی عمر عزیز اس قید میں پڑ کر گرفتار رہنا بہتر ہے کسی ملک طرف روانہ ہو جانا اور تقدیر آزمائی اپنی کرنا۔ معلوم نہیں تقدیر کس طرح سے ہمیں امتحان کرنا بہتر ہے۔ اگر مرضی سفر کرنے پر ہے تو اول مجھ کو اطلاع دینا میں سفر کا اسباب تیار کروں گا۔ اس طرح سے لکھ روانہ کیا۔ شہزادہ وزیرزادے کا خط دیکھ بسیار خوش ہو لکھا ہے۔ مدت سے خواہش تھی ملک کا سیر کرنا تنہائی کے سبب سے قصد نا کیا۔ اگر تیرے سریکا رفیق ہمراہ ہوتا ہے تو سفر کرنا کچھ بڑا کام نہیں ہے۔ اگر مرضی اپنی لکھی موافق سفر کرنے پر ہے فلانی روز شب کا وقت تیار ہو کسی جا انتظار رہا تو میں بھی ہر طرح قید سے رہائی

پا تیرے نزدیک اسی وقت حاضر ہوتا ہوں۔ جب اس طرح یہ نامہ پیام ہوا ایک روز روانگی مقرر پائی۔

چوتھی حکایت شہزادہ اور وزیرزادہ مل سفر کرنا اس بیان میں ہے

روایت کرنے والے اس طرح بیان کیے۔ آب خور ہر ایک جا سے اٹھے پر زنجیراں میں جکڑا رکھے تو وہ شخص نہ ٹھہرتا ہے۔ جب شہزادے اور وزیرزادے کا آب خور اٹھا ویسی قید شدید میں سے ہر دو رہائی پا روانہ ہوتے کہتے ہیں شہزادے اور وزیرزادے میں شرط استوار سفر کا ہوا تھا۔ وزیرزادہ اسی شب کو قیدخانے سے اپنے گھر میں جا کچھ زر جواہر موافق خواہش اپنے بدست کر گھوڑوں کے طویلے میں تخاطر خواہ دو گھوڑے تیار کر ایک پر سوار ہو دوسرا گھوڑا ہاتھ میں پکڑ روانہ ہوا۔ اس جا شہزادے کی انتظاری کرتا رہا۔ تھوڑے وقت بعد شہزادہ پہرے والوں کو داؤ دے قید سے نکل روانہ ہو وزیرزادے پاس گیا وزیرزادہ شہزادہ آ پہنچے گھوڑے سوار ہو ہر دو بیابان کی راہ لی۔ گھوڑے دوڑاتے ترت بہت دور جاتے رہے۔ ہر ایک کے دل میں اندیشہ تھا اپنے نکلنے سے وزیر و بادشاہ واقف ہو کر پکڑ لانے خاطر البتہ کسی کو روانہ کریں گے۔ یوں سمجھ کر بارے سر یکا ہر دو صحرا اور بیابان کا راستہ پکڑ کہیں نا ٹھہر چلے جاتے تھے۔ ایسے میں صبح ہوا تب بھی وہ مسافر کسی جگہ نا بیٹھ چلے جاتے تھے۔ جب دو پہر ہوتی آفتاب نہایت گرم ہوا اور دھوپ ایسی سخت پڑنے لگی شہزادہ ناز پرور بیتاب ہو۔ پھول سر یکا کملا گیا اور وزیرزادے سے کہا پیاس بڑی لگی ہے، تھوڑا پانی دے۔ اس نے ایک چھاگل بھر کر پانی ہمراہ لے کر آیا تھا۔ ایک پیالہ آب بھر کر دیا۔ تھوڑے وقت بعد شہزادہ پھر پیاس سے بیتاب ہو پانی درخواست کیا۔ اس نے پانی دیگر بار دیا۔ غرض جیوں جیوں راہ چلتے تھے تیوں تیوں شہزادہ تشنہ ہو پانی طلب کرتا جاتا تھا کتیک وقت میں چھاگل کا پانی تا نیت کو پہونچا۔ شہزادہ نپٹ تشنہ وہاں ہو پانی مانگا۔ وزیرزادہ عرض کیا چھاگل کا پانی تمام ہوا۔ کسی جا دیکھ بھر لاتا ہوں۔ شہزادہ غصے میں آکر وزیرزادے پر شمشیر کھینچ کر آیا۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا آپ یہاں کھڑے رہتے ہو تو میں شتابی کہیں سے پانی پیدا کرکے آتا ہوں۔ اس طرح کہہ اس نے کسی سمت گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا۔ تھوڑی دور گئے پر ایک ندی نظر آئی۔ ہر دو کنارے ندی کے جا کھڑے ہوتے۔ وزیرزادہ گھوڑے سے اتر ایک پیالہ پانی بھر شہزادے کو دیا۔ اس نے بہت وقت سے تشنہ لب ہو رہا تھا پانی منہ میں لیا تھا تھوک دے۔ وزیرزادے سے کہا اس پانی میں کچھ بدبو آتی ہے۔ وزیرزادہ کہا خس و خاشاک یہاں پانی میں زیادہ ہے اس سبب سے بدبو آتی ہوگی۔ دوسری جگہ سے پانی لاتا ہوں۔

(بحوالہ زبان و کلام کتبہ ۱۲۲۲ھ مطابق ۱۸۰۷ء مخطوطہ نمبر ۲۵ نثری افسانے کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد)

محمد ابراہیم بیجاپوری

بیجاپور یا مدراس کے تذکروں سے ابراہیم بیجاپوری کے حالاتِ زندگی پر روشنی نہیں پڑتی۔ محمد ابراہیم کے والد ملک حسین خان تھے۔ ان کے دادا شیخ محمد بیجاپوری غالباً فوج میں ملازم تھے اور "جمعدار" کہلاتے تھے۔ شیخ محمد کے خاندان نے کب ترکِ وطن کر کے مدراس کا رخ کیا تھا اس کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کچھ نہیں بتلایا جا سکتا۔ مدراس میں ابراہیم بیجاپوری نے پہلے ایک انگریز "طماس ہنری منک" کی ملازمت اختیار کی اور درس و تدریس کے کام پر معمور ہوئے۔ ہنری منک کی فرمائش پر ابراہیم بیجاپوری نے "دکن انجمن" کے نام سے "انوار سہیلی" کا دکنی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔
ابراہیم بیجاپوری فورٹ سینٹ جارج کالج سے بھی وابستہ تھے۔ ان کی دکنی "انوار سہیلی" نے جنوبی ہند میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کی۔ چونکہ یہ ترجمہ فورٹ سینٹ جارج کالج کے انگریز فوجی افسروں کے لیے کیا گیا تھا اس لیے کالج کے انتظامی بورڈ نے کالج کے پریس میں اسے بڑے اہتمام سے ۱۸۲۴ء میں شائع کروایا تھا۔ بلوم ہارٹ نے انڈیا آفس کے ہندوستانی مخطوطات کی فہرست میں اس کی تاریخ تالیف ۱۸۲۲ء بتائی ہے۔

دکنی انوار سہیلی

جب میں نے اپنا عجز و انکسار بتلایا تب حضرت دل سے خطاب مستطاب ہوا کہ اے میاں محمد ابراہیم بن ملک حسین خاں بن شیخ محمد بیجاپوری جمیدار دکھنی ہزار سواری تو نے کہا کہ اگر کسو نے مجھے مجھ سا فقیر زماں اور کسیفِ دوراں اس جہان بے پایاں میں بنور تمام ملاحظہ کیجئے تو اس کا دستِ ارادت دامنِ مقصود تک نہ پہنچے......... فارسی انوار سہیلی کے تمہیدات مسلسل و نقلیات

مفصل کو بعینہ زبان دکھنی میں ترجمہ کرے تب وہ صاحبِ عالی مناقب فرمائے کہ اس امر شائستہ کار بایستہ سے سرداران ذی شان و حاکمان زمان کی خدمت میں باعثِ نام آوری ہوگی اور زبانِ مذکور بھی از سرِ نو زندگی پائے گی۔ پس یہ ہیچمدان اس بات کو مغتنم سمجھا اور فرمائیش سردار کی قبول کیا۔ اب اس خیر سگالی کی رشتۂ شرم تیرے ہات ہے۔ توقع ہے اس کتاب کو زبان دکھنی میں کہ عوام الناس اس ملک کے ہزاری اور ہزاری عورت اور مرد اور چھوٹے اور بڑے بولتے چالتے ہیں۔ زیب تسطیر فرمائیں گے تاکہ باعث میری نام آوری کا ہو اور موجب تیرے کارگذاری کا۔ زبان یکبارگی جوش ہول دہر اس سے چونک پڑی۔ تب میں سائل ہوا کہ اس کتاب کا نام کیا رکھا چاہیے۔ وہ کہے دکن انجمن نام شائستہ و اسم بالیستہ ہے تب میں نے وہی نام رکھ دیا اور خدا کا شکر کیا....... حسبِ فرمائش تین سال تک دامنِ رفاقت نہیں چھوڑا......... شبانہ روز یہی کام تھا کہ باہم کوچہ گردی کیا کریں اور ہر ایک گویائی سے عادات خیر مسموعات لیا کریں۔ کمال جد و جہد و تلاشِ بیحد سے شب بےخورد و خواب گذرتی تھی۔ اور روز پر اضطراب۔

یہ عاصی زبان سے سائل ہوا کہ اے مہربان الفاظ کلیلہ و دمنہ تانیث ہے یا تذکیر اس نے جواب دی یا اہلِ ہند ان کو تذکیر سے محاورہ کیے ہیں۔ اہلِ دکن تانیث سے برتے ہیں۔ اس کا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اکثر اہل ہند و دکن میں اختلاف تانیث و تذکیر ہوا ہے۔ چنانچہ "پھولبن" "گلشن عشق" "منطق الطیر

"یوسفؑ وزلیخا" کے مطالعے سے معلوم ہوئے گا۔ لہٰذا الفاظ کلیلہ و دمنہ کو زبان دکنی میں تا نیست ہے برتا گیا۔ غرض زبان کو دکنی گویائی میں کام تھا اور بندے کو لکھنے میں قیام زبان کہتی تھی اور میں لکھتا تھا۔

شروع قصے کا

چین کے ملک کے ادرس چورس میں ایک بڑا بادشاہ تھا اس کا نام ہمایوں فال ہور اسے ایک بڑا اپکا وزیر تھا اس کا نام خجستہ رائے۔ ہمایوں فال ایک بار خجستہ رائے کو ساتھ لے کر شکار کو گیا دہاں سوں ایلے تو دھوپ بڑی تھی۔ ایک پہاڑ کی انی پو جھاڑاں تھے چھاؤں کی خاطر خجستہ رائے کو سات لیکر اس چھاؤں کے لیے جا بیٹھا ہور دیکھا تو کیا کہ ایک جھاڑ سکا کھوڑ کا ہور ہرا ہو گیا ہے۔ اس کے اندر شہد کی مکھیاں پولی بندے اندر گھستے اور بہار نکلتے ہیں۔ ہمایوں فال خجستہ رائے سوں پوچھا یہ کیا ہونگا انے بولیا یہ شہد کی پولی ہے۔ پادشاہی علمار فضلا سگل ان کے یہاں ہے۔ جمشید نے پادشاہی کرنا ان کا سوچ سیکھا۔ ہمایوں فال بولیا ارے میاں وزیر دنیا بڑی کھٹ کھٹ کی ہے۔ اس سوں بہتر ہے کہ سب چھوڑ دے کر کونا پکڑنا خجستہ رائے بولیا تمہارے سوں عالم کا بھلا ہوتا ہے تمنا کونا پکڑ کر کیا نفع۔ عدالت سوں پادشاہی کرے تو دنیا میں ہور دیں میں دونوں جگہ بھلائی ہے۔ پادشاہ کو ضرور ہے کہ عقلمنداں کو جڑا کر ان کی عقل کے موافق پادشاہ کا مان کرنا جیسا کہ ہندوستان کا پادشاہ رائے دابشلیم نے بیدپائے حکیم کی عقل پو چلے جاتا تھا۔ ہمایوں فال دابشلیم ہور بیدپائے حکیم کی بات سنیچ خجستہ رائے سوں پوچھا کہ مجھے بڑی ارمان ہے کہ اس کا کیا احوال ہے سو سنتا توں یہ کیا بیوار ہے سو سگل بچر کر بولی۔

آغاز داستان رائے دابشلیم و بیدپائے حکیم

خجستہ رائے بولنے لگیا میں سینا ہوں کہ ہندوستان کے ملک میں ایک بڑا پادشاہ تھا۔ اس کا ناؤں رائے دابشلیم۔ اونے بڑی عدالت ہور حکومت والا تھا ایک دن عقلمنداں میں بیٹھا تھا دہاں عقل کے بڑے بڑے باتاں چلتے تھے۔ ہور انسان میں ایسے ایسے چالاں ہوتا کر کو بولتے تے۔ یہوں باتاں کرتے کرتے واں دھرم کی بات نکلی۔ سگل یک منھ ہو کر بولنے لگے۔ واں دھرم کی کرنی سب نیک چالوں سوں بھلی ہے، دابشلیم اس بات کو پسند کیا ہور اس دن جتنے غریب غربا تھے ان کو ایسا نواز دیا کہ کچھ بولے نئیں جاتا جب رات کو بچھانے پر سو گیا تب خواب میں دیکھا تو خدا کی راہ پو خیر خیرات بہوت کیا۔ فجر تیچ یہاں سوں نکلتے کدھن جادہاں اتنا خزانہ ہے کریں کیا بولوں اسے توں لاتے۔ اے دابشلیم فجر تیچ

ہشیار ہوکر نہا دھوکر سواری سوں تلاٹے کدھن چلایا۔ بستی سوں پہاڑ کے دامن میں جنگل پکڑ کو چلایا تو وہاں ایک بڑا ڈونگا غار دسیا اسکے کنٹرے کے پو ایک بزرگ بیٹھا تھا۔ بادشاہ دل میں اس سوں مل بیٹھا کر سو جھانسا۔ اُنے اس بات کو جان لیا کہ سوچ بولنے لگیا کہ مجھ غریب پو مہر کرنے کو آتے تو بہت بھلا ہے۔ پادشاہ اس کے جا کر میرے خاطر خدا کے پاس دعا منگ کر کو بولیا جب چلانے کھڑا رہا تب فقیر بولیا میرے کنے تمنا دینے کو ویسی کچھ چیز نہیں ولے میرے باپ کا بستار خزانہ یہاں گڑیا ہے اس نورتن بھی بستا تھیں مجھے کیا کرنے ہمیں لے کو گئے تو میری بڑی خوشی ہے اچھا کر کو اوسے کھودنے خاطر بول دیا۔ بیلدار ان آکر کھودنے لگ گئے۔ انگشت پیا ٹکا ہوا ہزاراں نورتن کے صندوقاں نکلتے۔ بادشاہ اسے سب کھلایا۔ اس میں ایک صندوق تھا ہیرے کنکر میں لک لوٹ ہور اسے بکٹ ایک قفل پکڑیا تھا۔ بہوت کھولنا کیے تو دو نہیں کھولیا۔ پادشاہ کے دل میں اس میں ایسی کیا چیز ہونگی سو دیکھنا کر کو بہوت ارمان پیدا ہوئی۔ لہواراں جوں توں کر کو کھولے۔ اس میں ایک مرصع کا صندوق تھا۔ دابشلیم اپنے ہات سوں اس صندوق کو کھولیا۔ دیکھیا تو کیا کہ مریانی بولی کی لکھت سوں ایک کاغذ دھریا ہے۔ پادشاہ اوسے دیکھ یہ کیسا ہونگا کر کو بہوت دنگ ہوگیا۔ ہر ایک اپنے دل میں آتے سر یکا بولتا تھا آخر او علم جانتا تھا سو ایک شخص کو پکڑ لاتے۔ دابشلیم بولیا یہ کیا ہے سو اوسے پڑ کر بول اونے پڑ کر بولنے لگیا کہ اس میں لکھیا ہے کہ میں ہوشنگ پادشاہ ہوں۔ دابشلیم کے خاطر یہ امانت رکھ چھوڑیا ہوں ہور اسے سونے روپے میں ڈھانپ رکھا ہوں۔ او مال نکالنے کے بعد از اونے اوسے پڑ کو سننا مال کسی کے کام نہیں آتا ہور یہ وصیتاں پادشاہاں کے کام کے ہیں جو عقلمند بادشاہ ہے سو ان وصیتاں پو اپنی حکومت چلائیں گا۔ جو بادشاہ ان چودہ وصیتوں پو اپنی دولت نہیں کرے گا سو اس کی دولت میں نینگی۔ اوّل وصیت یو ہے کہ جو بادشاہ اپنے ایک نوکر بڑھا دیا ہو اپنے کنے بٹھالیا تب دوسرا کوئی چاڑی اس کے خراب ہونے واسطے بولیا تو اوسے سچ ناجاننا کیا سبب کہ جو کوئی پادشاہ کے موں چڑیا ہے۔ سو لوگ اس پو حرص کرتے ہیں بادشاہ کی مہر اس پو بہوت ہے۔ سو دیکھتے تو اوسے اکھاڑنے کی فکر رکھتے ہور بڑے نجوتے پنے سوں ٹھکانے کی باتاں بنا بنا کر کرنے لگتے ہیں آخر بادشاہ کا دل اس پو سولا تو بدلتا ہور ان کی ارمان بر آتی ہے۔ دوسری وصیت یوں ہے چاڑی خور کو اپنی مجلس میں نا آنے دینا۔ ایسے لوگاں بڑے تنتاری لگاؤ بجاؤ بکھیڑے ڈالو لڑائی خورے ہیں۔ او آخر کو خراب ہو نکو پہنچ ان کی گردن چھانٹنا ہور ٹھکانے لگاتا کیا واسطے کہ ان سوں عالم میں خرابی نا پڑے۔

(دکنی انوار سہیلی۔ مطبوعہ مدراس ۱۸۲۴ء)

منشی شمس الدین

شمس الدین احمد قصبہ سعادت بندر کے رہنے والے تھے ان کے والد کا نام عبدالرحیم تھا۔ ابتدائی تعلیم و تربیت سعادت بندر ہی میں مکمل ہوئی۔ وہ فارسی، عربی اور انگریزی زبانوں کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ان کی غیر معمولی علمی صلاحیتوں کی بناء پر انھیں ۱۸۰۰ء میں فورٹ سینٹ جارج کالج میں ملازمت مل گئی تھی اور وہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے تھے۔ اس علمی و ادبی مرکز میں ان کا سب سے بڑا کارنامہ "الف لیلہ" کا ترجمہ ہے شمس الدین احمد نے شیخ احمد بن محمود کی عربی "الف لیلہ" سے سو راتوں کی کہانیوں کو اردو کے قالب میں ڈھالا تھا اور اس کا نام "حکایات الجلیلہ" رکھا تھا۔ اس کی عربی اصل کو کلکتہ ایڈیشن کہتے ہیں۔ "حکایات الجلیلہ" نے جنوبی ہند میں بڑی مقبولیت حاصل کی اور اُسے فورٹ سینٹ جارج کالج کے نصاب میں بھی شامل کر دیا گیا۔ یہ کتاب سلیس اور شستہ دکنی نثر میں تصنیف کی گئی ہے اور اکثر جگہ ترجمے پر طبعزاد تخلیق کا گمان گذرتا ہے۔

حکایات الجلیلہ

سخن کا نقاش اس حکایت کی تصویر کو صفحہ بیان پر یوں کھینچا ہے کہ اگلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا۔ دیر و صاحب تدبیر، عدل و سخاوت میں بے نظیر۔ روے زمین کے بادشاہوں کو اپنی شجاعت و بہادری سے عاجز و فرماں بردار کر رکھا تھا۔ دوست تھا عدل و انصاف کا دشمن ظلم و اسراف کا۔ نام اس کا شہریار۔ دار لخلافت اس کا سمرقند۔ عجم اسس کو ایک بھائی تھا عمر میں چھوٹا۔ ذہن و چالاکی میں بڑا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ بادشاہ شہریار اپنے بھائی کو جس کا نام شاہ زماں تھا دیکھنے کا مشتاق و آرزو مند ہوا اور تمنا اس کے ملاقات کی دل میں رکھا پھر وزیر کو اپنے حضور فیض معمور میں طلب کرکے فرمایا کہ میری خاطر میں یہ ارمان ہے کہ چین کو جاکر اپنے بھائی کو دیکھوں اور اس کی ملاقات سے خوش ہووں۔

وہ وزیر زمینِ خدمت کو بوسہ دے دست بستہ ہو عرض کیا کہ اے شہریار نامدار وای شہنشاہ عالی مقدار آپ وہاں تشریف لے جانا اور تصدیع راہ و دور و درازی اپنے پر لینا میری عقل ناقص میں بالکل مناسب نہیں۔ بہتر ہے کہ ایک خط اپنے اشتیاق کا جس میں مضمون اس کی ملاقات اور اس کے یہاں آنے کا مندرج رہے لکھیں اور سوغات و تحایف موافق اس کی شان کے اس کے لیے بھیجیں تو اغلب ہے کہ وہ یہاں آوے اور آپ کی خدمت شریف سے مشرف ہووے۔ بادشاہ یہ بات وزیر کی قبول کیا اور دل سے مستحسن جان کر حکم کیا کہ بعضے تحایف پاکیزہ یعنی کتنے گھوڑے روپیے اور سونے کے سازوں سے مزین و آراستہ اور کئی قسم جواہر بے بہا اور چند غلاماں اور باندیاں کہ حسن و جمال میں یکتا ہوں اور بعضے اجناس بیش قیمت تیار کرے بعد ایک خط اس مطلب کا لکھا کہ تجھے دیکھنے کا شوق دل میں میرے نہایت ہے تیرے اخلاق حمیدہ

واوصاف پسندیدہ سے امید واثق رکھتا ہوں کہ یہ خط دیکھتے ہی یہاں آوے اور میرے اشتیاق کی آگ کو اپنی دیدار راحت آثار کے پانی سے بجھاوے۔ اب وزیر کو روانہ کیا ہوں کہ تیرے خدمت میں حاضر باشی کرے اور راستے کے لوازمات میں خبردار ہو شیار رہے۔ غایت تمنا یہی ہے کہ میری موت کے آگے ایک بار تجھے دیکھوں اور اپنے دل کو فرحت و مسرت بخشوں اگر تو یہاں نہ آوے اور کچھ ڈھیل و توقف کرے تو یقین جانیے کہ تیری ملاقات کی حسرت سے مر جاؤں اور یہ ارمان اپنی گور میں لے جاؤں۔ جب اس مضمون سے خط تیار ہوا وزیر کو حضور میں طلب فرمایا ان تحائف کو اس کی تفویض کیا اور فرمایا کہ شتابی چین کے ملک طرف متوجہ ہو اور جلد وہاں سے میرے بھائی کے ساتھ مراجعت کر۔ وہ وزیر یہ حکم مانا اور جانے کے لیے راضی ہوا اور تین روز کے عرصے میں اسباب سفر کا اور لوازمہ راہ کا تیار کر جانے کے لیے مستعد و آمادہ ہوا۔ چوتھے روز بادشاہ شہریار سے پان رخصت کے لیا اور راہ چین کی طے کرنے لگا۔ چنانچہ رات دن منزل کاٹنے سے کام رکھتا تھا۔ بادشاہاں جو پایہ تخت شہریار کے تھے سو اس وزیر کے آنے کی خبر سن کر ہر ایک ملاقات کے لیے آتا اور تحائف و ہدایا اس کو دیے تین روز تک ضیافت اس کی بخوبی کرتا اور چوتھے روز اس کے ساتھ ہو ایک ایک منزل تک پہنچا دیتا۔

(حکایات الجلیلہ۔ مطبوعہ۔ مدراس ۱۸۳۶ء)

فرہنگ

ا

		اچکر	رہ کر
		اسیچ	ایسا ہی
اُپیں	آپ ہی۔ خود ہی	اصحاباں	اصحاب کی جمع
اُپینچہ	آپ ہی	افیم	افیون

آتیاں - آتی (فعل) کی جمع۔

۱ آدیرا = آدمی	۵ آتن = ان کی جمع	۱۰ اپجنا = پیدا ہونا
۲ آدمیاں = آدمی کی جمع	۶ آنکھی = آنکھ	۱۱ اپرم پار = لامحدود
۳ آدھ = سہارا۔ دار و مدار۔ بھروسہ	۷ آنہارے = آنے والے	۱۲ اپے = خود ہی
۴ آنند = خوشی۔ اطمینان	۸ ابلیساں = ابلیس کی جمع	۱۳ اپینچھ = آپ ہی۔ خود ہی
	۹ اپس = خود	

اُپاد	(اُپائے) تدبیر۔ حکمت	اُٹھے پر	اُٹھنے کے بعد
اُتپت	پیدائش۔ آغاز	اکاس	آکاش۔ آسمان
اِتی	اتنی	اکھیاں	آنکھیں
اِتاچ	اتنا ہی	اگ	آگ
اِتینچ	اتنا ہی	اگھایا	سیر ہوا
اتا	اب	اگو	آگے
اِتال	اب	النگ	چھلانگ
اجھوں	ابھی	الادھا	علیحدہ۔ الگ
اچنا	رہنا۔ ہونا	الپت	کم
اچھنبے	اچنبھے	انجان پن	غفلت۔ لاعلمی
اچھ	رہے۔ ہے	اگے	آگے
اچھنا	رہنا	اُنگنا	اونگھنا

اچھو	رہے۔ ہو
اُچا	اُٹھا
انجن	سُرمہ
انت	انتہا۔ حد
انتھو	(انت) انتہا۔ حد
انکھی	آنکھ
اندھارے	اندھیرے
انوکا	اُن کا
اناصر	عناصر
انچ	آنچ
اُنے	اُس نے
انجانتا	لاعلم۔ جاہل
انتر	فرق
انجو	آنسو
اُنوچہ	وہ ہی
انپڑاں ہارے	حاصل کرنے والے
اوانز	آواز
اونٹان	اونٹ کی جمع
اُونے	اس نے
اورس چوس	طول و عرض
ایک پٹے	وحدت۔ برابری
اکیارا	گیارہ
ایندریں	حواس خمسہ (ظاہر وباطن)
ایکچہ	ایک ہی
اینوں	ان
اینو	ان

انھارے	کسنے والے
اندھلا	اندھا
ایکس	ایک
ایسیاں	ایسی کی جمع
افسوس نچہ	افسوس ہی
ایتال	اب
اولیاد	اولاد

ب

باج	بغیر
باٹ	راستہ
بارے	بائیں
بادی	ہوا۔ (باؤ)
باند	باندھ
بجایا	بجالایا
بازاریں بازار	بازار بازار
بارا	بارہ
بجناک	ایک زہریلی دوا (بچھناک
بچار	(وچار) خیال فکر
بچارے	سوچا
بچکنے	ڈرنے
بچو	بچھو
بخشنہارا	بخشنے والا
بدھائی	خبر۔ مبارکبادی
بُدھانے	بڑھانے
بریاں	برائیاں

ایکتل	ایک لمحہ	برتن ہارتے	برتنے والے
بزاں	بعداز آن۔	بوی	بو
بسلانا	بٹھلاتا	بوج	بوجھ
بسرانے	بچھونے	بوجو	بوجھو۔جانو۔سمجھو
بست	(وستو) چیز	بولاکر	بلاکر
بستار	سازوسامان۔وسعت	بھایاں	بھائی کی جمع
بچھڑات	جدائی۔	بھمنا	برہمن کی جمع
بعضاں	بعض کی جمع	بھی	پھر
بکٹ	سخت۔مشکل	بھوگنا ہارا	برداشت کرنے والا۔سہنے والا
بکھاننا	تعریف کرنا	بھاکر	ڈال کر۔پڑکر
بلک	بلکہ	بھو	بہت
بلبلیا	بلبلا	بھوت	بہت
بندیوانا	قیدی	بھنڈار	ذخیرہ
بندی خانہ	قیدخانہ	بھریا	بھرا
بندیچہ	بندہ ہی	بھونس	بھونسہ
بنداپنا	عبدیت	بھیتر	میں۔اندر
بندا	بندہ	بھگتنا	برداشت کرنا سہنا
بنب	عکس	بھاے	ڈالے
بند	بوند	بھار	وزن۔فوج۔باہر
بندراں	بندرگاہیں	بھاچہ	بھائی ہی
بندے	باندھے	بھگنا	سرہونا۔خوش ہونا
برسانت	برسات	بھاوتا	بھاتا پیارا
بڑیاں	بڑوں	بھوان	بھوں کی جمع
بڑبڑے	بلبلے	بیلاں	بیل کی جمع
بنیا	بنا	بھینساں	بھینس کی جمع
بوجا	بوجھ	بی	بھی۔اور

بے دیناں	بے دین لوگ
بیگ	جلدی
بے انت	بے انتہا۔ لامحدود
بے گنتا	بے شمار
بے ظاہر	بظاہر
بیجہ	بیج
بیٹا	بیٹھا
بید	وید
بیوار	بیوپار
بچر کر	غور کر کے (بچار کر کے)
بچھانے	بستر
بیچنے ہارا	بیچنے والا

پ

پاچ	جالا۔ زمرد
پاڑے	گرانا برباد کرنا
پانیچ	پانی ہی
پاپ	گناہ
پایا	پایہ
پانچہ	پانچ
پاکے پروردگار	پاک پروردگار
پاتاں	پات (پتے) کی جمع
پتھراں	پتھر کی جمع
پتیانا	بھروسہ کرنا
پتیارا	بھروسہ اعتبار

پچھانے	پہچانے
پراتم	پرانا
پرت	محبت (پریت)
پرجیت	جانچ، امتحان
پرتیو	پرتو
پڑنا	پڑھنا
پڑیا	پڑا
پڑیاں	پڑی (فعل) کی جمع
پرگٹ	ظاہر
پروا	پرواہ
پڑتے	پڑھتے
پرسن	خوش
پرکار کرنا	(پرکٹ) ظاہر کرنا۔
پسار	پھیلا
پگلیا	پگھلا
پن	لیکن، مگر
پھبنا	موقعہ
پھیلن	پہلے
پچھین	پیچھے
پھاڑیا	پھاڑا
پھاندے	پھندے
پھاٹے	پھاڑے
پھٹیایا	پھٹا
پھیریا	پھیرا
پوچ	پوچھ

پو	پر
پولی	شہد کی مکھیوں کا چھتہ
پولاد	فولاد
پونچایا	پہنچایا
پیچھے	بعد۔پیچھے
پیچے	بعد
پیا	محبوب
پیکھنا	تماشہ
پیرت	(پریت) محبت
پیرت پتلی	محبوبہ
پل صرات	پل صراط
پیسا	پیسہ
پیکے	پیسے

ت

تازا	تازہ
تپاوے	تکلیف دے
تتا	گرم
تُٹے	ٹوٹ
تٹنا	ٹوٹنا
تٹے	ٹوٹے
تڑپڑا کر	تڑپ کر
تٹسی	ٹوٹے گی
تسرا	تیسرا
تل	لمحہ
تسے	آسے
تقوا	تقویٰ
تناں	تن (جسم) کی جمع
تواف	طواف
توتارہ	سہ تارہ۔ایک قسم کا باجا
تولگ	تب تک
توں	تو
تمارے	تمہارے
تنتماری	تنتا (لڑائی) کرنے والے۔ جھگڑالو۔
توہید	توحید
تے	سے
تیساچہ	ویسا ہی
تیونچہ	ویسا ہی
تمجیا	ٹھہرا
تیشا	تیشہ
تمی	تم ہی
تمیں	تمھیں
تما	تم
تمامیت	اختتام

ٹ

ٹاک	ٹکڑا
ٹانکیاں	ٹانکے کی جمع
ٹٹوری	ٹٹیری

تمکی	ایک قسم کا باجا
تلاے	مشرق
ٹھار	جگہ۔ ٹھکانہ
ٹھانوں ٹھاون	جگہ۔ ٹھکانہ
ٹھارے ٹھارے	جگہ جگہ

ج

جاگا	جگہ
جاتیاں	جاتی (فعل) کی جمع
جاں	جہاں
جان پنا	عرفاں علم
جانیا	جانا
جالے	جلاے
جانوراں	جانور کی جمع
جتے	جتنے
جزاں	جزو کی جمع
جسری	جیسی
جکوی	جو کوئی
جگو	جگہ
جگ	دنیا
جگت	دنیا
جمیا	جما
جتو	جن جنھوں نے
جن بی	جس نے بھی
جتاوراں	جانور
جوگیاں	جوگی کی جمع
جوتی	چمک، روشنی
جھک جھک	جھگڑا۔ مصیبت
جھانسا	تمناکی۔ خواہش کی۔
جھلانچہ	جھل (رشک، حسد) کی جمع جھلاں۔ جھلاں بی
جھوٹیاں	جھوٹے کی جمع
جوتہری	جوہری
جے	جو
جیومل	اصل حیات
جیونا	جینا
جیتاں	زندہ
جیساں	جیسی کی جمع
جس کوی	جو کوی
جھمک	چمک

چ

چاڑی	چغلی
چالاں	چال کی جمع
چاکنا	چکھنا
چت	دل
چارپایوں	چوپائے
چڑاویں	چڑھادیں
چڑ	چڑھ
چڑپڑیں	چڑچڑے

چڑی	چڑھی
چیشٹا	کوشش
چکلیا	بھینچنا۔ زور سے دبانا
چلنت	چال
چلیچ	چال بہی
چیزاں	چیز کی جمع
چمٹی	چیونٹی
چتیا	چُنتا
چندر	چاند
چونی	مویشیوں کا چارہ
چورندھیر	چاروں طرف
چھتالیس	چھیالیس
چھٹیگا	چھوٹے گا
چھٹکا	نجات
چھاچے	چھاچھ
چہتا	چاہتا
چہارو	چاروں
چھپیا	چھپا
چھٹیا	چھوٹا
چتن ہارا	ہوشیار
چیا	چیلا
حِرَس	حسد

ح

حایل	حائل
حرفاں	حرف کی جمع
حیفے کھانا	افسوس کرنا

خ

خالا	خالہ
خداچہ	خداہی
خدایا	معبودیت۔ ربوبیت
خش خش	خشخاش
خصلتاں	خصلت کی جمع
خطریاں	خطرہ کی جمع
خلاص	چھٹکارا
خیرز	خارج۔ علیحدہ
خوے	پسینہ

د

داک	انگور
داوے	دائیں
دانے	دانا (عقلمند) کی جمع
درداں	درد کی جمع
درشت	نظر
دریاو	دریاوں
درم	درہم
درگا	درگاہ
دستا	نظر آتا
دُسریاں	دوسروں

دلاں	دل کی جمع
ڈہنڈو	ڈھونڈو
دعوا	دعویٰ
دہات	طرح۔ مانند
دھر	رکھ
دھتیارے	دغاباز
دھرتا	رکھتا
دھایا	دوڑنا۔ لپک کے جانا
دھرم	مذہب
دونو	دونوں
دوکھ	دکھ
دوجا	دوسرا
دُوکال	بُرا زمانہ
دیس	دن
دیپ	چراغ
دیوا	چراغ
دیسوں	دوں گا
دیئوں	دوں
دیکہ	دیکھ

ذ

ذرا	ذرہ
دیکھتیچ	دیکھتے ہی

ڈ

ڈریا	ڈرا

ڈونگر	پہاڑ
ڈونگا	گہرا

ر

راکھے	رکھے
رَج	جوش، عیش پرستی
رچپہ	عیش
رسالیاں	رسالے کی جمع
رضا	اجازت
رکھواں	نگہبان
رگے رگ	رگ رگ
روشنائی	روشنی
روزناں	روزن کی جمع
رویش	روش
رہ سی	رہے گی
رہن	مقام۔ رہنا
رہیا	رہا
رہینگا	رہے گا
رہی سوں	رہوں گی
ریجنا	رتیج۔ خواہش ولولہ کا مصدر
رویا	روپیہ

ز

زوراں	زور کی جمع
زلزلا	زلزلہ

زشتی	برائی
زنجیراں	زنجیر کی جمع
زمیناں	زمین کی جمع

س

سات	ساتھ
سات نپا	قرب
ساٹ	ساٹھ
سانچا	سچ
سایا	سایہ
ساریاں	ساری کی جمع
سبیج	سب ہی
سُترگی	پاکیزگی
سپنے	خواب
سپنیاں	سپنے (خواب) کی جمع
ست	سچ۔ بھرم
ستی	سے
سٹ	چھوڑ
سٹیا	چھوڑا
سج	زیبائش
سجدا	سجدہ
سُجے	سوجھائی دے
سُد	سُدھ
سرجن ہار	سرجنا۔ پیدا کرنا۔ سرجن ہار خالق۔
ساندھیاں	ساندھ (جوڑ) کی جمع
سرس	بڑا
سروپ	خوبصورت
سرسی	ختم ہوگا
سرانا	تعریف کرنا
سریکا	مانند۔ جیسا
سرگیا	ختم ہوگیا
سکیاں	سکھیاں
سکلاوے	سکھلاوے
سُکال	اچھا کال۔ اچھا زمانہ ازدا
سکے	سکے گا
سکیا	سیکھا
سُکا	سوکھا
سگھڑول	سلیقہ مند
سگل	تمام۔ پورا
سج	سمجھ
سمجھنارا	سمجھنے والا
سماؤ	سمانا۔ گنجائش
سمان	مانند
سیناکار	سونے کی مانند
سنپیڑیا	پکڑا
سنگت	ساتھ معیت
سنگاتی	ساتھی
سُینا	سنا
سنیتج	سنتے ہی
سنمکھ	سامنے۔ روبرو۔

سنتر	سواتنتر/آزاد
سنگی	ساتھی
سوکھ	سکھ
سور	سورج
سورج	سورج
سونگ	سوانگ
سواد	مزہ
سہجا کار	ہوشیار
سُہاتا	زیب دینا
سینپی	سیپی
سیوں	سرحد
سیپ پور	بھرپور مکمل (سمپور)
سیدی	سیدھی
سینا	سینہ
سیوا	خدمت
سہج	آسان

ش

شراب دار	شراب پینے والا
شراب داری	شراب پینا
شارو	مینا
شاروک	شارو (مینا) کا اسم تصغیر مثلاً مرغ سے مرغک

ص

صاحب پنا	ربوبیت
صبا	صبح
صبوری	صبر
صلواتاں	صلوٰۃ کی جمع
صورتھ	صورت

ط

طرہ طرہ	طرح طرح

ع

عالا	اعلیٰ
عزرایل	عزرائیل
عضاب	عذاب
علاجاں	علاج کی جمع
علماں	علم کی جمع
عناصراں	عناصر کی جمع

ف

فام	فہم۔ سمجھ
فکراں	فکر کی جمع
فجرتیج	فجر ہی کو

ق

قایل	قائل
قصا	قصہ
قصابیج	قصاب ہی
قدیم پنا	قدیم ہونا

قطرا	قطرہ
قلیہ	خلیہ
توسیس	خبیث
قہقہ	قہقہہ

ک

کاڑ	نکال
کایکا	کاہے کا
کانچ	کاہی
کتے	کہتے
کتھن	کہنا
کتھے	کہتے
کتا	کتنا
کتک	کتنے
کتا	کہتا
کتیک	کتنے
کنیک	کتی
کالکوت	لالچ۔ حرص۔ خواہش
کچ	کچھ
کچوانا	احتراز کرنا۔ پہلوتہی کرنا
کدھیں	کبھی
کدھن	سمت۔ طرف
کڑکے	کنارے
کروپ	بدوضع
کرتار	خدا

کریا	کیا
کرت ہار	کرنے والا
کسو	کسی
کسیا	کسا
کسیف	کثیف
کشش	کوشش
کمخاب	کمخواب
کم	کام
کمانا	کمان کی جمع
کمانان	کمان کی جمع
کرا	کیا
کُندن	سونا
کنا	کہنا
کنے	(کن نے) پاس سے
کنگوریاں	کنگورے کی جمع
کنے	پاس
کوم	کونپل
کووے	کنوئیں
کولک	کب تک
کوہارا	کہر
کوں چہ	کوہی
کھٹ کھٹ	جھگڑا
کہوائے	کہلائے
کھوڑ	لکڑی
کھورے	کھو

کھے	کہے	گھوسے	گھسے
کھڑیا	کھڑا	گہیتو	گیہوں
کہنا	کہنہ۔ پرانا	گھنیرے	گہرے۔ سنجیدہ
کیری	کی	گھولیا	گھولا
کیوں	کیسا۔ کس طرح	کھالیا	ڈالا (مصدر گھالنا)
کی	کیوں	گھابرا	پریشاں
کیچ	کی ہی	گھرانج	گھڑی
کے	کہ	گیاں	گی (فعل) کی جمع
کیئں	کہیں	گیانی	عارف
کیتی	کتنی	گیان	معرفت
کیتک	کچھ۔ چند		

گ

گاٹھ	گانٹھ
گایاں	گائے کی جمع
گانڈا	گنا
گت	حالت
گریا	گرا
گمیا	گذارا۔ صرف کیا
گنا	گن۔ صفت۔ خصوصیت
گناں	گن کی جمع۔ صفات
گناہاں	گناہ کی جمع
گنگے	گونگے
گوپٹ	پوشیدہ۔ باطنی
گھٹ	مضبوط۔ سخت۔ مستحکم

ل

لاکر	لگاکر
لاگ	لگ
لاکھو	لاکھوں
لاج	شرم
لٹ پٹ ہونا	گلے ملنا
لجایا	لے گیا
لجاتے	لے جاتے
لکھیا	لکھا
لک لوٹ	منور۔ روشن
لگ	تک
لگوں	تک
لگن	(لگ) تک
لوگاں	لوگ کی جمع

لہراں	لہر کی جمع	مجہ	میں ہی
لیائے	لائے	محلان	محل کی جمع
لیانے	لانے	مرکٹ	بندر
لیکھو	لکھو	مرجاتیاں	مرجاتی (فعل) کی جمع
لہواراں	لہوہار کی جمع	مزبوت	مضبوط
لیکھ	لکھ	مسکا	مسکہ
لیئو	لو	مسال	مثال
لئی	بہت (مراہٹی)	مشروع	ایک قسم کا کپڑا
لین ہارا	لینے والا	منظفر	مزعفر
		معما	معمّہ
	م	معنا	معنیٰ
ماتا	سماتا	متقدار	حیثیت
ماٹی۔ مانٹی	مٹی	ملکاں	ملک کی جمع
مالے	بالاخانے (واحد مالا)	معاتا	معنیٰ
مایا	حقیقت۔ مادہ۔ مطلب۔	ملیا	ملا
مانا	معنیٰ	منگتا	مانگتا
ماڈ	مفہوم۔ معنیٰ۔ بھید	منگناپنا	طلب
مان	عزت	مندان	کائنات
ماہاں	میں	منے	میں
ماواں	مائیں	منا	منع
ماڑی	بالاخانہ	منگے	مانگے
مثلاً	ضرب المثل	منجھ	مجھے
مستے	مست	مغروری	غرور
مت	مستی	موں	منہ
مجہ	مجھ۔ میں	مو	منہ

موجان	موج کی جمع
موڑ	جڑ
مورک	(مورکھ) بیوقوف
مسافرت گیا	سفر کو گیا
مہینے	مہینے
مہیت	ماہیت
مہرباگی	مہربانی
میت	مطلب
میتچ	میں ہی
مینا	رزین کپڑا
میانی	درمیان۔ بیچ میں
میاں	میں
معلوم پنا	علم

ن

نانو	نام
نانون	نام
ناں	نہیں
نت	ہمیشہ
نپایا	پیدا کیا
نروار کرنا	انکشاف کرنا۔ کھولنا
نزدیکی	قرب
نفا	نفع
نفر	ملازم (فارسی)
نقصاں	نقص کی جمع
نکو	نہیں۔ مت
نکلیا	نکلا
نمن	مانند
نظر	نذر
نوراں	نور کی جمع
نوے	نئے
نہیں پنا	نیستی
نہوے	نہیں ہے
نسبت کردن	شادی کروں
نینداں	نیند کی جمع
نیں	نے
نیم	اصل۔ ایمان
نپٹ	بالکل
میرے میں	مجھ میں

و

و	وہ
وجالا	اُجالا
وسی	اُسی
وضا	وضع
وونچہ	وہی
وو چہ	وہی
ووچہ	وہی
وہیلا	بیل
وہجہ	وہی

وے	وہ
وصیتاں	وصیت کی جمع

ھ

ہاتی	ہاتھی
ہاکاں	چلاتا
ہُب	حُب
ہتی	ہاتھی
ہُچ	احمق، بیوقوف
ہلیا	ہلایا
ہلوں ہلوں	آہستہ آہستہ
ہم	مقابلہ
ہماریاں	ہماری کی جمع
ہونہاری	ہونے والی
ہوجیا	ہوا
ہو	ہاں
ہیڑا	جسم
ہے پن	ہستی۔ وجود
ہیگا	ہوگا
ہوئنگیچ	ہوں گے ہی

ی

یکجاگا	ایک جگہ
یکہ	ایک
یکچ	ایک ہی
یکس	ایک
یونچہ	یوہی
یو	یہ
ینک	ایک
یئوں	یوں
یے	یہ
یہوں	یوں
یہانچہ	یہیں

ہماری مطبوعات

انشاء کارتر کی روزنامچہ	مرتب سید محمد نعیم الدین	۶۸	۴/۵۰
انیس کے سلام	مرتب علی جواد زیدی	۳۰۷	۱۳/۵۰
انیس کے مرثیے اول (دوسرا ایڈیشن)	مرتب صالحہ عابد حسین	۵۴۰	۳۶/=
" " " (دوم) (دوسرا ایڈیشن)	" "	۵۷۶	۴۰/=
برنارڈ شا	عبدالمغنی	۹۶	
بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقاء	پروفیسر اختر اورینوی	۳۴۷	۱۸/=
بیسویں صدی میں اردو ناول	ڈاکٹر یوسف سرمست	۵۴۴	۵۸/=
پشکن (دوسرا ایڈیشن)	ظ۔ انصاری	۲۳۲	۱۲/=
تذکرہ علمائے بلخ	صفی الدین واعظ/مترجم پروفیسر نذیر احمد	۱۱۰	۱۳/=
جوش ملیح آبادی شخصیت اور فن۔	ظفر محمود	۱۵۸	۱۲/=
چے خف (دوسرا ایڈیشن)	ظ۔ انصاری	۱۹۲	۱۱/=
حیات جاوید (تیسرا ایڈیشن)	الطاف حسین حالی	۹۰۸	۴۸/=
خسرو شناسی (دوسرا ایڈیشن)	مرتبین ظ۔ انصاری۔ ابوالفیض سحر	۳۶۰	۲۴/=
دانتے	زیڈ۔ اے۔ عثمانی	۱۹۱	۸/۲۵
دستنبو	(مترجم) پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	۸۸	۱۲/=
درس بلاغت (دوسرا ایڈیشن)	ترقی اردو بیورو	۱۹۲	۱۱/=
دکن میں اردو	پروفیسر نصیر الدین ہاشمی	۹۴۵	۴۲/=
دکنی ہندو اور اردو	" "	۲۹۶	۱۵/۵۰
دکنی نثر کا انتخاب	مرتب: پروفیسر سیدہ جعفر	۱۶۸	۱۲/۵۰

جدید الجبرا و مثلثات برائے بی۔اے	ایلبرج پی وینس۔ ایس۔ اے۔ ایل شیروانی	۴۷۲	۱۵/=
خاص نظریۂ اضافیت	محمد حبیب الحق انصاری	۱۳۴	۱۲/=
دھوپ چولھا	ایم۔ایم۔ ہدی/ڈاکٹر خلیل اللہ خاں	۹۷	۱۲/=
راست و متبادل کرنٹ	عبدالرشید انصاری	۲۹۶	۱۵/=
سائنس کی باتیں	اندرجیت لال	۱۱۱	۱۱/۵۰
سائنس کی کہانیاں (حصہ اوّل)	سکنٹف اور سکنٹف/انیس الدین ملک۔	۱۵۲	۱۰/۵۰
سائنس کی کہانیاں (حصہ دوم)	" " "	۱۸۴	۱۲/=
" " (حصہ سوم)	" " "	۱۲۷	۵/=
علم کیمیا (حصہ اول) چھٹا ایڈیشن	مترجم: سیّد انوار سجّاد رضوی	۱۶۴	۵/=
علم کیمیا (حصہ دوم)	مترجم: ارشد رضوی	۲۰۷	۴/=
فلسفہ، سائنس اور کائنات	ڈاکٹر محمود علی سڈنی	۲۹۶	۵۵/=
فن طباعت (دوسرا ایڈیشن)	بلجیت سنگھ مطیر	۲۰۷	۱۱/۵۰
فن خطاطی و خوشنویسی اور مطبع منشی نول کشور کے خطاط۔	امیر حسن نورانی	۱۲۰	۳۶/=
کلاسیکی برق و مقناطیسیت	واف کانگ۔ ایچ پیوفسکی میلیا فلپس۔ مترجم: بی بی سکینہ	۶۵۲	۵۰/=
کوئلہ	نفیس احمد صدیقی	۲۰۴	۲۲/=
گنّے کی کھیتی	سید مسعود حسن جعفری	۹۶	۱۵/=
گھریلو سائنس (حصہ ششم)	شیخ سلیم احمد	۷۲	۱۸/=
گھریلو سائنس (حصہ ہفتم)	ایس۔ اے۔ رحمان	۷۲	۱۸/=
گھریلو سائنس (حصہ ہشتم)	تاجور سامری	۱۱۲	۲۸/=

قدیم ہندوستان میں تعلیم	ڈاکٹر اے ایس الٹکر/ابو یوسف	۱۸۰	۲۰/۰
قدیم ہندوستان کی ثقافت و تہذیب تاریخی پس منظر میں	ڈی۔ ڈی۔ کوسمبی/بال مکند عرش ملیانی	۳۱۹	۱۳/=
قدیم ہندوستان میں شودر	رام سرن شرما/جمال الدین محمد صدیقی	۳۵۶	۴/۵۰
مہاتما گاندھی	بی۔آر۔ نندا/علی جواد زیدی	۵۰۰	۶۰/=
مغلیہ دربار کا عروج و زوال	ڈاکٹر ریاض احمد خاں شیروانی	۵۵۳	۳۰/۵۰
مغل دربار کی گروہ بندیاں اور ان کی سیاست (دوسرا ایڈیشن)	ڈاکٹر ستیش چندر/ڈاکٹر قاسم صدیقی	۲۶۵	۲۲/=
مغلوں کا نظام مالگزاری ۱۷۰۰ء سے ۱۷۵۰ء تک۔	نعمان احمد صدیقی/ایس نبی ہادی	۲۲۷	۹/=
مراد آباد۔ تاریخ اور صنعت	تاباں نقوی	۹۲	۱۲/=
میر طالبی (سفرنامہ)	ابو طالب اصفہانی/ثروت علی	۳۵۹	۳۲/=
منتخب دساتیر کا تقابلی مطالعہ	شجاع الدین فاروقی	۷۲۴	۶۵/=
ناوابستگی	پروفیسر رشید الدین خاں/ڈاکٹر ایس۔ ایم مہدی۔	۴۶۴	۳۷/=
وادیٔ سندھ اور اس کے بعد کی تہذیبیں	سر مورٹیمر/زبیر رضوی	۱۴۸	۸/=
وجے نگر کے عہد میں نظام حکومت اور سماجی زندگی	ٹی۔ وی۔ مہالنگم/نیل کنٹھ شاستری	۵۷۲	۴۱/=
ہمایوں نامہ	گلبدن بیگم/عثمان حیدر مرزا	۹۶	۱۱/=
ہندوستان سرزمین اور عوام	نارائنی گپتا/ایس۔ کے سنگھ	۷۰	۲/=
ہندوستان کا شاندار ماضی	اے۔ ایل۔ باشم/ایس غلام سمنانی	۴۸۷	۳۲/=
ہندوستان کے دورِ وسطیٰ کے مؤرخین	پروفیسر محب الحسن/مسرور علی ہاشمی۔	۴۷۸	۴۵/=

ایک نائی اور رنگ ساز کا قصہ	اظہر پرویز	۱۴۸	۹/=
اینڈرسن کی کہانیاں	اظہر افسر	۶۴	۴/۵۰
ابلیس آئینہ گھر میں	عبدالحیٔ	۱۱۸	۱۱/=
بابر نامہ	ڈاکٹر محمد قاسم صدیقی	۶۴	۱۲/=
باتیں کرنے والا غار	دولت ڈونگاجی/اے کے لونگیا		۳/۵۰
باپو اور بچے	پی۔ڈی۔ٹنڈن/تاجور سامری	۴۸	۲/۲۵
بچوں کے حالی	صالحہ عابد حسین	۶۴	۳/۷۵
بچوں کے ڈرامے	اظہر افسر	۹۸	۱۰/۵۰
ابتدائی نفسیات	سید محمد محسن/محمد رضوان احمد خاں	۲۴۰	۱۶/=
ابنارمل نفسیات	ایفرایم روزن/ذکیہ مشہدی	۳۱۰	۲۸/=
ادبیات شناسی	پروفیسر محمد حسن	۱۹۲	۱۲/۵۰
انسان اپنی تلاش میں	رولوے/زاہدہ زیدی	۲۹۱	۳۰/=
اشارات تعلیم	آسٹن/نورالحسن	۶۳۲	۴۵/=
اصول تعلیم (دوسرا ایڈیشن)	خواجہ غلام السیدین	۴۰۶	۲۴/=
اصول تعلیم اور عمل تعلیم	ڈی، ایس گارڈن/خلیل الرحمٰن اور سیفی پریمی۔	۲۳۶	۱۶/۷۵
پتنجلی کا فلسفۂ یوگ	مترجم کرشن کمار پاٹھک	۱۲۷	۱۲/=
تاریخ فلسفۂ اسلام	ٹ۔ج۔بور/سید عابد حسین	۱۷۱	۶/۵۰
تاریخ ہندی فلسفہ	ایس۔این۔داس گپتا/رائے شیو موہن لال ماتھر۔	۵۷۴	۳۰/=
تحلیل نفسی کا اجمالی خاکہ	سگمنڈ فرائڈ/ظفر احمد صدیقی	۸۳	۱۰/۵۰
تدریس تاریخ	خلیل الرب	۲۴۷	۱۸/=
تدریس جغرافیہ	محمد ضیاء الدین علوی	۱۷۹	۲۰/=
تعلیم اور اس کا سماجی پس منظر	ڈاکٹر سلامت اللہ	۲۷۲	۱۰/۷۵
تعلیمی تشکیل نو کے مسائل	خواجہ غلام السیدین/ایم۔ ابوبکر	۳۰۷	۱۲/۷۵
تعلیمی رہنمائی اور صلاح کاری	عبدالمغنی مدہوش	۱۹۲	۱۳/۷۵